اللہ

وحدہ لاشریک لہ

اور

خدا

حامیان لفظ خدا کے فتاویٰ اور
نظریات مع ہماری گزارشات

مؤلف رشید اللہ یعقوب

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا ☆ اَلْاَحَدُ ☆ اَلْاٰخِرُ ☆ اَلْاَبَدُ ☆

اَلْاِلٰہُ ☆ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ ☆ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ☆ اَھْلُ التَّقْوٰی ☆ اَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ ☆ اَلْاَقْرَبُ ☆

اَسْرَعُ الْحَاسِبِیْنَ ☆ اَلْاَحْکَمُ ☆ اَلْاَعْلٰی ☆ اَلْاَعَزُّ ☆ اَلْاَعْلَمُ ☆ آمِیْن ☆ اَلْاَلِیْمُ اَلْاَخْذُ ☆ إِلٌ ☆

اَلْاَقْوٰی ☆ اَلْاَکْرَمُ ☆ اَلْاَوَّلُ ☆ اَلْاَکْبَرُ ☆ اَلْاَعْظَمُ ☆ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ☆ اَلْبَادِیُٔ ☆

اَلْبَدِیْعُ ☆ اَلْبَارِیُٔ ☆ اَلْبَارُّ ☆ اَلْبَرُّ ☆ اَلْبُرْھَانُ ☆ اَلْبَاسِطُ ☆ اَلْبَصِیْرُ ☆ اَلْبَاطِنُ ☆ اَلْبَاعِثُ ☆

اَلْبَاقِیْ ☆ اَلْبَالِغُ اَمْرَہٗ ☆ اَلْبَالِیْ ☆ اَلتَّامُّ ☆ اَلتَّوَّابُ ☆ اَلْجَبَّارُ ☆ اَلْجَلِیْلُ ☆ اَلْجَامِعُ ☆

اَلْجَمِیْلُ ☆ اَلْجَوَادُ ☆ جَاعِلُ اللَّیْلِ سَکَناً ☆ اَلْحَاسِبُ ☆ اَلْحَسِیْبُ ☆ اَلْحَافِظُ ☆ اَلْحَفِیْظُ ☆

اَلْحَفِیُّ ☆ اَلْحَقُّ ☆ اَلْحَاکِمُ ☆ اَلْحَکَمُ ☆ اَلْحَکِیْمُ ☆ اَلْحَلِیْمُ ☆ اَلْحَمِیْدُ ☆ اَلْحَنَّانُ ☆ اَلْحَیُّ ☆

اَلْحَیِیُّ ☆ اَلْخَبِیْرُ ☆ اَلْخَافِضُ ☆ اَلْخَالِقُ ☆ اَلْخَلَّاقُ ☆ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ ☆ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ ☆

خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ ☆ خَیْرُ النَّاصِرِیْنَ ☆ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ☆ خَیْرُ الْفَاصِلِیْنَ ☆ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ☆

اَلْخَلِیْفَۃُ ☆ اَلْخَفِیُّ ☆ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ ☆ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ☆ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ ☆ خَیْرُ الْحَافِظِیْنَ ☆

اَلدَّائِمُ ☆ اَلدَّیَّانُ ☆ اَلدَّافِعُ ☆ اَلدَّھْرُ ☆ اَلذَّارِیُٔ ☆ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ☆

ذُوالْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ ☆ ذُوالرَّحْمَۃِ الْوَاسِعَۃِ ☆ ذُوالطَّوْلِ ☆ ذُوالْمَعَارِجِ ☆ ذُوالْعَرْشِ ☆

ذُوالْفَضْلِ ☆ ذُوالْقُوَّۃِ ☆ ذُوالْاِنْتِقَامِ ☆ اَلرَّحِیْمُ ☆ اَلرَّزَّاقُ ☆ اَلرَّازِقُ ☆ اَلرَّاشِدُ ☆ اَلرَّشِیْدُ ☆

اَلرَّافِعُ ☆ رَفِیْعُ الدَّرَجَاتِ ☆ اَلرَّفِیْعُ ☆ اَلرَّقِیْبُ ☆ اَلرِّضَا ☆ اَلرَّؤُوْفُ ☆ اَلرَّبُّ ☆ رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ ☆

رَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ ☆ اَلرَّحْمٰنُ ☆ اَلرَّفِیْقُ ☆ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ☆ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ ☆

رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ ☆ اَلرَّاتِقُ ☆ رَمَضَانُ ☆ اَلزَّارِعُ ☆ اَلسُّبُّوْحُ ☆ اَلسَّرِیْعُ ☆

سَرِیْعُ الْحِسَابِ ☆ سَرِیْعُ الْعِقَابِ ☆ اَلسَّلَامُ ☆ اَلسَّامِعُ ☆ اَلسَّمِیْعُ ☆ اَلسَّیِّدُ ☆ اَلسَّتَّارُ ☆

اَلسَّخِطُ ☆ اَلسَّاتِرُ ☆ اَلسَّتِیْرُ ☆ اَلشَّدِیْدُ ☆ شَدِیْدُ الْبَطْشِ ☆ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ☆ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ☆

اَلشَّافِیْ ☆ اَلشَّاکِرُ ☆ اَلشَّکُوْرُ ☆ اَلشَّھِیْدُ ☆ اَلشَّاھِدُ ☆ اَلشَّفِیْعُ ☆ اَلصَّبُوْرُ ☆ اَلصَّادِقُ ☆

اَلصَّمَدُ ☆ اَلصَّانِعُ ☆ اَلصَّاحِبُ ☆ اَلضَّارُّ ☆ اَلطَّیِّبُ ☆ اَلطَّالِبُ ☆ اَلطَّبِیْبُ ☆ اَطْھَرُ ☆

اَلظَّاھِرُ ☆ اَلْعَادِلُ ☆ اَلْعَدْلُ ☆ اَلْعَزِیْزُ ☆ اَلْعَظِیْمُ ☆ اَلْعَفُوُّ ☆ اَلْعَالِمُ ☆ اَلْعَلَّامُ ☆

عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ☆ اَلْعَلِیْمُ ☆ اَلْعَلِیُّ ☆ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ☆ عَدُوُّ الْکَافِرِیْنَ ☆ اَلْغَافِرُ ☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ

وحدہٗ لا شریک لہٗ

اور

خدا

حامیان لفظ خدا کے فتاویٰ اور نظریات مع ہماری گزارشات

مؤلف رشید اللہ یعقوب

رحمۃ للعالمین ریسرچ سینٹر

مکان نمبر 8، زمزمہ اسٹریٹ نمبر 3، زمزمہ، کلفٹن، کراچی 75600، پاکستان

فون: 021-35877561

فیکس: 021-35877562

Marfat.com

Marfat.com

DATA ENTERED

الله

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

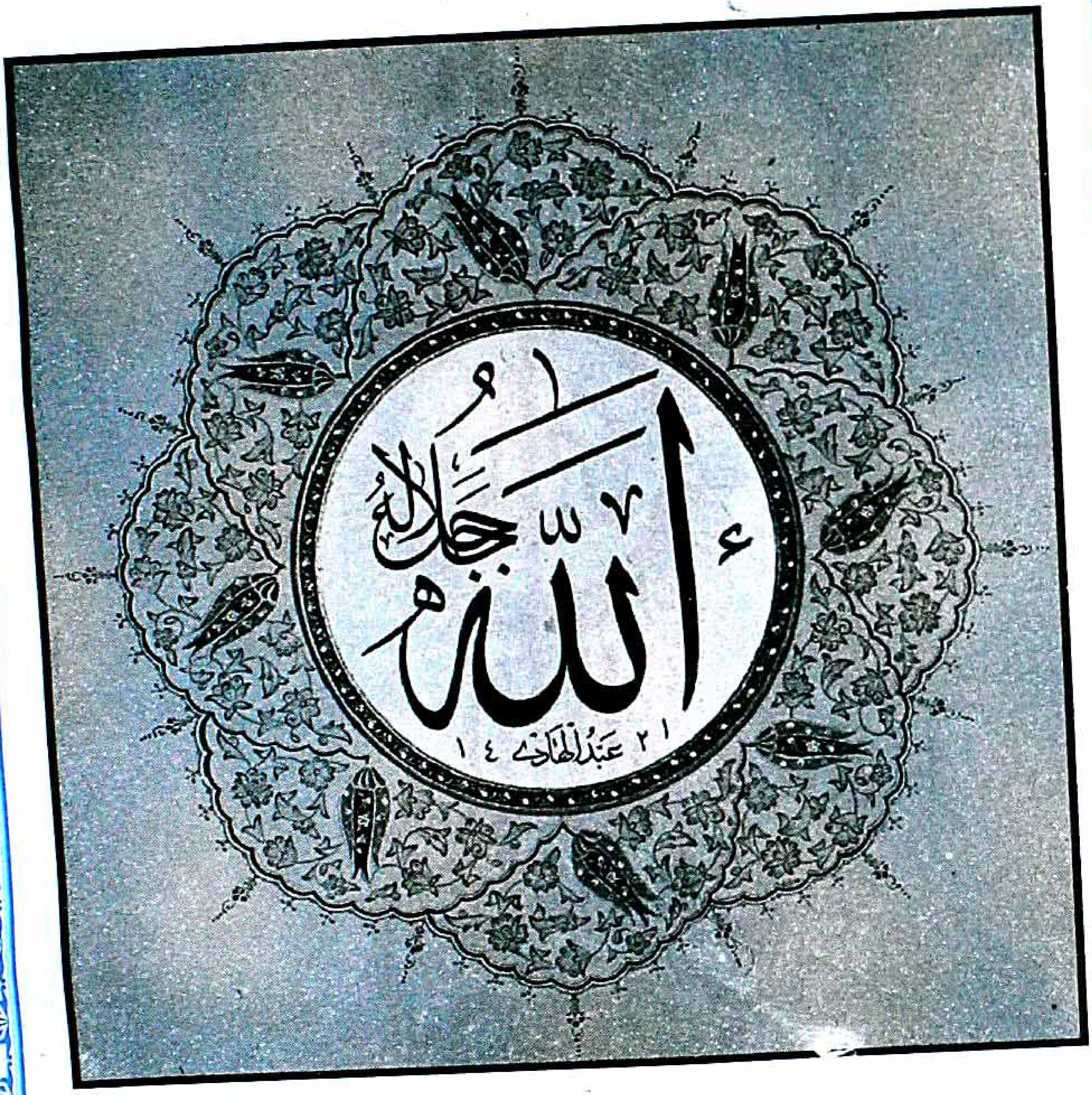

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ
وحدہ لا شریک لہ
اور
خدا

حامیان لفظ خدا کے فتاوٰی اور نظریات
مع ہماری گزارشات

مؤلف
رشید اللہ یعقوب

ناشر
رحمۃ للعلمین ریسرچ سینٹر
مکان نمبر 8، زمزمہ اسٹریٹ نمبر 3، زمزمہ، کلفٹن، کراچی 75600، پاکستان
فون: 021-35877561 فیکس: 021-35877562

Marfat.com

مؤلف کی دیگر کتابیں

الصّلوٰۃ والسّلام علیٰ رحمۃ للعٰلمین

جلداول بار اول : دسمبر 1998 ، تعداد 5000

بار دوم : اپریل 1999 ، تعداد 1000

بار سوم : اگست 1999 ، تعداد 200

جلددوم بار اول : مئی 1999 ، تعداد 5000

بار دوم : اکتوبر 1999 ، تعداد 2500

تامل ترجمہ (مترجم: مولوی ایم ڈبلیو ایم رزین مظاہری، سری لنکا)

جلداول بار اول : 2006 ، تعداد 1000

جلددوم بار اول : 2007 ، تعداد 1000

اَسمَاءُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ، قرآن وحدیث کے مطابق

جلداول بار اول : اکتوبر 2000 ، تعداد 2500

بار دوم : جنوری 2001 ، تعداد 2500

جلددوم بار اول : اگست 2008 ، تعداد 500

بار دوم : فروری 2009 ، تعداد 1000

کِتابُ الدُّعا وَالْاِسْتِغْفَار

پہلاایڈیشن باراول تابارپنجم : فروری 2001 تا اگست 2008 ، تعداد 10000

دوسراایڈیشن باراول تابارپنجم : دسمبر 2008 تا اکتوبر 2009 ، تعداد 13000

سندھی ترجمہ (مترجم: پروفیسر نثار بن قمر نورانی، حیدرآباد)

باراول وباردوم : جولائی 2009 تا اکتوبر 2009 ، تعداد 4000

اللّٰہ ربّ العٰلمین ، خدا یا گوڈ

باراول تابارچہارم : ستمبر 2008 تا دسمبر 2009 ، تعداد 6000

سندھی ترجمہ (مترجم: پروفیسر نثار بن قمر نورانی، حیدرآباد)

باراول : ستمبر 2007 ، تعداد 2000

تامل ترجمہ (مترجم: مولوی ایم ڈبلیو ایم رزین مظاہری، سری لنکا)

باراول : جون 2009 ، تعداد 2000

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس کتاب کی اشاعت کے جملہ حقوق بحق مؤلف یا ناشر محفوظ نہیں ہیں البتہ جو صاحب بھی اس کو چھپوانا چاہیں وہ ہم کو اطلاع کریں۔ اس سلسلے میں جو مدد درکار ہو ہم اس کے لئے حاضر ہیں۔

نام کتاب : اَللّٰہ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ اور خدا
حامیان لفظ خدا کے فتاویٰ اور نظریات مع ہماری گزارشات

مؤلف : رشید اللہ یعقوب

اشاعت اول : دسمبر 2009ء/محرم 1431ھ

تعداد اشاعت : 4400 (چار ہزار چار سو)

ناشر : رحمۃ للعالمین ریسرچ سینٹر

صدقہ جاریہ

ملنے کا پتہ رحمۃ للعالمین ریسرچ سینٹر

مکان نمبر 8، زمزمہ اسٹریٹ نمبر 3، زمزمہ، کلفٹن، کراچی 75600، پاکستان

فون: 021-35877561 فیکس: 021-35877562

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ

ترجمہ

"کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں اور وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔"

(سورۃ الشوریٰ 42۔ آیت 11)

Marfat.com

وَمَا تَوْفِيْقِی اِلَّا بِاللّٰہِ

Marfat.com

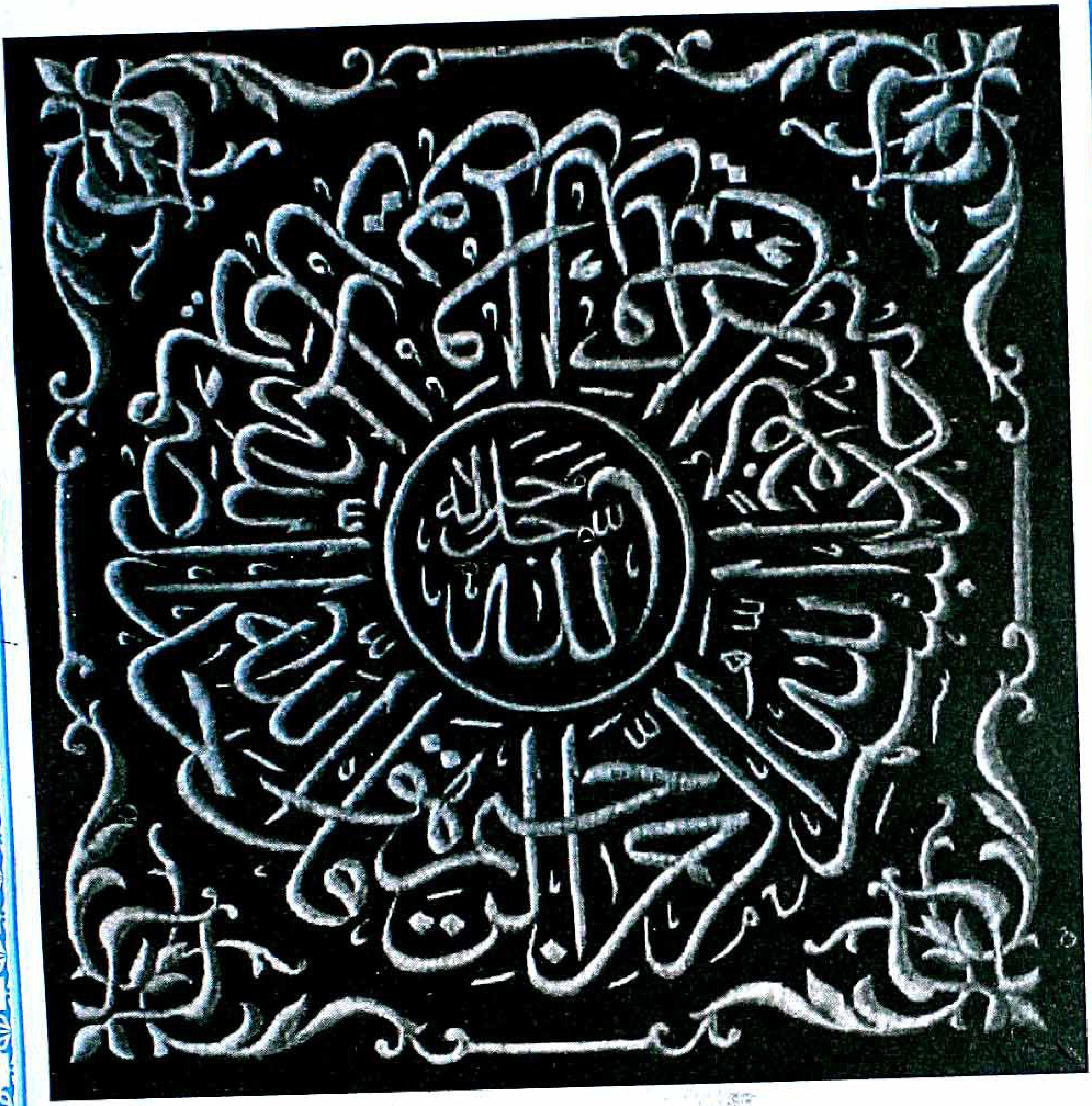

سورۂ اخلاص

"کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ ہے ایک ہے،
(وہ) معبود برحق بے نیاز ہے، نہ کسی کا باپ ہے اور نہ
کسی کا بیٹا، اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔"

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انتساب

اُن مسلمانوں کے نام جو

1. قرآنی احکامات
2. سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
3. صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین ائمہ اربعہ اور جمہور اکابرین کے عمل کی تقلید کرتے ہوئے اس کائنات کے وحدہ لاشریک خالق و مالک کو

اَللّٰہ

ہی کہہ کر پکارتے ہیں

اور اس کا کوئی دوسرا مثل نہیں ڈھونڈتے اس لئے کہ ان کا ایمان ہے

لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ ﴿۱۱﴾

"کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں اور وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔"

(سورۃ الشوریٰ 42۔ آیت 11)

Marfat.com

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۝

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا

یا اللہ جل جلالہ

یَا رَحْمٰنُ ✹ یَا رَحِیْمُ ✹ یَا غَفَّارُ

اگر میں نے اِس کتاب میں ایسی کوئی بات لکھدی ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور فرمودات کے برعکس ہے یا میں نے براہِ راست یا پوشیدہ کوئی ایسی بات تحریر کردی ہے، جو آپ کے احکامات کے برخلاف ہے تو میں صدقِ دل سے توبہ کرتا ہوں اور آپکی رحمانیت اور رحیمی پر ایمان کے ساتھ معافی اور بخشش مانگتا ہوں۔

رشید اللہ یعقوب

Marfat.com

فہرست

باب	فہرست	صفحہ نمبر
	عرضِ مؤلف	13
	حصہ اوّل	
1	لفظِ خدا کے جائز ہونے پر فتاویٰ۔	43
2	باری تعالیٰ کو "اللہ" کہنے کی افضلیت پر اتفاق۔	61
3	اپنی فانی ذات کے لیے ساری زندگی افضل کی تلاش اللہ تعالیٰ کے لیے غیر افضل و کمتر نام کا دفاع۔	62
	حصہ دوم	
	ابتدائیہ	69
1	اللہ تعالیٰ کے لیے خدا کا لفظ کب سے مستعمل ہوا۔	71
2	کیا خدا فارسی کا لفظ ہے۔	78
3	کلمہ طیبہ میں "لا الہ" کا مطلب کیا؟ دورِ صحابہ کرامؓ اور تابعین، ائمہ اربعہ اور محدثین میں لفظ خدا کا استعمال۔	81
4	ہندوستان (برصغیر) میں مسلمانوں کی آمد۔	90
5	ابتدائی اسلامی معاشرے میں ترویج تعلیم اور برصغیر میں دینی تعلیم کی تاریخ و نصاب	96
6	ہندوستان (برصغیر) میں دینی تعلیم۔	100
7	ہندوستان (برصغیر) میں دینی مدارس کا نصاب تعلیم اور کتب احادیث کی آمد۔	105
8	اجماع کی شرعی حیثیت اور اس کا طریقہ کار۔	108
9	امام ابوحنیفہؒ کا اجماع/ اجتہاد/ قیاس کا طریقہ کار۔	112
10	لفظ خدا پر اجماع کب، اور کہاں ہوا، یا کبھی نہیں ہوا۔	120
11	خلاصہ بحث۔ کوئی اجماع نہیں ہوا۔ ایک عادت جڑ پکڑ گئی جسے اب اجماع کہا جا رہا ہے۔	130

Marfat.com

باب	فہرست	صفحہ نمبر
12	حامیان لفظ خدا کے باہم اختلافات وتضادات۔	138
13	حامیان لفظ خدا کے اجتماعی تضادات۔	160
14	جس نام سے پکارو اللہ کے سب نام اچھے ہیں؟	171
15	لفظ خدا/God کے حامیوں کے نظریات اور ان سے اختلاف رکھتی احادیث وقرآنی آیات۔	183
16	تو، تیرا، تیری، تجھے اور آپ، کیسی احتیاط، کتنی بے احتیاطی۔	194
17	مجوسیوں کی ہر چیز مکروہ، حرام اور ناجائز! مجوسیوں کے معبود کا نام خدا کس طرح جائز؟	196
18	کیا اللہ تعالیٰ کی بے عیب ذات کو ایک عیب دار نام دیا جا سکتا ہے؟ کیا لفظ خدا اور دیگر معبودوں کے ناموں کو اسماء الحسنیٰ قرار دیا جا سکتا ہے؟	202
19	اطیعو اللہ واطیعو الرسول۔ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول (ﷺ) کا۔	212
20	فردّوہ الی اللہ والرّسول۔ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف رجوع کرو۔	217
21	محمڈن/محمڈزم/ غدا/ اللہ تعالیٰ...... کیا علماء حضرات ایسا کر سکتے ہیں؟	221
22	علماء کرام ومفتیان عظام سے ایک مؤدبانہ گزارش۔	225
23	اللہ اسم اعظم۔	235
24	عالم، مفتی، خطیب اور مساجد کے امام صاحبان! تقاضاء عشق ومحبت رسولؐ کیا ہے؟	237
	حصہ دوم کا اختتامیہ	245
	تتمہ اوّل ''خدا''۔	247
	تتمہ دوم ''محدثین عظام اور خدا''۔	255
	کتابیات	262

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سبحان اللّٰہ و بحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم

الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

عرضِ مؤلف

کتاب "اللّٰہ رب العالمین، خدا یا God" پہلی مرتبہ ستمبر 2006 میں شائع ہوئی۔ ستمبر 2007 تک دو مرتبہ اور شائع ہوئی اور یوں 5000 کی تعداد پوری ہوئی تو پتہ چلا کہ اس موضوع پر سوچنے والا میں ہی نہیں تھا، ایک بڑی تعداد بہت پہلے سے موجود تھی اور اس پر لکھ بھی رہی تھی، مفتی صاحبان سے فتوے بھی لیے جا رہے تھے اور رسائل میں سوالات بھی پوچھے جا رہے تھے۔ مگر یہ سب کچھ فتاویٰ کی ضخیم جلدوں میں تھے یا پھر رسائل کی پرانی اشاعتوں میں چھپے ہوئے تھے۔ دیگر یہ کہ سوال تو عرصے سے گردش کر رہا تھا اور دلائل بھی دیے جا رہے تھے مگر اس موضوع پر تحقیق کے ساتھ گفتگو پہلی مرتبہ اس کتاب کے ذریعہ ہوئی۔ یہ سعادت اللّٰہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے میری قسمت میں لکھی تھی، مجھے الحمد للّٰہ تحقیق کرنے کی صلاحیت اور اپنی بات لوگوں تک پہنچانے کے وسائل اللّٰہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔

وما توفیقی الا باللّٰہ

ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء

اس کتاب سے پہلے سوال کرنے والے صاحبان کو دو باتیں کر کے چپ کرا دیا جاتا تھا۔

1...... یہ فارسی کا لفظ ہے اور صدیوں سے اللّٰہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔

2...... اس پر امت کا اجماع ہے۔

Marfat.com

کتاب "اللہ رب العالمین، خدا یا God" کے پہلے ایڈیشن میں یہ بات تو ثابت کردی گئی تھی کہ یہ لفظ خدا اصلاً فارسی کا نہیں ہے بلکہ یہ فارسی میں پہلوی زبان سے آیا تھا اور بعض اصحاب لغات و محققین کے مطابق پہلوی میں اوستا سے آیا جو کہ آتش پرست مجوسیوں کی زبان تھی اور اس کی ساری مذہبی کتابیں اوّل اسی زبان میں لکھی گئیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے تتمہ اوّل)

اس کتاب میں کوشش کی گئی ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ کیا اس لفظ "خدا" کے اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال پر کوئی اجماع ہوا بھی تھا؟

میری تحقیق کے مطابق جس کی تفصیل آپ اس کتاب میں دیکھیں گے، اس پر امت کا کوئی اجماع نہیں ہوا۔ اجماع کا لفظ کہہ کر مرعوب تو کیا جاتا رہا ہے مگر کوئی بھی صاحب اجماع ثابت نہیں کرتے۔

اپنی بات کہنے کے لیے میں نے اس پر بحث کی ہے کہ:

1...... اسماء اللہ عزوجل توقیفی ہیں یعنی جو اسماء قرآن وسنت سے ثابت ہیں ان میں اجتہاد نہیں ہوسکتا۔ کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔

2...... خوش قسمتی سے علماء کرام بھی یہ بات مانتے ہیں کہ جمہورِ (اکثریتِ) علماء ان کو توقیفی ہی مانتے ہیں۔ (اور اگر جمہور علماء توقیفی مانتے ہیں تو اجماع یا اجماع سکوتی کیسے ہوا؟)

3...... میری تحقیق اور علماء کا اعتراف، ثابت کرتا ہے کہ جو علماء ان کو اصطلاحی مانتے ہیں (یعنی ان اسماء میں اضافہ ہوسکتا ہے اور دوسرے نام بھی استعمال ہوسکتے ہیں) اقلیت میں ہیں، ان کی تعداد قلیل ہے۔

4...... اپنی بات کو مدلل کرنے کے لیے ایک طرف تو امام اعظم و امام الفقہاء حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، کا اجتہاد/ اجماع/ قیاس کرنے کا طریقہ کار تفصیل

Marfat.com

سے لکھا ہے، (دیکھیے باب 9) دوسرے ان حالات کو قدرے تفصیل سے لکھا ہے جن میں یہ نام فارسی میں واپس آیا تھا اور ساسانی، سامانی اور ترک بادشاہوں نے عربوں اور عربی کو خراسان سے نکالا تھا۔ ان بادشاہوں کی شاہی مصلحتوں کی وجہ سے سرکاری و درباری سرپرستی میں زبان زدِ خاص و عام ہوا اور پانچویں صدی میں افغان فاتحین کے ساتھ ہندوستان میں براجمان ہوا۔ پھر مسلمانوں کی برصغیر میں آمد کے ساتھ کونسا اسلام ہند میں آیا۔ وہ عربی اسلام تھا یا خراسانی/افغانی اسلام تھا جس میں ایک طرف تو مجوسیوں کی زبان اور مذہب کی آمیزش ہوئی دوسری طرف یونانی اور طورانی فلسفہ اور عادات و اطوار شامل ہو گئے جس کی وجہ سے دینی تعلیم کا کیا حال ہوا۔

میں تاریخ دان نہیں، تاریخ کا ایک طالب علم ہوں۔ میرے خیال میں ہند کے سرسبز و شاداب ملک میں خراسانی افغان حکمران جہاں بانی کے لیے آئے تھے مسلمانی پھیلانے کے لیے نہیں اس لیے برصغیر کے ان مسلمان بادشاہوں کا ہدف اپنی فتوحات کا دائرہ وسیع کرنا تھا، اسلام کی تعلیمات پھیلانا نہیں تھا۔ اس لیے یہ کام ان صوفیاء/ اولیاء کرام رحمہم اللہ نے کیا جن کے مزارات ہم کو برصغیر میں ہر جگہ نظر آتے ہیں۔

اسلام ہندوستان میں صوفیاء کرام/ اولیاء حضرات کی کوششوں سے پھیلا، اسکو سرکاری سرپرستی کبھی بھی نہیں ملی۔ اگر خراسانی و افغان بادشاہوں کا مقصد ہند میں اسلام پھیلانا ہوتا تو صدیوں پہلے ہندوستان کی اکثریت مسلمانوں میں تبدیل ہو چکی ہوتی جس طرح شام، عراق، مصر، فارس، ترکستان میں ہوا۔ ان ممالک میں صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین اسلام کی تبلیغ کے لیے گئے تو مذہب، زبان اور معاشرہ بدل دیا۔ اور جہاں بھی بادشاہت کے لیے گئے کچھ نہ بدل سکے حتیٰ کہ صدیوں کی حکمرانی کے بعد بھی مقامی آبادی کی اکثریت کو بھی مسلمان نہ بنا سکے اور بالآخر نکالے گئے۔ اسپین جہاں مسلمان

Marfat.com

800 سال حکمران رہے اور خود ہندوستان کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں۔ ہندوستان کی آبادی کو نظر میں رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ صرف صوفیاء واولیاء اللہ رحمھم اللہ کی کاوشوں سے، ہندوستان میں 1940ء کی دہائی میں 25 فیصد آبادی مسلمان تھی۔[1] اگر سرکاری طور پر کوشش کی جاتی تو کیا 1000 سال کی حکمرانی میں مزید 25 فیصد مسلمان نہیں ہوسکتے تھے؟ اوراس کام کے لیے صرف ہر سال 1000 آدمیوں میں سے ایک کو اسلام کی طرف لانا تھا[2] مگر جو کام بے سروسامان صحابہؓ نے کیا وہ کام تمام تر کروفر کے باوجود یہ مسلمان بادشاہ اپنی بڑی فوج کے ساتھ نہ کرسکے۔ میرے خیال میں اس کوتاہی میں ہمارا دینی طبقہ بھی شامل ہے۔ اگر صرف دلت حضرات پر ہی توجہ دی جاتی تو آج حالات بالکل مختلف ہوتے۔ بادشاہوں نے اپنی ذات کے دفاع کے لیے اس وقت کے کروڑوں روپے خرچ کر کے عظیم الشان قلعے بنوا لیے مگر چند صد خرچ کر کے دین کی حفاظت کے لیے احادیث کی بنیادی کتابیں نہیں منگوائیں۔

5...... دینی تعلیم نصاب وحالات پر بحث کرنا (اس کتاب میں) اس لیے ضروری تھا کہ آپ کو یہ معلوم ہو کہ مدرسوں میں کیا دینی تعلیم دی جارہی تھی اور نصاب کیا تھا اور وہ کس قسم کے علماء تیار کرسکتا تھا، کیا اس ماحول میں کوئی مجتہد پیدا ہوسکتا تھا۔ جس ملک میں 600 سال تک حدیث کی کوئی بھی بنیادی کتاب نہ ہو، وہاں کے لوگ قرآن کریم کو کس طرح سمجھیں گے اور دین کی حالت کیا ہوگی اور غیر شرعی اور غیر اسلامی عادات واطوار کو کون روک سکے گا۔ جس ملک میں بادشاہ اپنی تمام تر دولت کے باوجود حدیث کی کوئی کتاب نہ لاسکے مگر شاہنامہ فردوسی اور تورہ چنگیزی کو عام کرے تو وہاں کے لوگ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کہیں گے یا

1...... روزنامہ ڈان کراچی، 25 اگست 2009۔

2...... اس موضوع پر ایک کتاب علیحدہ سے لکھنے کا ارادہ ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

خدا۔ انہیں کیسے پتہ چلتا کہ یہ لفظ فارسی کا نہیں بلکہ پہلوی/ اوستا کا ہے اور مجوسیوں کے دو معبودوں کا نام تھا۔ پھر جہاں مطلق العنان حکمرانی ہو، وہاں حق بات کرنے کی جرأت کس میں ہوگی۔

6...... چونکہ اسماء کے توقیفی اور اصطلاحی ہونے پر، بقول خود، علماء کرام کے مابین سخت اختلاف ہے شاید اسی لیے ان حضرات کے جو لفظ خدا کے استعمال کو جائز سمجھتے ہیں، باہم سخت اختلافات ہیں۔ گستاخی معاف، ہر ایک اس کی اپنی تشریح کرتا ہے اور باہم ایک دوسرے کو ''الحاد فی الاسماء'' کا بھی فتویٰ دیتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان حضرات کے نہ صرف اجتماعی تضادات ہیں بلکہ ان کے اجتماعی خیالات بھی قرآن وحدیث سے متصادم ہیں۔[1]

7...... اس کتاب کا سب سے اہم پہلو

حصہ اوّل میں وہ تمام فتاویٰ اور مضامین یا ان کے حوالے جمع کردیے گئے ہیں جو حامیان لفظ خدا کا نظریہ پیش کرتے ہیں اور اس طرح دیانتداری کے ساتھ کوشش کی گئی ہے کہ قاری کے سامنے حمایت ومخالفت میں دونوں طرف کے دلائل یکجا ہو جائیں تاکہ آپ فیصلہ کرسکیں کہ اللّٰہ کو اللّٰہ تعالیٰ کہنا درست ہے یا خدا۔ یہ ان حضرات کے لیے لمحۂ فکریہ ہے جو ایک عام مسلمان کو اس موضوع پر کچھ بولنے/ لکھنے کی اجازت بھی نہیں دیتے اور جو ایسا کرتے ہین ان پر برہمی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور تہمتیں لگاتے ہیں۔ خود اپنے فعل کی شرعی سند نہیں دیتے، معترض سے اعتراض کی سند مانگتے ہیں اس سے بڑی استدلال کے بودے پن کی کیا علامت ہوگی۔

جو مضامین لکھے گئے ان میں زیادہ تر علامہ آلوسیؒ کی تفسیر ''روح المعانی'' پر انحصار

1...... تفصیل کے لیے دیکھیے حصہ دوم باب 14,13,12 اور 15۔

Marfat.com

کیا گیا ہے۔ میں نے اس کے اہم نکات کا اردو ترجمہ اس کتاب میں بکس (Box) کی شکل میں لگا دیا ہے۔ تا کہ قارئین کرام اور خود حامیان لفظ خدا کی بہت بڑی تعداد خود پڑھ لے کہ علامہ آلوسیؒ نے اس موضوع پر اور کیا کچھ کہا ہے۔ جو حضرات اس کا اصل عربی متن دیکھنا چاہیں لکھ بھیجیں ان کو مہیا کر دیا جائے گا۔

8...... حصہ دوم میں ان حضرات کے نکات پر اپنی گزارشات پیش کی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نکتہ پر بھی بحث کی گئی ہے کہ اگر بقول مفتیان وعلماء صاحبان:

اللہ کو اللہ تعالیٰ ہی کہنا افضل ہے

تو پھر لفظ خدا کے استعمال کا اتنی شدومد اور ضد کے ساتھ دفاع کیوں ہے۔ اس کی صرف 2 مثالیں مشت از خروارے کے طور پر پیش خدمت ہیں:

(الف) ایک اہم رسالے نے میری کتاب "کتاب الدعاء والاستغفار" پر بڑے سائز کے ڈیڑھ صفحے کا تبصرہ کیا مگر اس میں کہیں بھی اللہ کا لفظ استعمال نہیں کیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بھی محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے الفاظ استعمال کیے اس لیے کہ کتاب الدعاء میں، میں نے کہیں بھی خدا کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے اور کیوں، اس کی وضاحت بھی کر دی تھی۔ (یہ تبصرہ کتاب کی تعریف میں تھا) یہ تبصرہ پڑھ کر مجھے اللہ تعالیٰ کے نام سے فردوسی کا بغض یاد آ گیا جب اس نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے خط بنام رستم کو اس طرح شروع کیا تھا۔

سرنامہ بنوشت بنام خدای

(ب) ایک اہم دینی رہنما کے نام سے منسوب دارالعلوم سے شائع ہونے والے ماہنامہ رسالہ میں میری پہلی کتاب پر نہایت نچلے درجے کی دانشورانہ بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کتاب کے نام سے جاہلانہ نتیجہ اخذ کر کے مجھ کو فرعون سے تشبیہہ دی گئی ہے، ان صاحب نے غالباً میری کتاب پڑھی ہی نہیں صرف سن

Marfat.com

سنا کر اس پر تبصرہ کر دیا کتاب اوّل تا آخر صرف اللہ کی وحدانیت اور قرآنی نام پر زور دے رہی ہے اور اسی نام کو لینے کی گزارش کر رہی ہے، ہر صفحہ کے بارڈر پر 74 مرتبہ "اللہ" لکھا ہوا ہے۔ کیا فرعون کا یہ عمل تھا جو انہوں نے مجھے فرعون سے مماثلت دی۔

جب دلائل نہ ہوں تو انسان گالم گلوچ پر اتر آتا ہے۔

9...... اس حصہ میں اس بات سے بھی بحث کی گئی ہے کہ اگر مجوسیوں کی ہر چیز رسول اللہ ﷺ، خلفائے راشدین عمر و علی رضی اللہ عنہم اور دیگر مقدس امام صاحبان کے نزدیک مکروہ و حرام اور ناجائز ہے تو ان کے معبود کا نام خدا کس طرح اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہو سکتا ہے۔[1]

10...... قرآن و احادیث سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مسلمانوں کو اطاعت اللہ و رسول ﷺ کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء کو توقیفی مانتے ہوئے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے نام سے پکاریں یا ایک محدود تعداد کا اتباع کرتے ہوئے نہ صرف خدا اور گوڈ کے نام سے پکاریں بلکہ ہر مذہب وعقیدے اور زبان کے معبود کے نام کو جائز سمجھیں جن میں ایشور، رام بھی شامل ہیں۔[2]

11...... میں جانتا ہوں کہ جب تک علماء، مفتی، خطیب اور مساجد کے امام صاحبان کو راضی نہیں کیا جاتا، یہ مشن ناممکن تو نہیں مگر مشکل ہوگا۔

﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ﴾

حصہ دوم کے باب 22 اور 24 میں نہایت ادب و احترام سے ان حضرات سے

1...... دیکھیے باب 17۔

2...... دیکھیے باب 19 اور 20۔

Marfat.com

چند گزارشات کی گئی ہیں۔ یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ وامام احمد بن حنبلؒ اوران کے رفقاء قرآن وسنت پر جمے رہے اور خلیفہ وقت کے ہر ظلم کو برداشت کیا، آج 13 صدیاں گزرنے کے بعد ایک عام مسلمان کے نزدیک بھی نیک نام اور ہیرو ہیں اور لعل وگوہر میں لپٹے وہ علماء/مفتی صاحبان جو خلق قرآن کی غیر شرعی دلیل اور منطق وفلسفہ پر مبنی شخصی رائے کو مان گئے، آج کتنے گمنام ہیں اور جن کے نام باقی ہیں وہ کتنے مطعون ہیں۔ قرآن وسنت پر عمل میں ہی راہِ نجات ہے۔ ہم کیسے اہل سنت والجماعت ہیں جو سنت رسول ﷺ اور جماعت صحابہؓ کی تقلید میں اللہ کو اللہ تعالیٰ کہنے کے بجائے خدا کہنا جائز سمجھتے ہیں اوراس کے خلاف کہنے والوں پر غیض وغضب کا اظہار کرتے ہیں۔

12 ...... یہ بھی بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ بعض روایات میں اللہ اسم اعظم ہے، قرآنی نام ہے تو پھراس عظیم وبابرکت نام کو جس کے قرآنی نام سمجھ کر کہنے پر ہر مرتبہ 40 نیکیاں ہیں، کیوں ایسا نام لیا جائے جو نہ تو اسماء الحسنٰی میں سے ہے، جس کا کوئی ثواب نہیں اور جو ایک بابرکت نام ہو ہی نہیں سکتا اس لیے کہ تمام علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ قرآن کا ترجمہ پڑھنا کارِ ثواب نہیں ہے۔[1]

اسی طرح حصہ دوم کے باب 18 میں لغات کی مدد سے یہ ثابت کیا ہے کہ لفظ خدا ایک عیب دار نام ہے جو ایک مکمل بے عیب ذات کے لیے استعمال نہیں ہوسکتا جیسا کہ خود علامہ آلوسیؒ نے شرط لگائی اور یہ کہ جو نام ایک گاؤں کے عملدار (نمبردار) کا ہو وہ اسماء الحسنٰی میں کیسے شمار ہوسکتا ہے۔ کتاب ''اللہ رب العالمین، خدا یا God'' کا باب 7، جس میں لفظ خدا پر تحقیق کی گئی ہے اس کتاب میں تتمہ اوّل کے طور پر دے دیا گیا ہے تاکہ قارئین اس لفظ کی تاریخ سے بھی آگاہ ہوجائیں۔

---

1 ...... دیکھیے باب 23۔

Marfat.com

13 ......[1] باب 24 میں تقاضائے عشق ومحبت رسول اللہ ﷺ کے تعلق سے قرآنی آیات واحادیث پیش کی گئی ہیں اور جید علماء کی تحریروں کے اقتباس پیش کیے گئے ہیں۔ یہ ایک اہم باب ہے۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

14 ......پہلی کتاب میں، یہ عرض کیا تھا کہ لفظ خدا/God کی لابی بہت مضبوط ہے۔ ضرور مزاحمت ہوگی۔ تیر وتفنگ، شمشیر وسنان برسیں گے جن کے لیے میرا سینہ حاضر ہے۔ کسی بات کا افسوس نہیں اس لیے کہ میں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کر رہا ہوں۔ البتہ مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ ایک شخص اتنا گرے گا کہ میری کتاب جو 6 انسائکلو پیڈیاز جس میں برٹینیکا بھی شامل ہے اور دیگر انگریزی، اردو، عربی اور فارسی کی 50 سے زیادہ کتابوں سے استفادہ حاصل کر کے لکھی گئی کو بغیر پڑھے، الزام تراشی پر اس حد تک اتر آئے گا کہ میری سالوں کی تحقیق کو ''ہندوؤں، زرتشتوں اور بدھوں کی کتابوں سے لفظ خدا کی دیومالائی کہانی'' کہے گا اور فارسی کی لغات جن میں سے صرف ایک جہازی سائز (اخبار جنگ کے صفحہ کا تقریباً آدھا سائز) کی 50 جلدوں اور 26 ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہے (یہ Dictionary Encyclopediaque طہران یونیورسٹی نے چھاپی ہے) دوسری 7500 سے زائد صفحات پر 6 ضخیم جلدوں میں ہے،[1] ان کو غیر مستند مانے گا، اور لغات کشوری جو صرف 572 صفحات پر مشتمل اردو کی لغت ہے اس کو فارسی لفظ خدا کے لیے مستند مانے گا۔ جس میں خدا پر 3 میں سے ایک کالم کی صرف 7 سطریں ہیں۔ یہ جھوٹ

---

1 ......یہ 50 جلدوں کا سیٹ جو 1337 ہجری شمسی سے 1352 ہجری شمسی (بارہ سالوں) کے درمیان چھپا میری ذاتی لائبریری میں ہے۔ دوسری لغت بھی موجود ہے۔

Marfat.com

بولے گا کہ میں نے ہندوؤں اور بدھوں کی کتاب سے خدا کے حوالے لیے ہیں اور، پھر مجھے، میری کتاب کے ٹائٹل کی نہایت جاہلانہ تشریح کرتے ہوئے فرعون سے بدتر گردانے گا۔ ان کے کہنے سے میں تو ان شاء اللہ تعالیٰ فرعون نہیں کہلاؤں گا مگر اتنا ضرور ہے کہ اس شخص نے اپنی علمیت اور کردار کا بھرم کھو دیا۔ اللہ کی عدالت میں ان کے خلاف مجھے فرعون کہنے پر میرا استغاثہ ہے۔

☆......اس عالم غیض وغضب میں ایک طرف تو مجھ پر یہ الزام، بہتان لگایا کہ میں اجماع کو نہیں مانتا دوسرے خود اپنی تردید کرتے ہیں جب صفحہ 60 پر علامہ آلوسیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''وہ اسماء والفاظ جن کے بارے میں شریعت خاموش ہے، اس تیسری قسم میں علماء کا اختلاف ہے۔'' اب غور فرمائیے علامہ آلوسیؒ نے بطور مخلص عالم دین یہ واضح کر دیا کہ اس میں اختلاف ہے۔ اگر اختلاف ہے اور جیسا کہ ایک مفتی صاحب نے لکھا علماء کے مابین اس بارے میں سخت اختلاف ہے۔[1] اور ''جمہور (علماء) کی رائے یہ ہے کہ اسماء باری تعالیٰ توقیفی ہیں''۔ تو اجماع یا اجماع سکوتی کیسے ہو گیا۔ جس حدیث سے اجماع کا جواز نکلتا ہے وہ تو نہایت وضاحت سے کہتی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْقَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ، عَلٰی ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَی الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ.

''اللہ میری اُمت کو کسی گمراہی پر متفق نہیں کرے گا، اور اللہ کا ہاتھ جماعت (مسلمین) پر ہے، اور جو الگ راستہ اختیار کرے گا جہنم کی طرف جائے گا۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد آٹھ صحابہ کرامؓ نے تھوڑے تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ نقل کیا ہے، کسی نے تفصیل سے کام لیا ہے کسی نے اختصار سے، مگر اتنا مضمون ان سب

1......سہ ماہی بحث ونظر۔ دہلی، جون 2007ء، صفحہ 147۔

Marfat.com

صحابہ کرامؓ نے نقل فرمایا ہے کہ ''اُمتِ محمدیہ کو اللہ تعالیٰ گمراہی پر متفق نہیں کرے گا۔''[1]

اور اصطلاح شریعت میں ایک خاص قسم کے اتفاق کو ''اجماع'' کہا جاتا ہے جس کی تعریف یہ ہے کہ:

''آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد کسی زمانہ کے تمام فقہاء مجتہدین کا کسی حکمِ شرعی پر متفق ہو جانا ''اجماع'' ہے۔''[2]

حدیث اور اجماع کی اس تعریف کے مطابق تمام امت اور تمام فقہاءِ مجتہدین کا متفق ہونا شرطِ اوّل ہے اور یہاں تو صرف برصغیر میں رہائشی امت خدا کہتی ہے تو یہ تمام امت نہیں دوسرے جمہور (اکثریت) علماء مجتہدین اسماء باری تعالیٰ کو توقیفی مانتے ہیں تو پھر اس کو اجماع امت کیسے کہہ سکتے ہیں جو علماء ان کو اصطلاحی مانتے ہیں وہ چند ہیں، اقلیت میں ہیں اس لیے میرے خیال میں، شخصی رائے ہے اس لیے نافذ نہیں ہو سکتی جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اگر ہمیں کوئی ایسا معاملہ پیش آئے جس کے متعلق کوئی صریح حکم یا ممانعت (قرآن وسنت میں) موجود نہ ہو تو میرے لیے آپ کا کیا حکم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

شاوروا فیہ الفقہاء والعابدین ولا تمضوا فیہ برأی خاصۃٍ (الطبرانی فی الاوسط ورجالہ موثقون من اھل الصحیح کذا فی مجمع الزوائد)[3]

''کہ اُس معاملہ میں تم فقہاء اور عابدین سے مشورہ کرو، اور کسی شخصی رائے کو نافذ نہ کرو۔''

1...... تفصیل کے لیے دیکھیے فقہ میں اجماع کا مقام۔

2...... فقہ میں اجماع کا مقام، مفتی محمد رفیع عثمانی، ادارۃ المعارف، کراچی صفحہ 8 اور 9 بحوالہ تسہیل الوصول صفحہ 167 والتوضیح والتلویح جلد 2 صفحہ 14۔

3...... مجمع الزوائد باب فی الاجماع، جلد اوّل، صفحہ 178۔

Marfat.com

کتاب ''اللہ رب العالمین، خدایا God'' کے 5000 نسخے ملک و بیرون ملک پھیلے ہوئے ہیں۔ اس شخص کا تبصرہ آپ ماہنامہ حق نوائے احتشام، کراچی کے ستمبر 2009ء کے شمارے میں صفحہ 57 تا 60 اور 51 پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اور اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تحقیق کس نے کی اور بہتان والزام تراشی کس کے حصہ میں آئی۔

یہ سب پڑھ کر، اکبر الہ آبادی مرحوم سے معذرت کے ساتھ، آزاد شاعری میں عرض کیا ہے:

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جاجا کے تھانے میں
کہ اک شخص اللہ کو اللہ کہتا ہے ''خدا'' کے متوالوں میں

15...... روایات کے مطابق اللہ تعالیٰ کا اسم ذات اسم اعظم ہے۔ جس کا اعتراف علامہ آلوسیؒ نے بھی اپنی تفسیر میں کیا ہے۔ چند روایات باب 23 میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ علامہ آلوسیؒ کی تقلید کرنے والے حضرات اللہ کو اسمِ اعظم مانتے ہوئے اسی مقدس نام کا ہر وقت ورد کیوں نہیں کرتے صرف ان کی اصطلاحی ہونے کی رائے پر کیوں اصرار ہے۔ اللہ کو اللہ تعالیٰ کہنے میں تو زیادہ فائدے ہیں پھر اس سے گریز کیوں اس نعمت سے محرومی کیوں اختیار کرتے ہیں۔

16...... ہم سب مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت ہم پر فرض ولازم ہے۔ باب 24 میں تقاضاءِ عشق ومحبت رسول ﷺ، قرآن، حدیث اور جید علماء کی رائے، علماء، مفتیان، خطباء وائمہ مساجد کی خدمت میں پیش کی گئی ہیں۔ شاید اثر کر جائیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ سے عشق ومحبت کے نام پر ہی وہ نام اختیار کر لیں اور عام مسلمان سے کہلوانا شروع کر دیں جو اس اطاعت اور محبت کا تقاضا ہے۔

Marfat.com

یہ تو مختصر تفصیل ہے ان مضامین کی جو اس کتاب میں جمع کیے گئے ہیں۔اب ذیل میں چند دیگر نکات وگزارشات پیش کی جاتی ہیں۔

☆......ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ ہر بات کو اختصار کے ساتھ پیش کیا جائے اور اس طرح کتاب کی ضخامت کو کم سے کم رکھا جائے۔

☆......بہت سے دلائل اور حوالے دیئے جاسکتے تھے مگر فی الحال وہ روک لیے گئے ہیں۔آئندہ کسی اشاعت میں شامل کریں گے۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔فی الحال ہمارا مقصد اللہ تعالیٰ اور خدا کے نام پر دعوت غور وفکر دینا ہے۔

☆......بعض جگہ آپ تکرار محسوس کریں گے،مگر میرے خیال میں یہ اس لیے ضروری ہے کہ میں یہ کتاب عام آدمی کے لیے بھی لکھ رہا ہوں،اگر ضروری بات دوبارہ بھی لکھ دی جائے تو ان کے لیے آسانی پیدا ہوگی۔

☆......اس کتاب میں اسماء اللہ عزوجل کو توقیفی اور اصطلاحی کہا گیا ہے۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی ان کی تعریف عرض کردی جائے تاکہ اس موضوع کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

توقیفی:

وہ اُمور جن میں اجتہاد کا دخل نہ ہو جیسے قرآن مجید کی سورتوں،ان کے ناموں اور آیتوں کا توقیفی ہونا۔[1]

اصطلاحی:

کسی لفظ کے سلسلہ میں ایک گروہ کا اس کے لغوی معنیٰ کے بجائے دوسرا معنیٰ مراد لینے پر متفق ہوجانا جیسے فرض،مستحب یا نحو میں اسم،فعل،حرف وغیرہ۔[2]

1......جمہور علماء کے مطابق اس میں اسماء باری تعالیٰ بھی شامل ہیں۔(مؤلف)

2......قاموس الفقہ،مولانا خالد سیف اللہ رحمانی،زمزم پبلشرز،کراچی،اگست 2007ء جلد اوّل،صفحہ 263 اور 272۔

Marfat.com

☆......ایک اور بات جو کہی جاتی ہے کہ معبود تو ایک ہی ہے۔ اسے چاہے جس نام سے پکارو! میرے خیال میں یہ Theosophical Approach ہے۔ ایسے حضرات کی خدمت میں دعوت غور وفکر ہے۔ نبی آخرالزماں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی ضرورت کیا تھی اور وہ کونسے مذاہب ومعبود تھے جن کو باطل قرار دینے کے لیے اللہ رب العالمین نے اپنا آخری کلام قرآن کریم نازل فرمایا؟ اور کیا اس وقت کے معبودوں میں خدا ایک معبود نہ تھا، کیا یورپی بت پرست اپنے معبودوں کو God نہیں کہتے تھے۔ (میری تحقیق کے مطابق یہ سب کچھ تھا۔) اگر لفظ خدا کے دفاع میں یہ بات کہی جاسکتی ہے تو پھر ان سوالوں کا کیا جواب ہے۔

1......اللہ تو ہر جگہ ہے تو نماز کے لیے کعبہ کی طرف رخ کیوں۔

2......یہ عمرہ اور حج کے لیے مکہ جانا کیوں ضروری ہے، (نعوذ باللہ) کاشی کیوں نہیں۔

3......انجیل اور توریت بھی تو اللہ کے کلام تھے، قرآن پر اصرار کیوں اور اگر قرآن پڑھنے کا ثواب ہے تو انجیل/ توریت کا کیوں نہیں۔ یہ کتب بھی تو نازل ہوئی تھیں اور ان پر عمل کیوں نہ کیا جائے۔

4......حضرت موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام نبی تھے اور ان کی شریعت بھی تھی ان کے عبادت کے طریقے بھی تھے۔ تو صرف شریعت محمدی ﷺ پر ہی عمل کیوں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی کرنا ہے تو کسی بھی طریقے سے کی جاسکتی ہے، یہ نماز کا خاص طریقہ کیوں، حج کا ماہ ومناسک کیوں۔

یہ سب اس لیے نہیں کہ ہم Theosofist نہیں، مسلمان ہیں، ہم صرف وہی کریں گے جو ہمیں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کرنے کا حکم صادر فرماتا ہے اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کریں گے کہ وہ قرآن کریم کی عملی صورت ہے، اس لیے اللہ کو اللہ تعالیٰ ہی پکاریں گے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے۔ (دیگر دلائل کتاب میں

Marfat.com

ملاحظہ فرمایئے۔)

خدااور گوڈ مشرکوں کا معبود:

☆......جو صاحبان مجھ پر معترض ہیں میں ان کی خدمت میں صرف یہ سوال عرض کرونگا کہ وہ کون سے مذاہب و معبود تھے جن کو باطل قرار دینے کے لیے رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور جن کو قرآن کریم ببانگ دہل باطل کہتا ہے۔ خدا اور God کی تاریخ کم از کم 3ہزار سال پرانی ہے۔ کیا یہ بعثت نبوی ﷺ اور نزول قرآن کے وقت مختلف مذاہب وعقائد کے معبودوں کے نام نہیں تھے۔ ہرقل قیصر روم کو جب رسول اللہ ﷺ نے خط لکھا تو کیا وہ تثلیثی گوڈ Deus کا قائل نہ تھا۔ کیا کسریٰ ثنویت کی علامت خدا/ اہرمن/ اھورامزدا کا قائل نہ تھا۔ اگر یہ مشرکوں کے معبود نہ تھے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو اللہ وحدہ لاشریک کی دعوت کس لیے دی اور انہوں نے جواباً کیوں نہیں کہا کہ ہم مشرک نہیں موحد ہیں۔ ہمارا خدا گوڈ Deus واحد معبود ہے۔ اگر ایسا تھا تو قرآن کن معبودوں کو باطل اور ان کے ماننے والوں کو مشرک قرار دیتا ہے۔

☆......میں تو قرآن کی بات دہرا رہا ہوں جو بہت کھل کر اعلان کرتا ہے کہ ہر وہ معبود جو دوئی/ ثنویت، تثلیث اور کثرت کی علامت تھے، باطل ہیں اگر یہ نام کل معبودانِ باطلہ کی علامت تھے تو آج کس طرح حق تعالیٰ وحدہ لاشریک کے لیے جائز ہو گئے۔

اقلیت اکثریت پر غالب ہوگئی:

☆......یہ معمہ حل طلب ہے کہ ایک قلیل اقلیت کی رائے کو بڑی اکثریت پر کیوں ترجیح دی جا رہی ہے جو شروع سے کہہ رہی ہے کہ اسماء اللہ توقیفی ہیں اور رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ کی سنت ہے اور یہ حدیث کیوں نہیں مانی جاتی کہ ''میرے اور میرے صحابہؓ کے عمل پر چلو'' جنہوں نے کبھی اللہ تعالیٰ کو کسی دوسرے معبود کے نام سے نہیں پکارا نہ اس کی اجازت دی تھی اور کیوں ائمہ اربعہ امام اعظم امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی تقلید نہیں کی جارہی، چند علماء کی رائے جو کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں وہ کیوں قابل قبول ہے۔ اس معاملہ میں مجوسیت، بادشاہوں اور فردوسی کی تقلید کیوں کی جارہی ہے اور بھرپور دفاع کیا جارہا ہے۔

اپنے ہی فتوے پر عمل کیوں نہیں؟

☆......تقریباً تمام علماء کرام اور مفتی صاحبان اس پر متفق ہیں کہ:

اللہ کو اللہ کہنا ہی افضل ہے

تو بصد احترام میں یہ سوال کرتا ہوں کہ حضرت اپنے فتاویٰ پر پہلے خود تو عمل کیجئے، یہ قول وفعل کا دوہراپن کیوں ہے۔ کیا اس سے آپ کی ذات اور آپ کے جاری کردہ فتاویٰ کی توقیر گھٹتی نہیں ہے۔

اسلام مذہب ہے یا دین:

☆......ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلام مذہب ہی نہیں بلکہ ایک مکمل دین ہے، تمام شعبہ ہائے زندگی پر محیط ہے۔ کوئی بھی چیز/عمل/تصور/خیال/نظام غرض زندگی اور بعد الموت کے کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں جس پر اسلام حاوی نہ ہو۔ اور جس کا حل اس میں نہ ہو۔ اسلام کی ایک بالکل جدا تہذیب وتمدن ہے اگر یہ صحیح ہے اور یقیناً صحیح اور حق بات ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اسلام کے وحدہ لاشریک معبود کے لیے نام ناکافی ہوں اور ہمیں دیگر مذاہب سے ان کے معبودوں کے نام

Marfat.com

مستعار لینے پڑیں۔ جس طرح اللہ نے قرآن کریم میں اپنے سینکڑوں صفاتی نام بتادیئے ہیں اسی طرح اگر خدا بھی اس کے شایان ہوتا تو وہ ضرور بتادیتا اس لیے کہ:

﴿لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَ لَا یَنْسٰی﴾

”نہ تو میرا ربّ غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے“[1]

اللہ تعالیٰ اور فلسفہ توحید:

اکثر حامیان لفظ خدا کہتے ہیں کہ اللہ کا ترجمہ خدا عام آدمی کو سمجھانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ یہ بڑی بودی منطق ہے۔ ہر مسلمان (اور برصغیر میں تو غیر مسلم بھی) ہر دن صرف اذان اور نماز میں تقریباً 400 مرتبہ اللہ کی صدا سنتا ہے۔ اگر پھر بھی اسے سمجھانے کے لیے اس نام کے ترجمے کی ضرورت ہے تو فلسفہ توحید بالذات، صفات والوہیت کو کیسے سمجھے گا کہ یہی تو اسلام کا طرہ امتیاز ہے اور جتنا زور واصرار اسلام میں توحید پر ہے کسی مذہب میں نہیں جس کا غیر مسلم مفکرین/مستشرقین کو بھی اقرار ہے۔

بات نیّت کی ہے، خدا کہنے سے فرق نہیں پڑتا:

☆......حامیان لفظ خدا کا دارومدار نہ قرآن وسنت ورسول ﷺ پر ہے نہ ہی تقلید صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ اربعہ پر ہے۔ وہ صرف معقولات اور منطق کا سہارا لیتے ہیں مگر اپنے حق میں ایک نہایت غیر منطقی اور بودی دلیل یہ دیتے ہیں کہ جب ہم خدا کہتے ہیں تو ہماری مراد وحدہ لاشریک اور توحید ہی ہوتی ہے۔

اس کا مفصل جواب تو باب 18 میں دیا گیا ہے یہاں مختصراً عرض ہے:

1......اگر بات نیت کی ہے تو خدا کہنے والے صاحبان مجوسی مگی/مغ کا لباس پہن کر آتش کدے میں جہاں زرتشت کی تصویر کندہ/آویزاں ہوتی ہے ہمہ وقت

1......سورۃ طٰہٰ 52۔

Marfat.com

آگ روشن ہے، نماز ادا کر سکیں گے چونکہ نیت تو نماز کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔اور آتش کدہ، خدا کا گھر ہے۔

2......ایک یہودی کاہن/ربی یا عیسائی پادری کا لباس پہن کر، داڑھی منڈوا کر[1] چرچ میں، جہاں خدا یا ان کے تصور کے مطابق خدا کے بیٹے عیسیٰ کا ایک بڑا بت ایک صلیب پر برہنہ لٹکا ہوا ہے، نماز پڑھ سکیں گے اس لیے کہ نیت اور مکمل عمل تو نماز کا ہے۔

3......کیا بدھ بھکشوؤں کا گیروے رنگ کی دو چادروں کا لباس جو احرام سے مماثلت رکھتا ہے اور ایک کاندھا بھی کھلا ہوتا ہے، پہن کر کعبہ شریف کا طواف کر سکتے ہیں کہ نیت تو بخیر عمرے اور حج کی ہے۔احرام کے لباس اور رنگ سے کیا فرق پڑتا ہے۔

4......کیا عمامہ باندھ کر، شلوار ٹخنوں سے اوپر چڑھا کر، کندھے پر عربی رومال ڈال کر، کندھے سے کندھا ملا کر کسی بھی مندر میں رام، کرشن اور سرستی دیوی کی مورتیوں کے سامنے نماز با جماعت کر لیں کہ نیت تو باری تعالیٰ کے لیے نماز پڑھنے کی ہے اور:

1......آتش کدہ خدا کی عبادت کی جگہ ہے جس نام کو ہم اللہ تعالیٰ کے لیے جائز سمجھتے ہیں۔

2...... چرچ خدا/God کی عبادت کی جگہ ہے جو نام ہم اللہ تعالیٰ کے لیے جائز سمجھتے ہیں۔

3......مندر رام، کرشن کی عبادت کی جگہ ہیں جن کے نام ہم اللہ تعالیٰ کے لیے جائز سمجھنے کے لیے تیار ہیں اور اللہ تو ہر جگہ موجود ہے ہم اسی کی عبادت ان تمام

1......استغفر اللہ، ثم استغفر اللہ، یہ اس لیے لکھا کہ داڑھی سنت رسول ﷺ ہے اگر ان کی سنت اللہ کہنے میں تکلف ہے، تکلیف ہے، شرم آتی ہے، تو پھر ان کی سنت داڑھی کی کیا ضرورت ہے، مجوسی مگی اور عیسائی پادری داڑھی نہیں رکھتا تو اگر ہم اس کے معبود کے نام خدا کو جائز سمجھتے ہیں تو اس سنت رسول اللہ ﷺ کو کیوں باقی رکھیں، حالانکہ حدیث ہے کہ ''کترواؤ مونچھوں کو اور بڑھاؤ داڑھیوں کو خلاف کرو مجوسیوں کے'' داڑھی کی شرعی حیثیت: صفحہ 107 اور مسلم، کتاب الطھارۃ حدیث 260۔

Marfat.com

عبادت خانوں میں کر رہے ہیں جب معبود کے نام کی شرط اولین ہی ختم کر کے ہر دیگر مذہب کے معبود کے نام کو جائز قرار دیا جا رہا ہے تو پھر لباس وضع قطع اور مقام (مسجد) کی شرط کیوں لازم رکھی جائے۔

ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ سب غیر شرعی اور غیر اسلامی فعل ہے۔ یہ صرف برائے بحث لکھا گیا یہ بتانے کے لیے کہ نیت ہی سب کچھ نہیں ہے، عمل بھی اتنا ہی اہم ہے۔ اور پھر ہر عمل سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ضروری ہے۔

1...... کیا نماز کی نیت کر کے بغیر تلاوت قرآن رکوع، سجود، قعدہ نماز ہو جائے گی، نہیں اس لیے کہ سنت رسول ﷺ پر عمل ضروری ہے۔

2...... کیا سحری پر نیت کرنے سے روزہ ہو جائے گا اگر سنت رسول پر عمل کرتے ہوئے کھانا پینا و دیگر کام نہ چھوڑے جائیں۔ عیسائیوں اور ہندوؤں کی طرح دودھ، دہی، جوس خوب پییں یا عیسائیوں کی طرح 8 پہر کا روزہ رکھیں۔

3...... کیا زکوٰۃ کی نیت کر کے، بغیر تقسیم کیے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ نہیں، سنت کے مطابق اس کی عملاً تقسیم ہونا ضروری ہے۔

4...... کیا حج وعمرے کی نیت کر کے کعبہ پہنچے بغیر سنت کے مطابق مناسک ادا کیے، حج وعمرہ ہو جائے گا۔ نہیں ہرگز نہیں اس لیے کہ:

کسی بھی عبادت کے لیے نیت کے ساتھ ساتھ سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو سنت کے مطابق اللہ کہے بغیر خدا کہنا کافی ہوگا۔ اور یہ جو حضرات کہتے ہیں کہ کسی نام سے پکارو نیت صحیح ہو وہ ازراہِ کرم اپنے خول سے نکلیں اور انٹرنیٹ پر دیکھیں اس "نیت" کے جواب میں ذلیل قسم کے مخالفین اسلام کون کون سے نام گنواتے ہیں۔ استغفر اللہ العظیم (دیکھیے باب 14)

Marfat.com

یہ غیض وغضب، غم وغصہ، ضد واصرار کیوں:

☆......آپ مختلف فتاویٰ اور مضامین ومسائل کے جوابات میں محسوس کریں گے کہ حامیان لفظ خدا اکثر یہ سوال پوچھنے پر کہ اللہ تعالیٰ کو خدا کیوں کہا جاتا ہے، بہت سخت لہجے اور زبان میں جواب دیتے ہیں۔ ایک صاحب نے تو رسالے سے شکایت کی کہ ایسے مضامین کیوں شائع کیے یا دوسرے صاحبان فرماتے ہیں کہ ایسے سوالات لاحاصل ہیں وغیرہ۔

آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ میرے خیال میں چند وجوہات درج ذیل ہیں:[1]

1......یہ حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ کوئی باقاعدہ اجماع نہیں ہوا۔ نہ اس کی کوئی شرعی دلیل تھی نہ ضرورت، فارسی کا احیاء اور مجوسی عادات وروایات کی ترویج کے ساتھ لفظ خدا کا استعمال اللہ تعالیٰ کے لیے رواج پا گیا۔ اور عربوں اور عربی کے خراسان سے دیس نکالے کے بعد اس پر کوئی احتجاج کرنے والا نہیں رہا۔ ہاں علمائے حق یہ حدیث جمع کرتے اور لکھتے رہے کہ:

بسم اللہ خیر الاسماء......الخ

اللہ کے نام سے جو سب ناموں سے اچھا نام ہے۔

2......حدیث کے مطابق اجماع کی شرط اولین یہ ہے کہ (ایک دور کے) تمام امت کے مجتہدین کا اتفاق ہو۔ اور خراسان وہندوستان ''تمام امت'' نہیں ہے۔ دیگر یہ کہ اجماع صریح اور اجماع سکوتی پر شروع سے ائمہ امت کا اختلاف رہا ہے کہ کس کا معتبر ہے۔ صرف صحابہؓ کا، یا بعد کے مجتہدین کا بھی، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ، اجماع سکوتی کو اجماع مانتے ہی نہیں۔ وغیرہ

3......قرآن کریم کا حکم ہے اور 2699 مرتبہ بتکرار ذکر ہے، اور اس اسمِ ذات کے ساتھ سینکڑوں صفاتی اسماء 10,000 سے زائد مرتبہ قرآن کریم میں وارد ہیں تو

1......ہمارے خیال میں جو اصل وجہ ہے وہ اس کتاب کے آئندہ ایڈیشن میں ظاہر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

ان کی موجودگی میں کسی نئے نام کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی ضرورت۔
جمہور (اکثریت) علماء توقیفی کے قائل ہیں صرف ایک قلیل تعداد جن کا اکثر یہ حضرات حوالہ دیتے ہیں اصطلاحی کے قائل تھے، دیکھیے ان کے ساتھ کیا سلوک ہوا ہے مثلاً:

(الف) معتزلہ کو اصطلاحی کی سند کے لیے تو لاتے ہیں مگر معتزلہ کتنے مبغوض ہیں اور ان کے اصول کتنے مقبول ہیں اس کا ذکر نہیں کرتے، کیوں؟ دیگر یہ کہ معتزلہ تو صفات اللہ تعالیٰ کے قائل ہی نہ تھے۔

(ب) امام ابوبکر ابن العربیؒ (م 538ھ) فلسفہ وحدت الوجود کے امام، ان کی سند اصطلاحی ہونے کی تو لاتے ہیں مگر ان کی شان میں جو در جنوں "قصیدے" لکھے گئے ان کا ذکر نہیں کرتے، کیوں؟؟

(ج) امام باقلانیؒ: ان کا حوالہ اصطلاحی کے لیے تو دیتے ہیں مگر یہ صاحب تو اجماع کو مانتے ہی نہیں جو حامیان لفظ خدا کے دلائل کی قلید ہے،[2] کیوں؟؟

(د) علامہ محمود آلوسیؒ: اصطلاحی کے قائل تھے مگر نئے نام کی جو شرائط مقرر فرمائی ہیں لفظ خدا یا God اس پر قطعی پورے نہیں اترتے دیگر یہ کہ ایک عالم حق کے طور پر آپ نے خود اقرار کیا ہے کہ اس پر (علماء کا) اختلاف ہے۔ اور اگر اختلاف ہے اور یقیناً شروع سے سخت اختلاف ہے تو پھر اجماع کیسے ہوا۔ اس لیے کہ "کسی زمانے کے تمام فقہاء مجتہدین کا کسی حکم شرعی پر متفق ہو جانا اجماع ہے۔"[3]

اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ نام خدا نہ تو سنت رسول ﷺ کے مطابق ہے

1...... تفصیل کے لیے فقہ کی کتب کا مطالعہ فرمائیے، اگر ضروری ہوا تو اگلے ایڈیشن میں بحث کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

2...... فقہ میں اجماع کا مقام۔ صفحہ 57۔

3...... فقہ میں اجماع کا مقام۔ صفحہ 9۔

Marfat.com

اور نہ ہی یہ تقلید ہے صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین اور امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی نہ ہی جمہور (اکثریت) علماء کی۔

☆......اجماع کہہ کر مرعوب تو کیا جاسکتا ہے مگر ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہاں تو یہ معاملہ ہے ''جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے''

☆......ایک اور اہم بات جس کی نشاندہی کرنا ضروری ہے۔ آپ علماء، مفتی وخطیب صاحبان سے کوئی مسئلہ پوچھیے یہ اس کا جواب قال اللہ وقال الرسول سے شروع کرتے ہیں اور کوئی بھی مسئلہ ہو، گو اس کا جواب صدیوں پہلے دیا جاچکا ہو، یہ ماضی کے فتاویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے ہر مرتبہ سنجیدگی سے جواب دیتے ہیں مگر: اگر آپ خدا کے معاملے میں کوئی سوال کریں گے تو یہ آپ پر اول خفا ہونگے کہ ایسا سوال کیوں پوچھا، دوم قال اللہ وقال رسول اللہ ﷺ کہنے کے بجائے جواب کو قال ابن العربیؒ، قال باقلانیؒ اور قال علامہ آلوسیؒ سے شروع کرتے ہیں اور ان کی ذاتی رائے پیش کرتے ہیں، اس لیے کہ اگر قال اللہ کہیں تو کوئی آیت پیش کرنی پڑے گی جو پورے قرآن میں نہیں ملے گی، قال رسول اللہ ﷺ کہیں تو اس کی حمایت میں کوئی موضوع ترین حدیث بھی نہیں ملے گی۔ مدلسین حدیث نے یہ کارِ خیر برصغیر کے استدلالی علماء کے لیے چھوڑ دیا تھا کہ وہ معقولات و منطق سے خدا اور دیگر معبودوں کے نام اللہ تعالیٰ کے لیے جائز قرار دے لیں گے۔

☆......دلائل و نکات کا ایک سلسلہ ہے، جو رو کے نہیں رکتا۔

﴿الحمد للہ رب العٰلمین. وما توفیقی الا باللہ﴾

☆......کسی بھی کتاب میں ہر بات نہیں لکھی جاسکتی، انسان کی لکھی ہوئی ہر کتاب نامکمل ہی رہتی ہے۔ جس طرح میرے سارے دلائل اس میں نہیں آئے اسی طرح ممکن ہے کہ حامیان لفظ خدا کے دیگر فتوے اور تحریریں مجھ تک نہ پہنچی

Marfat.com

ہوں۔ جو بھی ملا ان شاء اللہ تعالیٰ اگلی اشاعت میں شامل کر لیں گے اور ان کے جوابات بھی دیں گے اس وقت بقیہ دلائل کام آئیں گے۔

ایک ضروری وضاحت

اس کتاب اور اس سے پہلے لکھی گئی کتاب ''اللہ رب العالمین خدا یا گوڈ God'' کے لکھنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قرآن وحدیث کے اسماء سے پکارا جائے۔ اس ضمن میں جو بحث کی گئی ہے اس کا مقصد قطعی یہ نہیں تھا کہ کسی کی تضحیک یا کسی پر تنقید کی جائے۔ پھر بھی اگر کسی موجود و مرحوم ذات کو بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی تکلیف پہنچی ہے تو میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔ آمین

ماضی میں جو حضرات بھی اللہ تعالیٰ کے لیے خدا/ خداوند/ پروردگار، کے الفاظ استعمال کرتے رہے ہیں، وہ سب نیک نیت بزرگان دین تھے۔ ان کا مقام اعلیٰ و مصفیٰ تھا۔ یہ اس دور کی شاید عادت/ضرورت تھی مگر اب قرآن وسنت کا علم عام ہے اور بہت سے نکات جو کتب کی کمیابی کے سبب پنہاں تھے، اب عیاں ہیں اور تبدیلی کے متقاضی ہیں۔

☆......اگر بالفرض والمحال، بحث برائے بحث یہ مان بھی لیا جائے کہ کوئی اجماع ہوا تھا تو وہ برضا ورغبت نہیں تھا جیسا کہ اموی بادشاہوں کے دور میں مسئلہ خلق قرآن کے معاملے میں ہوا۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے بھی اپنی آراء سے رجوع فرمایا تھا تو برصغیر کے علماء جو دینی مقام میں ان تینوں اماموں سے بلند نہیں ہیں وہ ایسا کیوں نہیں کر سکتے۔

امام ابو یوسفؒ نے اپنے بعض اجتہادات سے بعد میں رجوع کر لیا تھا اور بعض میں کچھ ترمیم کر لی تھی۔ اس طرح کے رجوع کی مثالیں ائمہ مجتہدین میں سے ہر ایک

Marfat.com

کے یہاں ملتی ہیں۔ ایسا کبھی کسی صحیح حدیث کا علم حاصل ہو جانے کے نتیجہ میں، اور کبھی مزید غور و فکر اور تجربہ کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ بعض محققین کے نزدیک قاضی ابو یوسفؒ کے یہاں رجوع کی کثرت میں ان کے عدالتی تجربات کو بڑا دخل تھا۔[1] قاضی صاحب کے مرجوع مسائل کو مفتی مہدی حسنؒ صاحب (دیو بند) نے امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے مرجوع مسائل کے ساتھ ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔[2]

اور خود ان حضرات کے ممدوح علامہ آلوسیؒ اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں:

﴿اللّٰہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرہ.﴾[3]

''اور اس سے پہلے امام نوویؒ اپنی ایک حزب میں فرما چکے ہیں۔

﴿بسم اللّٰہ خیر الاسماء فی الدنیا والآخرہ﴾

﴿قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○﴾

''کہہ دو کہ مجھے میرے رب نے سیدھا رستہ دکھا دیا ہے (یعنی دین صحیح) مذہب ابراہیمؑ کا جو ایک (اللہ) ہی کی طرف کے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے ○ (یہ بھی) کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین ہی

1...... بحوالہ شاخت، انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، طبع جدید، صفحہ 165۔

2...... کتاب الخراج، اسلام کا نظام محاصل ترجمہ کتاب الخراج، امام ابو یوسف یعقوبؒ ترجمہ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، مکتبہ چراغ راہ، کراچی، مقدمہ، صفحہ 51۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ''معدن الحقائق شرح اردو کنز الدقائق، امام عبد اللہ بن احمد نسفی۔ شارح مولانا محمد حنیف گنگوہی''۔ دارالاشاعت، کراچی، 2003ء، جلد اوّل، صفحہ 20 تا 47۔ یہ حصہ بہت اہم ہے۔

3...... روح المعانی، ادارۃ الطباعۃ المنیرۃ، بیروت، 1985ء، جلد 9 صفحہ 124۔

Marfat.com

کے لیے ہے O جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اوّل فرمانبردار ہوں O"[1]

﴿وَ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ مِنْ شَیْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّیْ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۖۗ وَ اِلَیْهِ اُنِیْبُ O﴾

"اور تم جس بات میں اختلاف کرتے ہو اس کا فیصلہ اللہ کی طرف (سے ہوگا) یہی اللہ میرا رب ہے۔ میں اسی پر بھروسا رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔"[2]

﴿قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ ؕ وَ لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْهَا ۚ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ O﴾

"کہو کیا میں اللہ کے سوا اور رب تلاش کروں۔ اور وہی تو ہر چیز کا مالک ہے اور جو کوئی (بُرا) کام کرتا ہے تو اس کا ضرر اُسی کو ہوتا ہے اور کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تم (سب) کو اپنے ربّ کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو جن جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے وہ تم کو بتائے گا۔"[3]

☆......میری کتاب "اللہ رب العالمین، خدا یا گوڈ (God)" کا پہلا ایڈیشن ستمبر 2006ء میں چھپا تھا، اس کے بعد سے:

(الف)......اس کا سندھی ترجمہ پروفیسر نثار بن قمر نورانی صاحب نے ستمبر 2008ء میں 2000 کی تعداد میں چھاپا۔ مترجم کی اطلاع کے مطابق قریب الختم ہے۔

1......(الانعام 6 / 161 تا 163)

2......(شوریٰ 10/42)

3......(شوریٰ 164/42)

Marfat.com

(ب)....2009ء میں مولوی ایم، ڈبلیو، ایم رزی مظاہری کا تامل ترجمہ2000 کی تعداد میں سری لنکا میں چھپا اور بھارت اور سری لنکا کے تامل گو علاقے میں بک رہا ہے۔

(ت)......اس کا پشتو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے اور فارسی ترجمہ بھی ہو رہا ہے (یہ سب کچھ ثابت کرتا ہے کہ خود برصغیر میں کتنے مسلمان ہیں جو اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا پسند نہیں کرتے یا جائز نہیں سمجھتے۔ مؤلف)

(ج)......اس سے پہلے میری کتاب الصلوٰۃ والسلام علیٰ رحمۃ للعٰلمین اور اسماء اللہ عزوجل جلد اوّل ہندوستان میں فرید بک ڈپو، دہلی نے شائع کی تھیں۔

(د)......اور اس سال کتاب الدعاء والاستغفار کے دوسرے ایڈیشن کا سندھی زبان میں پروفیسر نثار بن قمر نورانی صاحب کا ترجمہ شائع ہوا۔

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ رسولہ الکریم

یہ سب اللہ تعالیٰ، رحیم وکریم کا فضل ہے۔ انسان کے بس میں کچھ نہیں ہے۔ وہی توفیق عطا فرماتا ہے، وہی قبول فرماتا ہے۔

☆......مجھے اندازہ ہے کہ میرے الفاظ کو پھر توڑا موڑا جائے گا۔ مگر میں اس کے لیے تیار ہوں۔ "فرعونی" تبصرے کو پڑھ کر ملتان سے آیا خط میرے لیے اطمینان کا باعث ہے۔

قرآن کریم میں اللہ اسطرح لکھا گیا ہے۔ انگریزی میں ALLAH اور فارسی میں بھی اللّٰہ ہی لکھا جاتا ہے مگر پاک و ہند میں اللہ لکھا جاتا ہے (بعض حضرات اللّٰہ بھی لکھ رہے ہیں)۔ ماہرین لغت ہی بتا سکتے ہیں کہ یہ کسطرح رواج پا گیا۔ میں بھی اس سے پہلے عام چلن کی طرح لکھتا رہا ہوں مگر اس مرتبہ پوری کتاب میں قرآنی انداز میں ہی اللّٰہ لکھا ہے اس امید کے ساتھ کہ ہر اردو دان قرآنی انداز میں اللّٰہ ہی لکھے گا اللہ نہیں۔

اس پندرہویں صدی میں ایک نئی غیر شرعی اور غیر اسلامی رسم جنم لے رہی ہے۔ جائے حادثہ پر لوگ جا کر موم بتیاں اور دیئے جلا رہے ہیں آپ یہ منظر ٹی وی پر دیکھ اور اخباروں میں پڑھ رہے ہیں مگر کسی .... نے یہ نہیں کہا کہ یہ فعل غیر شرعی اور غیر اسلامی ہے۔ اگر بے حسی، خوف یا مصلحت کا یہ عالم اس آزاد دور میں ہے تو سوچیے آج سے ہزار سال پہلے مطلق العنانیت کے دور میں کیا ہوا ہوگا اور کس نے کہا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا غیر شرعی ہے۔

Marfat.com

میں نے یہ کتاب محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے لکھی ہے، جو کچھ اس میں شامل کر سکا وہ نہ میرا علم تھا نہ ہمت اور نہ طاقت، یہ سب خالق کائنات کا رحم، کرم و فضل تھا کہ میں تن تنہا یہ تحقیقی کتاب مکمل کر سکا۔ آپ اس سے اتفاق بھی کر سکتے ہیں اور اختلاف بھی۔ یہ آپ کا حق ہے۔ اس میں جو اچھائی ہے وہ رب العزت کی طرف سے ہے، وہی راہِ ہدایت دیتا ہے، وہ نور السموٰات والارض ہی روشنی دکھاتا ہے اور بندہ اسی پر اپنا سفر طے کرتا ہے اور منزل پالیتا ہے ورنہ بندہ خاکی و فانی تو پُر از معصیت ہے۔ گناہوں اور لغزشوں سے قطعی مبرا نہیں۔ کمال تمام تو صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہے۔ اس کتاب کی خوبیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور خامیاں تو تمام تر میری ہی وجہ سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ، خالق و مالک کا اس لیے بھی شکر اور احسان ہے کہ مجھے دامے، درمے، سخنے اس کی توفیق عطا فرمائی کہ میں اس کے حقیقی و ذاتی نام کے بارے میں یہ دوسری کتاب لکھ سکوں جسے قرآن کریم میں 2699 مرتبہ ذکر کیا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی اسی نام سے پکارا۔ یا مقلب القلوب، جو حضرات آپ کے حقیقی نام کو افضل مانتے ہوئے بھی خدا کے نام کو جائز کہتے ہیں اور کثرت سے استعمال کرتے ہیں ان کے دل و دماغ کو صراط مستقیم پر ڈال دیجیے۔ آمین۔

یہ بحث اب علمی دائرے میں داخل ہو چکی ہے۔ جیسے جیسے علم بڑھے گا، اسلامی تشخص پر اصرار اور اس کی اہمیت بڑھے گی، عام مسلمان مجوسی اور دیگر مذاہب کے اثرات سے گلوخلاصی کرائے گا۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے وحدہ لاشریک معبود کے قرآن و سنت کے نام اللہ تعالیٰ کو عام رواج حاصل ہوگا۔ جس طرح آج کوئی بھی اسلام کو محمڈنزم نہیں کہتا اور مسلمان کو محمڈن کہہ کر نہیں بلایا جاتا اسی طرح آئندہ یہ غیر مسلموں کے معبودوں کے نام غیر مانوس ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَ الِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ﴾

''اے ربّ مجھے توفیق عنایت کیجیے کہ جو احسان آپ نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیے ہیں ان کا شکر کروں اور ایسے نیک کام کروں کہ آپ ان سے خوش ہو جائیں اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔''[1]

اللّٰھم رب جبرئیل ومیکائیل واسرافیل فاطر السمٰوٰت والارض عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون اھدنی لما اختلف فیہ من الحق باذنک انک تھدی من تشآء الی صراط مستقیم۔

''یا اللہ تعالیٰ! جبرئیلؑ ومیکائیلؑ اور اسرافیلؑ کے ربّ، آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے پوشیدہ اور کھلی چیزوں کے جاننے والے آپ ہی اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرینگے جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں، آپ مجھے ہدایت دیجیے اس حق میں جس میں اختلاف کیا گیا ہے بلاشبہ آپ ہی جس کو چاہیں سیدھے راستے پر چلاتے ہیں۔''[2]

اللّٰھم صلِّ علیٰ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔

کراچی/8 شوال 1430ھ
4 اکتوبر 2009ء

رشید اللہ یعقوب
رشید اللہ یعقوب

1......(النمل 27/19)

2......مسلم، ابوداؤد، ترمذی راویہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

Marfat.com

حصّہ اوّل

حامیان لفظ خدا کے
فتاویٰ اور نظریات

Marfat.com

باب	فہرست ابواب حصہ اوّل	صفحہ نمبر
1	لفظِ خدا کے جائز ہونے پر فتاویٰ۔	43
2	باری تعالیٰ کو "اللہ" کہنے کی افضلیت پر اتفاق۔	61
3	اپنی فانی ذات کے لیے ساری زندگی افضل کی تلاش اللہ تعالیٰ کے لیے غیر افضل وکمتر نام کا دفاع۔	62

Marfat.com

باب......1

لفظ خدا کے جائز ہونے پر فتاویٰ

میری کتاب ''اللہ رب العالمین، خدا یا God '' میں ہم نے اس موضوع پر بحث کی ہے کہ مسلمانوں کے وحدہ لاشریک معبود اللہ تعالیٰ کو ان ناموں سے نہیں پکارا جانا چاہیے جن سے ثنویت (دوئی) یا تثلیث (تین خداؤں) اور کثیر معبودوں کے ماننے والے اپنے معبودوں کو پکارتے ہیں یعنی خدا اور God وغیرہ۔

اس کتاب کے حصہ اوّل میں ان حضرات کا نکتۂ نظر نقل کریں گے جن کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خدا یا God کہنا ''جائز'' ہے اور یہ کہ اس پر امت کا اجماع ہے۔

اس سلسلہ میں پہلے ان فتاویٰ کو نقل کریں گے جو اس موضوع پر جاری ہوئے یا تحریر کیے گئے۔ اس کے بعد ان مضامین کے اقتباسات/حوالہ جات پیش کریں گے جو لفظِ خدا کے جائز ہونے کے جواز میں لکھے گئے۔

حصہ اوّل کے آخر میں ان نکات پر اپنی رائے کا اظہار کریں گے جن پر ان حضرات کی رائے مبنی ہے، البتہ کسی فتوے پر رائے دینے کا نہ ہم مقام رکھتے ہیں اور نہ ہی اس کے اہل ہیں۔ تاہم یہ کوشش ضرور کریں گے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے حد ادب اور اپنی کم اہلی کو ملحوظ رکھتے ہوئے کچھ مؤدبانہ گزارشات ضرور کریں۔ اس کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ ہم مفتی صاحبان یا مضمون نگار صاحبان کے دلائل کو چیلنج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ نہیں۔ بالکل نہیں، ہرگز نہیں۔

استاد شاہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال
یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہیں مجھے

ہم تو صرف یہ کوشش کریں گے کہ تاریخ کے حوالے سے اپنی رائے بیان کر سکیں اور یہ دیکھیں کہ ان کی رائے اور فتوے میں وہ کون سے مقام و نکات ہیں جن پر ہمارا

Marfat.com

آپس میں اتفاق ہے اور دونوں طرف کے مؤقف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس اتفاق کو کس طرح رو بہ عمل لایا جائے۔

ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ ہم اس بحث کو صرف اختلاف رائے تک رکھنا چاہتے ہیں۔ نہ تو کسی کی نیت پر شک کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی کسی کے مقام کو چیلنج کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اس کے اہل ہی نہیں۔ ہمارا مقصد تو صرف یہ ہے کہ جس طرح اہل اسلام کی اپنے مذہب کے ساتھ ساتھ اپنی تہذیب ہے، تمدن ہے، اپنی عبادات کی انفرادیت ہے، لباس کے آداب ہیں، حلال و حرام کا تصور ہے، معاشی و معاشرتی اصول ہیں، ہمارا اپنا ایک فقہ ہے۔ شادی بیاہ کے اپنے اصول وضوابط ہیں۔ زندگی اور موت سے متعلقہ قاعدے اور قوانین ہیں، اور ہر ایک میں اپنا ایک خاص تشخص ہے اور یہ سب ہمیں قرآن وسنت سے ملے ہیں۔ علماء کی ذاتی رائے سے نہیں۔ اس طرح معبود کے نام میں بھی، جبکہ صرف ہم ہی اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں اور دیگر مذاہب کے لوگ نہیں مانتے، تو ہمارے معبود کا نام بھی وہ ہو جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو بتایا، نہ کہ مشرکین اور کافرین کے معبودوں کے نام کے مشابہ اس لیے کہ لیس کمثلہ شیءٌ کوئی اس کے مشابہ نہیں، جس نام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری زندگی اس ذات بے مثال کو پکارتے رہے۔ اس کو اسی نام سے پکاریں۔ اس معاملے میں یہ ضروری ہے کہ اس وحدہ لاشریک کو کسی بھی ایسے نام سے نہ پکاریں جو مخلوق کے نام کے لیے بھی مستعمل ہو۔ اس لئے کہ خالق و مخلوق ہم نام، ہم خطاب، ہم صفت کبھی بھی نہیں ہو سکتے۔

''جامع الفتاویٰ'' کے فتاویٰ جات پر ایک نظر

''جامع الفتاویٰ'' میں اس موضوع پر درج ذیل فتاویٰ ہیں۔

1...... اللہ اسم ذات ہے۔

Marfat.com

2......کیا لفظ ''اللہ'' کا ترجمہ ''خدا'' سے درست ہے؟

3......خدا اور پروردگار کہنے کا حکم۔

4......اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ خدا۔[1]

(1) اللہ اسم ذات ہے۔

سوال: زید کہتا ہے کہ اللہ اسم ذات ہے، اسم صفت نہیں ہے؟

جواب: یہ صحیح ہے کہ اللہ اسم ذات ہے، اسم صفت نہیں ہے۔[2]

(2) کیا لفظ ''اللہ'' کا ترجمہ ''خدا'' سے درست ہے؟

سوال: قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی اللہ کا لفظ آیا ہے ترجمہ میں علماء کرام نے لفظ خدا استعمال کر دیا ہے حالانکہ کلام اللہ میں بار ہا اسماءِ حسنیٰ کا دعویٰ موجود ہے جبکہ کہیں بھی خدا لفظ موجود نہیں ہے تو پھر یہ سراسر جھوٹ کیوں تراشا گیا، علماء سے جب بھی درایں بارہ رجوع کیا جاتا ہے تو وہ بجائے کسی تسلی بخش جواب کے گول مول کر دیتے ہیں[3] اور سائل کو تشویش ہے کہ اس لفظ کا اجراء کہاں سے ہوا ہے اور کب تک جائز رہے گا؟ اگر اس کی شرعاً اجازت ہے تو مجھے اطمینان فرمایا جاوے وگرنہ میرے اس استغاثہ کی پوری حمایت آنجناب کا حق ہے۔ اگر جناب مفتی صاحب بھی دیگر مولویوں کی طرح خاموش رہ گئے تو سائل کو بی بی سی لندن سے معلومات حاصل کرنا ہوں گی؟ ملتان ریڈیو اسٹیشن والوں کو ترجمہ صحیح بیان کرنے کے لیے بھی نوٹس دیا ہے لیکن ابھی تک کوئی عمل نہیں ہوا۔ ترجمہ میں پھر وہی اللہ کا ترجمہ و معنی خدا ہو رہا ہے؟

پھر کہاں قسمت آزمانے جائیں
تو ہی جب خنجر آزما نہ ہوا

1......ادارۂ تالیفات اشرفیہ ملتان، 1429 ہجری، جلد اول مرتبہ مفتی مہربان علیؒ، اشرفیہ مجلس علم وتحقیق صفحات، 38,37، 60، 61۔ یہ کتاب اس سے پہلے بھارت میں بھی شائع ہو چکی ہے۔

2......بحوالہ کفایت المفتی جلد اوّل صفحہ 71۔

3......دیکھیے عام مسلمان کیا سوچتا ہے۔ (مؤلف)

Marfat.com

سائل اس قسم کا دعویٰ اور زعم رکھتا ہے کہ قلوب المؤمنین بیت اللہ کہ ہمارا دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور میرا دل لفظ خدا کو دشمن رکھتا ہے۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جواب: لفظ اللہ مستقل لفظ ہے، خدا اس کا لفظی ترجمہ نہیں ہے [1] لیکن چونکہ فارسی، اردو، پنجابی، پشتو، سندھی، بلوچی وغیرہ زبانوں میں عام طور پر ذات اقدس پر لفظ خدا استعمال ہوتا ہے اور یہ لفظ ذات اقدس پر اتنی واضح دلالت کرتا ہے جیسے کہ لفظ اللہ اس لیے عام مفسرین نے اللہ کا ترجمہ خدا سے کر دیا ہے [2] ورنہ حقیقت میں خدا لفظ مالک کا ترجمہ ہے۔ مثلاً کتخدا (گھر کا مالک)، لفظ مالک صفاتی ناموں میں سے ہے، اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ اگرچہ یہ لفظ ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص نہیں ہے اور اس کا اطلاق غیر اللہ پر بھی ہوتا ہے لیکن اسماء حسنیٰ میں سے ہونے کی وجہ سے قرآن کریم اور احادیث میں ذات باری پر اس کا اطلاق عام ہوا ہے [3] اور لفظ خدا اس کا ترجمہ ہے اس لیے نہ تو لفظ خدا سے دشمنی کرنی چاہیے اور نہ اس کے اطلاق کو ناجائز کہنا چاہیے اور نہ مفسرین کی تغلیط کرنی چاہیے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ خدا لفظ اللہ کا ٹھیٹ ترجمہ نہیں بلکہ عام فہم ہے جسے اللہ کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ جناب کی تشفی ہوگئی ہوگی، ایسی باتوں میں نزاع نہیں کرنا چاہیے۔ [4] واللہ اعلم

(3) خدا اور پروردگار کہنے کا حکم

سوال: جب اسماء الٰہی توفیقی (اللہ ہی کی جانب سے) ہیں تو دوسری زبان کے الفاظ سے نام رکھنا جائز نہ ہوگا جیسے خدا اور پروردگار؟

جواب: تعامل امت سے معلوم ہوا کہ مترادفین کا حکم یکساں ہے، پس یہ الفاظ جب

1......لیکن آپ کوئی بھی ترجمہ دیکھ لیجیے ہر ایک میں آپ کو اللہ کا ترجمہ خدا ہی ملے گا۔ (مؤلف)

2......قاری حضرات: اس فتوے کا یہ نکتہ بہت اہم ہے اور اسم ذات کا ترجمہ کسی بھی زمان اور زبان میں نہیں ہوتا۔

3......بہت اہم بات ہے "عام ہوا ہے"، اجماع کا کہیں ذکر نہیں۔ میرا بھی یہی مؤقف ہے۔ دیکھیے حصہ دوم (مؤلف)

4......بحوالہ فتاویٰ مفتی محمود، جلد اوّل صفحہ 310۔

Marfat.com

ترجمہ ہوں ان اسماء کا جو شرع میں منقول ہیں تو ان کا استعمال جائز ہے اور یمین وغیرہ میں مثل اصل کے ہونگے یعنی جو لفظ اللّٰہ کی قسم کا حکم ہے وہ ہی لفظ خدا کی قسم کا حکم ہے۔[1]

(4) اللّٰہ تعالیٰ کے لئے لفظ ''خدا''

سوال: ......آج کے مصنف میں ارشاد نبوی میں لفظ ''خدا'' دو جگہ آیا ہے، یہ لفظ عربی کے کس لفظ کا ترجمہ؟

سورۂ اعراف، آیت نمبر: 179-180 میں قرآن کہتا ہے کہ سوائے اسماء حسنی یعنی 99 اسماء کے کسی عجمی زبان میں اللّٰہ کو پکارنا فاسد ہے، اللّٰہ کی جگہ اللّٰہ ہی استعمال ہونا چاہیے۔[2]

جواب: ...... سورۂ اعراف کی آیت نمبر 180 / اسماء باری تعالیٰ سے متعلق ہے، اللّٰہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَ ذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اَسْمَآىِٕهٖ ؕ سَیُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾

''اور اللّٰہ کے لیے اچھے اچھے نام ہیں، ان ناموں سے اللّٰہ کو پکارو اور جو لوگ اللّٰہ کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں، انھیں چھوڑ دو، عنقریب ان کو ان کے عمل کا بدلہ ملے گا''

یہ آیت ایک خاص موقعہ پر نازل ہوئی ہے:

''ایک مسلمان اپنی نماز میں یا رحمٰن یا رحیم کہہ رہے تھے، مشرکین مکہ نے طنز کیا کہ محمد ﷺ کا دعویٰ تو یہ ہے کہ ایک ہی رب کی عبادت کرتا ہوں، لیکن پھر یہ دو دو رب کو کیوں پکارتے ہیں؟ اس آیت میں اللّٰہ تعالیٰ نے ان کی اس نامعقول بات کا جواب ارشاد فرمایا ہے کہ یہ سب ایک اللّٰہ ہی کے نام ہیں، اگر نام کئی ہوں، تو صاحب

1......بحوالہ امداد الفتاویٰ۔ جلد 6 صفحہ 43۔

2......ضمیر احمد، حیدر آباد۔

Marfat.com

نام کا متعدد ہونا لازم نہیں۔"[1]

قرآن نے اسماء حسنیٰ کے نام سے اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کا ذکر نہیں کیا ہے، البتہ ترمذی اور بعض اور کتب حدیث میں ننانوے اسماء حسنیٰ کا ذکر آیا ہے، لیکن کیا ان ناموں کے علاوہ دوسرے نام نہیں لیے جا سکتے؟ اس میں اہل علم کا اختلاف ہے، اکثر سلف صالحین کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے لیے یہی نام مخصوص نہیں، امام غزالیؒ، امام الحرمینؒ، امام نوویؒ[2] علامہ ابن عربیؒ، مفسر آلوسیؒ وغیرہ کا یہی نقطۂ نظر ہے، البتہ قرآن و حدیث میں جو نام مذکور نہیں، ان کے بارے میں اندیشہ ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ کی شان کی پوری پوری رعایت نہ ہو، اس لیے اہل علم نے دوسرے ناموں سے احتیاط کا حکم دیا ہے۔

"خدا" کا لفظ اپنے معنیٰ کے لحاظ سے اللہ کے بارے میں اسلامی تصور سے ہم آہنگ ہے، "خدا" کے معنیٰ ایسی ذات کے ہیں جو اپنے وجود میں دوسرے کا محتاج نہ ہو، اور جو کسی اور سے پیدا نہ ہوا ہو، ظاہر ہے اللہ کے بارے میں ہم جو عقیدہ رکھتے ہیں، یہ اس کے مطابق ہے، یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین کے زمانہ سے اللہ کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا آیا ہے، شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے بھی اللہ کے لیے "خدا" کے لفظ کو درست قرار دیا ہے۔ اس لیے اللہ کو "خدا" کہنے میں کچھ حرج نہیں، البتہ باری تعالیٰ کا اصل نام اور ذاتی عَلَم "اللہ" ہے۔ اور یہی نام قرآن و حدیث میں ہر جگہ استعمال ہوا ہے، اس لیے خدا کے بجائے "اللہ" کہنا زیادہ بہتر ہے۔[3] واللہ اعلم

ایک مشہور دارالعلوم کا فتویٰ

اب ہم اس موضوع پر ایک تفصیلی فتویٰ نقل کرتے ہیں جو ایک مشہور دارالعلوم

1...... تفسیر قرطبی جلد 7 صفحہ 325، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

2...... امام الحرمینؒ اور امام نووی کے متعلق یہ بیان درست نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے حصہ دوم باب 12 اور 13۔

3...... کتاب الفتاویٰ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، زمزم پبلشرز۔ کراچی 2007ء، پہلا حصہ صفحہ 352۔

Marfat.com

سے جاری ہوا۔ ہمارے پاس سوال اور جواب الگ الگ ہیں مگر قارئین کی سہولت کے لیے یکجا کر دیا گیا ہے۔

(5) لفظ خدا...... استعمال کرنے کا حکم

رجسٹر نقل فتاویٰ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل سوالات کے جواب میں۔ قرآن وحدیث وآثار کی رو سے اجتہاد ائمہ اربعہ کی روشنی میں جوابات دے کر ثواب دارین حاصل فرمائیں۔

سوالات

سوال 1: لفظ خدا لغت کے اعتبار سے عربی ہے یا غیر عربی؟

جواب: غیر عربی ہے، فارسی زبان کا مشہور لفظ ہے۔

سوال 2: لفظ خدا اسم اعظم، اسم ذاتی، ذات باری تعالیٰ، اللہ جل شانہ کا ترجمہ یا اسماء صفاتی ذاتِ باری تعالیٰ کا اسم صفاتی ہے۔

جواب: فارسی زبان میں لفظ ''خدا'' ذات باری تعالیٰ کے لئے موضوع ہے۔ جیسا کہ اور دوسری زبانوں میں بھی ہر زبان میں ذاتِ باری تعالیٰ کے لئے خاص لفظ وضع ہے، مثلاً انگریزی میں لفظ ''God'' ہے۔

سوال 3: لفظ خدا اول وضع میں کس کے لئے نام رکھا گیا تھا؟

جواب: ذات باری تعالیٰ کے لئے جس کا وجود از خود ہے اور کسی کا مرہون منت نہیں۔[1]

سوال 4: لفظ خدا کب، کس نے کس کے لئے وضع کیا ہے؟

جواب: وضع کرنے والے اور اس کی وضع کی تاریخ کا علم نہیں۔ جیسا کہ فارسی زبان

1...... اس ضمن میں دیکھیے تتمہ اوّل آپ کو لفظ خدا کی تاریخ مل جائے گی۔ (مؤلف)

Marfat.com

بلکہ ہر زبان میں الفاظ کا حال ہے۔ عربی ہو یا فارسی، اردو ہو یا انگریزی، کسی بھی زبان کے ہر ہر لفظ کے واضع کا علم نہیں ہوا کرتا، اس کی تحقیق مشکل بھی ہے اور لایعنی بھی، اصل بات یہ دیکھنی ہے کہ اس لفظ کو اس زبان میں اب کس معنی اور کس مفہوم میں استعمال کیا جارہا ہے۔

سوال 5: لفظ خدا پر تاریخی روشنی ڈالیے۔

جواب: عرض کر دیا گیا۔

سوال 6: لفظ خدا الفاظ قرآن وحدیث، آثار صحابہؓ، اجتہاد ائمہ اربعہ میں مذکور ہے یا نہیں ہے؟

جواب: یہ عربی لفظ نہیں کہ اسے قرآن وحدیث اور آثار صحابہ ؓمیں تلاش کیا جائے۔ یہ فارسی زبان کا مشہور لفظ ہے جو صدیوں سے فارسی اور اردو میں اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور سارے علماء، فقہاء، مفسرین، محدثین اور متکلمین اس استعمال کے جواز پر متفق ہیں۔ جیسا کہ منسلکہ فتویٰ درج ہے۔[1]

سوال 7: لفظ خدا اسم ذات باری تعالیٰ ''اللہ'' کا ترجمہ ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں۔[2]

سوال 8: لفظ خدا کثرت استعمال کے وجہ سے اسم ذاتی یا اسم صفاتی اللہ جل شانہ کے لیے بن سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: سوال واضح نہیں۔

سوال 9: لفظ خدا سے دعا کرنا موجب ثواب ہے یا اللہ رحمن و رحیم وغیرہ

1...... باوجود کوشش کے اس کی کاپی نہ مل سکی۔ (مؤلف)

2...... آپ کوئی بھی قرآن کا ترجمہ دیکھ لیجیے اس میں اللہ کا ترجمہ خدا کیا گیا ہے۔ (مؤلف)

Marfat.com

سے، مثلاً: یا خدا، کہنے میں زیادہ ثواب ہے یا ''اللہ'' کہنے میں؟

جواب: ثواب کم زیادہ کے قائل ہونے کے لئے نص شرعی درکار ہے جو موجود نہیں۔ البتہ لفظ ''اللہ'' عربی کا لفظ ہے قرآن اور حدیث کا لفظ ہے۔ جبکہ لفظ ''خدا'' فارسی زبان میں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے لفظ ''اللہ'' سے دعا کرنا بلاشبہ افضل اور اولیٰ ہے۔[1] کیونکہ عربی زبان کی افضیلت پر نصوص موجود ہیں۔

سوال 10: لفظ خدا کا صفت اکبر سے یا تعالیٰ سے یا جل شانہ سے کرنا جائز ہے یا نہیں اگر ہے تو تکبیرات انتقالات، تکبیر تشریق، تلبیہ میں اللہ کی جگہ خدا اکبر کہنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: نماز سے باہر عام گفتگو میں لفظ ''خدا'' کے ساتھ تعالیٰ یا کوئی اور کلمہ حمد کا لگانا ادب کے عین مطابق ہے مگر نماز میں جو شخص تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کہنے پر قادر ہو اس کے لیے نماز میں فارسی یا کسی بھی دوسری زبان کا لفظ اختیار کرنا ناجائز ہے۔ اس کے لیے ''اللہ اکبر'' کہنا ہی واجب ہے اور اس کے لئے نماز میں ''اللہ اکبر'' کے بجائے ''خدا اکبر'' کہنا ناجائز ہے۔[2]

وفی الدر اذا اراد الشروع فی الصلاۃ کبر للافتتاح ای قال وجوبا اللہ اکبر.[3]

وفی الشامیة بعد صفحات: اما الشروع بالفاسية فالدلیل فیہ للامام اقوی وھو رکن المطلوب فی الشروع الذکر والتعظیم و ذلک حاصل بای لفظ کان وای لسان کان، نعم لفظ اللہ اکبر واجب

1...... اس کا مطلب ہوا کہ لفظ خدا سے دعا مانگنا غیر افضل ہے۔ (مؤلف)

2...... اگر اللہ کو خدا کہنا جائز ہے تو اللہ اکبر کی بجائے خدا اکبر کہنا کیوں ناجائز ہے؟ (مؤلف)

3......(رد المحتار: جلد اوّل صفحہ 479)

Marfat.com

للمواظبة علمیه لا فرض.[1]

سوال 11: لفظ خدا سے ذبح کرنا جائز ہے یا نہیں مثلاً ذبح کے وقت اللہ اکبر کے بجائے خدا اکبر پڑھنا جائز؟

جواب: اگر کسی شخص نے اللہ اکبر کے بجائے فارسی زبان میں یا کسی دوسری زبان میں اللہ کا نام لے کر جانور ذبح کر دیا تو ذبیحہ جائز ہے (ہاں عربی میں بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنا افضل اور سنت کے مطابق ہے)

فی الدر: و اماما ذکره بقوله او امن اولبی او سلم اوسمی عند ذبح او شمد عندحاکم اوردسلاما اوقرأبها(ای بالفارسية) عاجزا فجائز اجماعا. فی الشامیة (قوله و اما ماذکره الخ) ای مماهوخارج عن اذکار الصلوة و جواب أماه، فجائزا اجماعا.[2]

وفی الشامية (قوله والشرط فی التسمية هو الذکر الخالص بای اسم کان مقروناً بصفة کالله اکبر. او اجل او اعظم اولا کا لله والرحمان وابالتهليل والتسبيح، جهل التمسمية اولا. بالعربية اولا ولوقادرا عليها.[3]

وفی الفتاوی الهندية فی کتاب الذبحائح: وسواء کانت التسمية بالعربية او بالفارسية او ای لسان کان وسواء کان لا يحسن العربية او يحسنها، کذاروی بشر عن ابی يوسفؒ ولوأن رجلا سمی علی الذبيحة بالرومية اوبا لفارسية وهو يحسن العربية لا يحسنها أجزاه ذلک عن التسمية.[4]

1......(الدرالمختار ج ۱ ص ۳۸۳)

2......(الدرالمختار ج ۱ ص ۳۸۳)

3......(رد المحتار ج ٦ ص ۳۰۱)

4......(الفتاوی الهندية ج ۵ ص ۲۸٦)

Marfat.com

سوال 12: لفظ خدا، خداوند سے بسم اللہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ مثلاً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے جگہ باسم خدا الرحمٰن الرحیم۔

جواب: نماز میں یا تلاوت قرآن میں اس طرح تبدیلی کرنا ناجائز اور حرام ہے اور اگر نعوذ باللہ عملاً یا استہزاء کریگا تو کفر ہے[1] لیکن نماز اور تلاوت قرآن کے باہر جن جگہوں میں اللہ کا نام لے کر کام شروع کرنا چاہیے وہاں اگر بسم اللہ کے بجائے اس کا اردو یا فارسی یا اپنی مقامی زبان میں ترجمہ پڑھ لیا تو بھی جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی سنت ادا ہو جائیگی۔ اگر چہ عربی میں بسم اللہ پڑھنا افضل اور اَوفق بالسنۃ ہے۔

سوال 13: لفظ خدا نزول وحی سے لے کر تا وفات رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی زبان مبارکہ سے کبھی استعمال ہوا یا نہیں۔

جواب: ہمارے علم کی حد تک ثابت نہیں۔ البتہ رحمت عالم ﷺ اور بعض صحابہ کرامؓ سے دیگر غیر عربی کلمات بولنا ثابت ہے۔[2]

سوال 14: لفظ خدا، ابتدائی وحی اقراء باسم ربک سے یا اقرأ بسم خدا سے؟

جواب: قرآن مجید عربی میں نازل ہوا۔ قرآن مجید میں اقراء باسم ربک ہے۔ اور قرآن مجید میں دوسری زبان کا لفظ داخل کرنا حرام ہے اور اس طرح کفر کا اندیشہ ہے۔ لیکن قرآن مجید سے باہر عام گفتگو میں کسی بھی دوسری زبان کا لفظ بولنا جائز ہے۔ اسے حرام سمجھنا حماقت اور جہالت ہے۔[3]

سوال 15: لفظ خدا سے ذکر کرنا مثلاً یا خدا بجائے یا اللہ بہتر ہے یا نہیں؟

1...... اگر لفظ خدا، اللہ کے لیے جائز ہے تو پھر ہر جگہ جائز ہونا چاہیے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ ایک جگہ جائز ہے دوسری جگہ ناجائز۔ (مؤلف)

2...... ان کلمات کے اس فتوے میں اضافہ کو میں نہیں سمجھ سکا۔ (مؤلف)

3...... یہ غصہ کا اظہار معلوم ہوتا ہے۔ (مؤلف)

Marfat.com

جواب: عربی لفظ بہتر (افضل ہے) اور اقرب الی لسنة ہے۔

سوال 16: لفظ خدا کو زیادہ رواج دینا ثواب ہے، یا لفظ خدا کے بجائے لفظ اللّٰہ کو رواج دینے میں ثواب ہے؟

جواب: ثواب کی کمی زیادتی کا تعلق نص سے ہے۔ ہاں یہ کہنا چاہیے کہ قرآن و حدیث اور عربی زبان کا لفظ دوسرے الفاظ سے افضل ہے۔[1]

سوال 17: لفظ خدا کو اسم ذاتی ذات باری تعالیٰ لفظ اللّٰہ پر فوقیت دینا یا مد مقابل لانا جائز ہے، یا نا جائز؟

جواب: نہ لفظ خدا کو لفظ اللّٰہ پر فوقیت دینی چاہیے۔ نہ لفظ خدا کو لفظ اللّٰہ کا مد مقابل سمجھنا چاہیے۔ دونوں باتیں جہالت کی ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ افراط اور تفریط سے محفوظ رکھیں۔[2]

سوال 18: لفظ خدا کو لفظ اللّٰہ اسم ذات باری تعالیٰ پر ترجیح دینا جائز یا نا جائز؟

جواب: اوپر عرض کر دیا گیا ہے۔

سوال 19: لفظ خدا کے متعلق کوئی یہ کہے کہ یہ اسم ذاتی وصفاتی نہیں تو کیا اس کو کافر کہا جا سکتا ہے؟

جواب: یہ ایمان اور کفر کا مسئلہ نہیں، نہ یہ عقیدہ کی بات ہے بلکہ یہ ایک فروعی مسئلہ ہے کہ عام گفتگو میں لفظ خدا کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ جب علمائے امت کا اجماع ہے کہ عام گفتگو میں فی نفسہ یہ استعمال جائز ہے تو علمائے امت کی مخالفت کرنا اور اس پر اصرار کرنا درست نہیں۔[3]

سوال 20: لفظ خدا کی تعلیم دینے والا زیادہ مستحق ثواب ہے یا لفظ اللّٰہ کا؟

1......میرے خیال میں مفتی صاحب اس سوال کو جو بہت ہی اہم ہے ٹال گئے ہیں۔ (مؤلف)

2......اللّٰہ کو افضل نام مانتے ہوئے لفظ خدا کے استعمال پر اصرار کیا فوقیت کے زمرے میں نہیں آتا۔ (مؤلف)

3......اس پر میری گزارشات باب 10 اور 11 میں ملاحظہ فرمائیے۔ (مؤلف)

Marfat.com

جواب: عرض کیا جا چکا ہے۔[1]

سوال 21: لفظ خدا کے بجائے لفظ اللہ کو اپنی تحریرات، تقریرات اور گفتار میں جگہ دینا زیادہ ثواب رکھتا ہے یا نہیں؟

جواب: لفظ ''اللہ'' عزوجل کو استعمال کرنا افضل ہے۔[2]

سوال 22: لفظ خدا کے متعلق سلف صالحین سے کیا تحقیق منقول ہے؟

جواب: وہی جو اوپر عرض کی گئی۔

ان سوالات کے جوابات عنایت فرما کر ثواب دارین حاصل فرمائیں کیونکہ ہمارے یہاں پر علماء کرام اس وجہ سے ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اللہ سے انکار کرنا وہ تو ہے ہی کافر لیکن لفظ خدا کو اسم ذاتی وصفاتی اللہ تعالیٰ نہ ماننے والے کو بھی کافر کہا گیا ہے۔ والسلام

(اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے محمد سید انیس ابن عبدالمجید/ محمد قاسم بنوی صاحب کو جنہوں نے یہ سوالنامہ برائے فتویٰ ترتیب دیا۔ مؤلف)

قارئین کرام! سائل نے جواب قرآن وحدیث وآثار اور اجتہاد ائمہ اربعہ کی روشنی میں مانگا تھا جن میں سے کسی کا بھی اس فتوے میں ذکر نہیں ہے۔

ان فتاویٰ کے علاوہ

اس موضوع پر دو مضامین میرے علم میں آئے ہیں۔

(۱)......لفظ خدا کی شرعی حیثیت۔[3]

(۲)......ذات باری تعالیٰ کو خدا کہنا جائز ہے یا نہیں۔[4]

1......یہاں بھی مفتی صاحب سوال کو ٹال گئے۔ (مؤلف)

2......تو پھر یہ ہر جگہ لفظ خدا کیوں لکھا اور بولا جاتا ہے۔ افضل نام کا استعمال کیوں نہیں ہوتا۔ (مؤلف)

3......ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور، اکتوبر 1983ء۔

4......سہ ماہی بحث ونظر، دہلی۔ بھارت، جون 2007ء اگر کوئی صاحب ان طویل مضامین کی فوٹو کاپیاں لینا چاہیں تو وہ ان کو مہیا کر دی جائیں گی۔ ڈاک خرچ ادا کرنا ہوگا۔ (مؤلف)

Marfat.com

ان مضامین میں پرزور طریقے سے اس بات کا دفاع کیا گیا ہے کہ اللہ کو خدا کہنا جائز ہے گو کہ دو نمبر مضمون میں یہ اعتراف بھی کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو توقیفی اسماء ہی سے پکارنا چاہیے۔ان مضامین کے اقتباسات لے کر حصہ دوم میں بحث کریں گے۔

میری کتاب ''اسماء اللہ عزّوجلّ، قرآن وحدیث کے مطابق'' میں صفحہ 32 تا 34 پر اس بات کی وضاحت کی گئی تھی کہ آیاتِ قرآنیہ واحادیث کے ترجمے جو ہم نے لیے ہیں ان میں سے لفظ ''خدا'' کو اللہ تعالیٰ سے بدل دیا ہے۔ اس پر دو مذہبی ماہناموں نے درج ذیل تبصرے کیے ہیں۔

1...... ''مؤلف لفظ ''خدا'' کے بارے میں کافی حساس ہیں جیسا کہ انہوں نے مقدمہ میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اس سے اجتناب کیا ہے اور جہاں ترجموں میں خدا کا لفظ تھا وہ انہوں نے اللہ سے تبدیل کر دیا ہے بے شبہ لفظ خدا عربی کا نہیں بلکہ فارسی زبان کا ہے لیکن اللہ کے ترجمے کے طور پر اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ عقیدہ درست ہو۔ آخر ہم رحمٰن کا ترجمہ مہربان کرتے ہیں۔ یہ فارسی کا لفظ ہے۔ لہٰذا اصل شے عقیدہ ہے، وہ اگر درست ہو تو لفظ خدا کے استعمال میں چنداں مضائقہ نہیں، جیسا کہ تمام اہل علم کا اس پر اتفاق ہے۔[1]

2...... ''مؤلف موصوف نے لفظ ''خدا'' کے متعلق تحریر فرمایا ہے: ''مولانا شاہ رفیع الدین صاحب پسر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (جو خود فارسی دان تھے) نے قرآن کا پہلی مرتبہ اردو میں ترجمہ کیا تھا اور ''اللہ'' ہی کیا، ''خدا'' نہیں کیا تھا، لیکن بعد کے دیگر تراجم میں ''اللہ'' کا ترجمہ ''خدا'' ہونے لگا اور اکثر تراجم میں ''خدا'' ہی لکھا گیا ہے، ہم نے جہاں کہیں سے بھی ترجمہ لیا ہے اور اگر اس ترجمہ میں ''خدا'' لکھا تھا تو اس کو ''اللہ'' سے بدل دیا۔''

1...... ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' لاہور۔ 24 دسمبر 2008ء صفحہ 16۔

Marfat.com

اس میں یہاں تک تو درست ہے کہ ''خدا''، لفظ ''اللہ'' کا ترجمہ نہیں ہوسکتا، بلکہ کسی بھی زبان میں اس کا ترجمہ ممکن نہیں لیکن مؤلف نے آگے چل کر ''اللہ'' کا ترجمہ ''خدا'' کہہ کر پکارنے کو زرتشتوں کے تصور سے ماخوذ قرار دیا ہے ہماری ناچیز رائے میں یہ درست نہیں، اس لیے کہ ''خدا'' عربی الفاظ ''رب'' یا ''واجب الوجود'' کا ترجمہ ہے[1] اور یہ لفظ مطلقاً یعنی کسی اضافت کے بغیر بولا جائے تو اس سے حق تعالیٰ شانہ مراد ہوتے ہیں، لغت کی کتابوں میں اس کی تصریح موجود ہے، ''خدا'' کا معنی ہے وہ ذات پاک جس کا وجود اپنا ذاتی ہے اور وہ اپنے وجود میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں، اس لیے کہ جو لوگ یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ کے لیے ''خدا'' کا لفظ استعمال کرنا ناجائز اور بے ادبی ہے وہ ذاتی اور صفاتی ناموں کے فرق اور ان کے ترجمہ کا لحاظ نہیں کرتے۔[2]

اہلِ جواز کے دلائل کا جوہری خلاصہ

اب ہم مختصراً ان چند نکات کو جمع کرتے ہیں جو ان فتاویٰ، مضامین، اور تبصروں میں بطور دلیل دیئے گئے ہیں جن سے بقول ان صاحبان کے اللہ تعالیٰ کو خدا کہنے کا جواز نکلتا ہے۔

1...... اللہ اسم ذات ہے، اسم صفت نہیں۔

2...... لفظ اللہ مستقل لفظ ہے، خدا اس کا لفظی ترجمہ نہیں ہے،

3...... البتہ یہ ضرور ہے کہ خدا لفظ اللہ کا ٹھیٹ ترجمہ نہیں ہے بلکہ عام فہم لفظ ہے جسے اللہ کی جگہ استعمال کیا گیا ہے حقیقت میں خدا لفظ مالک کا ترجمہ ہے۔

4...... اللہ کے ترجمے کے طور پر اس (خدا کہنے) میں کوئی حرج نہیں۔

5...... کسی بھی زبان میں اللہ کا ترجمہ ممکن نہیں، خدا عربی لفظ ''رب'' یا ''واجب الوجود''

1...... کوئی صاحب یہ نہیں بتاتے کہ ''واجب الوجود'' صفت و نام اسماء الحسنیٰ میں کیسے داخل ہوا جبکہ ائمہ اربعہ کی رائے میں ہم اللہ تعالیٰ کو نہ کوئی نیا نام نہ نئی صفت دے سکتے ہیں، دیکھیے کتاب ''اللہ رب العالمین، خدا یا گوڈ God'' صفحہ 130 تا 132۔

2...... ماہنامہ الخیر، ملتان، دسمبر 2008ء، صفحہ 54۔

Marfat.com

کا ترجمہ ہے۔

6......لفظ اللہ سے دعا کرنا افضل واولیٰ ہے۔

7......نماز میں جو شخص تکبیر تحریمہ میں ''اللہ اکبر'' کہنے پر قادر ہو اس کے لئے نماز میں فارسی یا کسی بھی زبان کا لفظ اختیار کرنا ناجائز ہے۔اس کے لئے نماز میں ''اللہ اکبر'' کے بجائے ''خدا اکبر'' کہنا ناجائز ہے۔

8......(ذبح کرتے وقت) بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھنا افضل اور سنت کے مطابق ہے۔

9...... یہ بات (مفتی صاحب کے) علم کی حد تک ثابت ہے کہ رسول کریم ﷺ وصحابہ کرامؓ کی زبان سے کبھی لفظ ''خدا'' ادا نہیں ہوا۔

10......قرآن وحدیث اور عربی زبان کا لفظ دوسرے الفاظ سے افضل ہے۔

11......علماء امت کا اجماع ہے کہ عام گفتگو میں (لفظِ خدا کا استعمال) فی نفسہٖ جائز ہے۔

12......لفظ اللہ عزّو جلّ کو استعمال کرنا افضل ہے۔

13......لفظ خدا کے بارے میں امت نے اپنے عمل سے آج تک یہ ہی گواہی دی ہے کہ اس کا استعمال صحیح اور درست ہے۔

14......(مفتی صاحب کے مطابق) یہ مسئلہ اجماعی ہے اور ہر دور کے عالم اس کے استعمال پر متفق رہے ہیں۔

15...... یہ بات درست ہے کہ کسی نام کا ترجمہ نہیں ہوتا۔

16...... اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ خدا کا استعمال شروع سے آج تک ہر دور اور ہر (عجمی) علاقے میں علماء کے یہاں جائز رہا ہے۔[1]

17......لفظ رب، رحیم اور دوسرے بے شمار نام اللہ کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں اور غیر اللہ کے لئے بھی۔البتہ لفظ خدا جب مطلق ہو تو اللہ کے سوا کسی دوسرے

1......اسکو نمبر 9 سے ملا کر پڑھیے۔مزید دیکھیے حصہ دوم باب 3 اور تتمہ دوم۔

Marfat.com

کے لیے استعمال نہیں ہوتا (مگر اللہ تعالیٰ تو کسی بھی صورت میں کسی کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ مؤلف)

ان نکات اور مضامین میں دیئے گئے دیگر نکات کے حوالے سے ہم حصہ دوم کے باب 12 اور 13 میں بتائیں گے کہ ان صاحبان کے باہم تضادات واختلافات کیا ہیں۔ یہاں اختصار کی خاطر چند نکات پر اکتفا کیا گیا ہے۔

ایک بات یہاں یہ ضرور عرض کرنا چاہیں گے کہ درمیانہ سائز کے 18 صفحات پر مشتمل مضمون (نمبر2) کے بیشتر مندرجات نے اللہ تعالیٰ کے اسم ذات وصفات کو اکثر علماء کی رائے میں توقیفی قرار دیا ہے۔ سوائے ابن العربیؒ اور علامہ آلوسیؒ کے، جو تیرھویں صدی کے عالم ہیں اور اسماء کے اصطلاحی ہونے کے قائل ہیں۔ صرف ان ہی کی رائے پر صاحب مضمون نے اللہ تعالیٰ کو خدا کہنے کا فیصلہ فرما دیا ہے حالانکہ اسی مضمون میں مندرج علامہ آلوسیؒ نے بھی ایک اہم شرط درج ذیل الفاظ میں عائد کی ہے۔

"اللہ تعالیٰ پر کسی نام کا اطلاق کرتے وقت خوب غور وفکر اور پوری کوشش صرف کردینی چاہیے کہ کہیں اس نام میں عیب یا نقص کے معنی تو نہیں ہیں، یہ نام ذات باری کی شان کے منافی تو نہیں ہے، اور اس سے ذات باری کی تقدیس وتحمید ہو رہی ہے یا نہیں۔"[1]

اب اس مضمون کے (صفحہ 154) کے حاشیہ کا ذکر کرتے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ:

یہ جواز اور عدم جواز کی گفتگو تھی، ورنہ اسماء توقیفی سے ہی اللہ کو موسوم کرنا زیادہ بہتر ہے۔" (جمیل، صاحبِ مضمون)

1...... کیا لفظ خدا علامہ آلوسیؒ کی ان شرائط کو پورا کرتا ہے اس پر حصہ دوم باب 18 میں ان شاء اللہ تعالیٰ بحث ہوگی جہاں یہ ثابت کیا جائے گا کہ لفظ خدا ایک بے عیب نام نہیں ہے۔ (مؤلف)

Marfat.com

یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اتنے بڑے مضمون میں سوائے چند علماء کرام کے ہر ایک مذکور جید عالم اسماء کے توقیفی ہونے کے قائل ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اللہ اسم ذات مانتے ہوئے کسی دوسرے نام سے موسوم کرنے سے منع فرماتے ہیں اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ خود جن شرائط کا اطلاق کرتے ہیں (اور میرے خیال میں جس پر لفظ خدا پورا نہیں اترتا) اس سب کے باوجود اگر ان کی ذاتی رائے یہی ہے تو پھر یہ اتنا بڑا مضمون لکھنے کی ضرورت کیا تھی۔ نص مضمون میں کہہ دیتے، حاشیہ میں ذکر کیوں کیا۔ کتنے صاحبان ہیں جو حاشیوں پر نظر ڈالتے ہیں؟ عام قاری تو مضمون پڑھتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہنا کہ:

''جہاں تک ''بارگاہ ایزدی''، ''مشیت ایزدی'' اور ''یزدان'' وغیرہ الفاظ کے استعمال کا تعلق ہے تو ان کا استعمال ناجائز ہے، کیونکہ مجوسیوں کے عقیدے میں خدا، دو ہیں ایک خالق خیر دوسرا خالق شر، خالق خیر، کو وہ ''یزدان'' کہتے ہیں اور خالق شر کو ''اہرمن'' لہٰذا اگر کوئی مذکورہ الفاظ کا استعمال کرے گا تو مجوسیوں سے مشابہت پیدا ہوگی۔ اور یہ تصور پیدا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ صرف خالق خیر ہے۔ اس نام میں ذات باری کے اعتبار سے نقص ہے اور ''الحاد فی الاسماء'' کے تحت آ جانے کی وجہ سے اس پر ناجائز کا حکم لگے گا۔''

تتمہ اوّل ''خدا'' میں بڑی تفصیل سے لغات/فرہنگ فارسی کے حوالے سے ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ خدا، ایزد، یزدان، خداوند، داور، دادر وغیرہ مجوسیت میں ایک ہی ذات کے نام ہیں۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اس ذات کا نام خدا تو اللہ تعالیٰ کے لئے جائز ہے۔ اور اس کا دفاع شد و مد کے ساتھ جائز ہے مگر اس کے دوسرے ناموں کا استعمال الحاد کے تحت آئے گا۔ کیا یہ دلیل عقل و فہم کو مطمئن کرے گی اور اس پر پوری اترے گی؟

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے!!

Marfat.com

باب......2

باری تعالیٰ کو "اللہ" کہنے کی افضلیت پر اتفاق

کتاب "اللہ ربّ العالمین، خدایا گوڈ" میں ہم نے اس حوالے سے دلائل دیئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کہنا چاہیے اور اس وحدہ لاشریک خالق و مالک کائنات کو، جس کا کوئی مثل نہیں ہے، خدا یا God یا کسی ایسے نام سے نہیں پکارا جانا چاہیے جو ثنویت، تثلیث یا پھر کثرت معبود کی علامت ہو۔

اس حصہ میں ان علماء کرام، ائمہ کرام اور مفتیانِ عظام کی رائے جمع کی گئی ہیں جو اس بات کا جواز پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا جائز ہے اور اس کا دفاع کرتے ہیں مگر یہ بات دل خوش کن اور بہت تقویت آمیز ہے کہ ان مفتی حضرات و دفاع کنندگان کا بھی بالآخر اس پر اتفاق ہے کہ:

1...... جمہور علماء (اکثریت) کی رائے میں اسماء اللہ تعالیٰ توقیفی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو انہی ناموں سے موسوم کرنا چاہیے۔

2...... لفظ "خدا" کے بجائے لفظ "اللہ" کو اپنی تحریرات، تقریرات اور گفتار میں استعمال کرنا افضل ہے۔

3...... یہ کہیں بھی ثابت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں سے کسی نے بھی اللہ تعالیٰ کو خدا کے نام سے کبھی بھی پکارا ہو۔

4...... البتہ ان حضرات کا اصرار یہ ہے کہ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا جائز ہے۔

اب ہمارے خیال میں یہ ہی ایک نکتہ بحث طلب رہ جاتا ہے جس پر اگلے صفحات (حصہ دوم) میں روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے تاہم اتنا ضرور عرض کریں گے کہ "لفظ اللہ عزوجل کو استعمال کرنا افضل ہے، فتاویٰ کا حصہ ہے۔ لہٰذا مفتی صاحبان اور مضمون نگار حضرات کا اب یہ فریضہ بن جاتا ہے کہ اس فتوے کی تائید و توثیق و تعمیل کرتے ہوئے ہم سب افضل اور بہتر پر عمل کریں اور اللہ تعالیٰ کو "اللہ تعالیٰ" ہی کہیں۔

Marfat.com

باب......3

اپنی فانی ذات کے لیے ساری زندگی افضل کی تلاش
اللہ تعالیٰ کے لیے غیر افضل وکمتر نام کا دفاع

ہم اپنی فانی ذات کے لئے پیدائش سے لے کر موت تک افضل اور بہتر کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ پیدائش ہو تو بہتر اور افضل ہسپتال میں، تربیت وتعلیم افضل اولیٰ اور بہتر ہو۔ شادی بہتر اور افضل گھرانے میں ہو، مکان افضل اور بہتر علاقے میں ہو، گھر کی آسائشیں افضل ہوں، ملازمت ہو تو بہتر مدرسے اور دفتر میں ہو۔ شعبہ زندگی افضل اور بہتر ہو۔ لباس دوسروں سے افضل ہو۔ خوراک بہترین ہو۔ گھر کی دیگر آسائش دیگر افراد سے بہتر ہو، ذاتی عمل اور کردار دوسروں سے افضل ہو۔ سفر بہتر کلاس میں ہو۔ اور مرنے کے بعد تدفین کے لئے بہتر قبرستان اور جگہ ملے۔ اور جنت کے لئے دعا بھی افضل ترین جنت (فردوس) کے لئے ہو۔ اپنی ذات کے لئے پیدائش تا موت اور بعد الموت گویا ہر لمحہ افضل اور بہتر کی تلاش، مگر:

یہ مانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کہنا افضل اور بہتر ہے، ساری زندگی اسی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں اور طاقت اور لیاقت کو اس بات پر صرف کریں کہ اس بے مثل ذات کو جو اس کائنات کی سب سے زیادہ مقدس ہستی ہے، جو اس کا خالق و مالک ہے، جو مکمل بے عیب ہے، ہر طرح سے پاک ہے، اس جیسا کوئی نہیں، اس کے لیے ایسے نام کا دفاع کریں جو خود آپ کے الفاظ میں:

1......افضل نہیں ہے

2......بہتر و اولیٰ نہیں ہے۔

(اور میری تحقیق کے مطابق بے عیب بھی نہیں ہے تفصیلات کے لیے دیکھیے باب 18)

Marfat.com

کیا اپنی فانی ذات کے لئے ہر چیز میں بہتر اور افضل کی تلاش اور بے عیب اور غیر فانی ذات کے لئے بہتر اور افضل اسمائے حسنیٰ سے کم تر نام کا دفاع کرنا ہمیں زیب دیتا ہے۔ کیا یہ سب کچھ کرتے ہوئے ہم نے قرآن کریم کی اس آیت پر غور کیا ہے:

﴿وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ﴾

"ان لوگوں نے اللہ کی قدر جیسی کرنی چاہیے تھی نہ کی۔"[1]

کیا یہ اللہ تعالیٰ ہمارے خالق و مالک کل کا حق نہیں ہے کہ اس کے لئے ہم وہ کام کریں جو افضل ترین ہے اور اس کی ابتداء ہم اس کے افضل ترین نام سے کریں جس سے خود اس نے اپنے آپ کو قرآن کریم میں 2699 مرتبہ پکارا ہے اور جس نام کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بسم اللہ خیر الاسماء......الخ

"اللہ کے نام سے جو سب ناموں سے اچھا نام ہے۔"[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سب کچھ جانتے ہوئے کہ یہودی اپنے معبود کو یہوا Yahwa کے نام سے پکارتے ہیں۔ عیسائی Deus اور Theos کہتے ہیں، مجوسی یزدا اور خدا کہتے ہیں، مشرکان عرب سینکڑوں بتوں کو کس کس نام سے پکارتے ہیں۔ چونکہ قرآن کریم آپ ﷺ پر وحی جلی کے ذریعہ نازل ہوا اور وحی خفی سے بھی آپ کے علم میں وہ نام بھی تھے جن کا آپ نے اظہار بھی کیا، تعلیم بھی دی اور ایک بڑے عرب عالم کے بقول صرف قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ذاتی و صفاتی اسماء کی تعداد 10026 ہے، اور قرآن کریم کے ہر صفحہ پر 20 مرتبہ دہرایا گیا ہے/لکھا

1......(سورۃ الانعام آیت 91)

2......مستدرک حاکم، کتاب الصلوٰۃ حدیث 980۔ بیہقی۔ السنن الکبریٰ، کتاب الصلوٰۃ حدیث 2896۔

Marfat.com

ہوا ہے۔[1]

یہ سب کچھ جانتے ہوئے اس سب کا ظاہر و باطن علم رکھتے ہوئے اگر آپ یہ فرمائیں کہ:

بسم اللّٰہ خیر الاسماء......الخ

"اللّٰہ کے نام سے جو سب ناموں سے اچھا ہے۔"

تو کیا ہمیں ایسے عیب دار نام کا استعمال کرنا چاہیے جو اللّٰہ تعالیٰ کے علاوہ اس کی مخلوق کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جو ایک زمانے میں ایران کے بادشاہ کے لئے بھی بولا جاتا تھا۔[2] جو نام گزشتہ کم از کم 3/4 ہزار سال سے ثنویت کی علامت کے لئے بولا جاتا ہے، جو اس مذہب کے معبود کا نام ہے جو دو خداؤں پر ایمان رکھتا ہے۔ ایک خیر کا خدا اور دوسرا شر کا خدا۔

کیا کبھی ہم نے سوچا کہ قرآن کریم کے اس لافانی حکم اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کا یہ ہی مطلب ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ اپنے آپ کو قرآن کریم میں 2699 مرتبہ اللّٰہ کہے، اور رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ساری زندگی اللّٰہ تعالیٰ کو اللّٰہ تعالیٰ ہی کہیں اور حکم بھی صادر فرمادیں کہ: **بسم اللّٰہ خیر الاسماء......الخ**

پھر بھی ہم اس ذات بے مثال کے لیے ایسے نام کا دفاع کریں جو اس کے شایان شان نہیں۔ جو انسانوں کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ آخر اس کی ضرورت کیا ہے۔ مجبوری کیا ہے۔ مشکل کیا ہے۔ ہاں برصغیر کے مسلمانوں کے علاوہ تمام مسلمان اس نام خدا سے بے شک نا آشنا ہیں:

...... ہے اس دنیا میں کوئی بھی ایسا مسلمان جو اپنی زبان سے اللّٰہ تعالیٰ نہ کہہ سکتا ہو۔

...... ہے کوئی غیر مسلم جو یہ نہ جانتا ہو کہ اسلام/مسلمانوں کے معبود کا نام اللّٰہ ہے۔ اگر

1...... Belief in Allah Umar, S. Al Ashqar-Page111

2...... لغت نامہ دھخدا، جلد 8، صفحہ 561۔

Marfat.com

ایسا نہیں ہے اور یقیناً ایسا نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو خدا کہنے کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے۔ یہ قرآن کریم جس کا آپ مسلمانوں کے لیے ترجمہ کرتے ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کا ترجمہ خدا کیوں کرتے ہیں۔ کس مسلمان کو اللہ کا نام سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا وہ اللہ کا نام سن کر اور پڑھ کر نہیں سمجھ پاتا ہے کس ذات اقدس کا نام ہے۔ کیا نسل درنسل مسلمان کو نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا معبود ہے اور اس کو سمجھنے کے لیے اس کو کسی ترجمے کی ضرورت ہے۔

آخر میں فقہ حنفی کے مشہور امام عبداللہ بن الحسین الکرخیؒ (م 340ھ) کے ایک اصول کا اقتباس پیش خدمت ہے، اس کی روشنی میں آپ مذکورہ صدر فتاویٰ پر غور فرمایئے:

''جو پوچھنے والا کوئی سوال کرے تو مسئول (مفتی وغیرہ) کے لیے ضروری ہے کہ وہ مطلقاً اور عمومی انداز میں جواب نہ دے بلکہ اس میں غور وفکر کرے کہ آیا وہ ایک ہی قسم کا سوال ہے یا وہ دو قسموں یا بہت سے اقسام میں بٹ جاتا ہے پھر وہ ہر قسم پر حرف بحرف غور کرے اور اس کے بعد وہ اس سوال کی مناسبت سے اپنا جواب دے۔ اور اس قاعدے کے فوائد بے شمار ہیں۔''[1]

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَا وَجَدۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ نے نازل فرمائی ہے اس کی پیروی کرو۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اسی کی پیروی کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا''۔ (سورۃ لقمان 31: آیت 21)

1...... تفصیل کے لیے دیکھیے اُصول الکرخی، ترجمہ عبدالرحیم اشرف بلوچ، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد 1402ھ۔ صفحہ 27۔

Marfat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

افضل ترین ذکر ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' اور افضل ترین دعا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' ہے۔

(ترمذی، کتاب الدعاء، حدیث ۳۳۸۳، ابن ماجہ، الادب، حدیث ۳۸۰۰، راوی: جابر بن عبداللہؓ)

خطاط: کامل البابا، لبنان

غور فرمایئے! یہ ثواب اللہ کہنے پر ہے خدا کہنے پر نہیں۔

Marfat.com

حصّہ دوم

ہماری گزارشات

Marfat.com

باب	فہرست ابواب حصہ دوم	صفحہ نمبر
	دوسرے حصہ کا ابتدائیہ	69
1	اللہ تعالیٰ کے لیے خدا کا لفظ کب سے مستعمل ہوا۔	71
2	کیا خدا فارسی کا لفظ ہے۔	78
3	کلمہ طیبہ میں "لا الٰہ" کا مطلب کیا؟ دورِ صحابہ کرامؓ اور تابعین، ائمہ اربعہ اور محدثین میں لفظ خدا کا استعمال۔	81
4	ہندوستان (برصغیر) میں مسلمانوں کی آمد۔	90
5	ابتدائی اسلامی معاشرے میں ترویج تعلیم اور برصغیر میں دینی تعلیم کی تاریخ ونصاب	96
6	ہندوستان (برصغیر) میں دینی تعلیم۔	100
7	ہندوستان (برصغیر) میں دینی مدارس کا نصاب تعلیم اور کتب احادیث کی آمد۔	105
8	اجماع کی شرعی حیثیت اور اس کا طریقہ کار۔	108
9	امام ابوحنیفہؒ کا اجماع/اجتہاد/ قیاس کا طریقہ کار۔	112
10	لفظ خدا پر اجماع کب، اور کہاں ہوا، یا کبھی نہیں ہوا۔	120
11	خلاصہ بحث۔ کوئی اجماع نہیں ہوا۔ ایک عادت جڑ پکڑ گئی جسے اب اجماع کہا جا رہا ہے۔	130
12	حامیان لفظ خدا کے باہم اختلافات وتضادات۔	138
13	حامیان لفظ خدا کے اجتماعی تضادات۔	160
14	جس نام سے پکارو اللہ کے سب نام اچھے ہیں؟	171
15	لفظ خدا/God کے حامیوں کے نظریات اور ان سے اختلاف رکھتی احادیث وقرآنی آیات	183
16	تو، تیرا، تیری، تجھے اور آپ، کیسی احتیاط، کتنی بے احتیاطی۔	194
17	مجوسیوں کی ہر چیز مکروہ، حرام اور ناجائز! مجوسیوں کے معبود کا نام خدا کس طرح جائز؟	196
18	کیا اللہ تعالیٰ کی بے عیب ذات کو ایک عیب دار نام دیا جا سکتا ہے؟ کیا لفظ خدا اور دیگر معبودوں کے ناموں کو اسماء الحسنٰی قرار دیا جا سکتا ہے؟	202
19	اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول۔ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول (ﷺ) کا۔	212
20	فردوہ الی اللہ والرسول۔ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف رجوع کرو۔	217
21	محمڈن/محمڈنزم/خدا/اللہ تعالیٰ......کیا علماء حضرات یہ کر سکتے ہیں؟	221
22	علماء کرام ومفتیان عظام سے ایک مؤدبانہ گزارش۔	225
23	اللہ اسم اعظم۔	235
24	عالم، مفتی، خطیب اور مساجد کے امام صاحبان! تقاضاء عشق ومحبت رسولؐ کیا ہے؟	237
	حصہ دوم کا اختتامیہ	245
	تتمہ اوّل "خدا"۔	247
	تتمہ دوم "محدثین عظام اور خدا"۔	255
	کتابیات	262

Marfat.com

دوسرے حصّہ کا ابتدائیہ

اس کتاب کے پہلے حصہ میں ہم نے علماء و مفتی حضرات کا اس موضوع پر نکتۂ نظر پیش کیا ہے جس میں اِن حضرات کا فرمانا ہے کہ:

1......خدا فارسی کا لفظ ہے۔

2......جمہور علماء کی رائے میں اسماء اللہ عزوجل توقیفی ہیں مگر علماء کا ایک طبقہ ان کو اصطلاحی مانتا ہے (جن میں اجتہاد ہوسکتا ہے)۔

3......چونکہ اس پر اجماع امت ہو چکا ہے لہٰذا (ان کے مطابق) نہ صرف خدا کہا جاسکتا ہے بلکہ ہر مذہب اور زبان کا وہ لفظ جو وہ اپنے معبود کے لیے استعمال کرتے ہیں ان سب کو اختیار کیا جاسکتا ہے اور وہ جائز ہوگا۔

اس دوسرے حصہ میں ہم کوشش کریں گے کہ آپ تک مندرجہ بالا نکات پر اپنے خیالات پہنچا سکیں۔

مگر اس کے لیے اوّل چند نکات و معاملات کا پس منظر پیش کریں گے تا کہ اپنی بات آپ تک بآسانی پہنچا سکیں۔

لفظ خدا کا اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال خراسان/ فارس، افغانستان اور ہندوستان میں ہوا، اس لیے ہمیں خاص طور پر اس دور کے ہندوستان کے سیاسی و دینی حالات کا جائزہ لینا ہوگا تا کہ یہ معلوم ہوسکے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ خدا کا استعمال ایک شرعی ضرورت تھی یا ایک شاہی مصلحت و مجبوری اور کیا اس ایک ضرورت، روایت اور عادت کو جو فارسی قومیت اور زبان کے احیاء کے انقلاب کا نتیجہ تھی بعد میں اجماع کا نام دے دیا گیا۔ یا کیا کوئی باقاعدہ اجماع امت ہوا، جس میں مجتہدین کرام نے غور وخوض کے بعد، تمام نکات اور اس خاص نام خدا کے نقائص کو پیش نظر رکھ کر قادر مطلق اللہ وحدہ

Marfat.com

لاشریک کے لیے استعمال کر کے اجماع کی شکل دی ہو اور اس کی شرعی دلیل کیا تھی۔ یہ اجماع سکوتی تھا یا شاہی خوف کی وجہ سے خاموشی کو اجماع سمجھ لیا گیا۔ وہ کیا حالات تھے، ان کا پس منظر کیا تھا، ان سب پر اس حصہ میں اظہار خیال کیا گیا ہے۔

ایک مرتبہ پھر عرض کریں گے کہ ہمارا مقصد صرف اور صرف تاریخی حقائق وحالات کو سامنے لانا ہے اس سے کسی کی ذات یا اعتقادات کو نشانہ بنانا نہیں اور نہ ہی خواباً کوئی فتویٰ جاری کرنا ہے چونکہ نہ ہم عالم ہیں نہ مفتی، نہ محدث نہ مفسر، نہ کسی مدرسے سے فارغ التحصیل نہ سند یافتہ، اور ہمیں ان سب کا برملا اعتراف واقرار ہے۔ اگر کسی بھی صاحب کو بالواسطہ یا بلاواسطہ زحمت ہوئی ہو تو اس کے لیے تہہ دل سے معذرت خواہ ہیں۔

ہم تو صرف ایک طالبِ علم وحق ہیں، اور یہ تحریر بھی حق کی تلاش میں ہے۔ ہم تو صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق قرآن پر غور کر رہے ہیں، اہلِ سنت کی حیثیت سے سنت رسول ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کر رہے ہیں، صحابہؓ، تابعین اور ائمہ اربعہ کی تقلید کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ نہ کوئی مدعا ہے نہ کوئی فائدہ مقصود ہے۔ ہم یہ کام فی سبیل اللہ کر رہے ہیں اور اجر کی اُمید صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ثابت قدم رکھے، آمین۔

﴿اللھم اھدنا الصراط المستقیم﴾

یا اللہ تعالیٰ! ہمیں سیدھا راستہ دکھائیے۔

Marfat.com

باب......1

اللہ تعالیٰ کے لیے خدا کا لفظ کب سے مستعمل ہوا

مفتی حضرات وعلماء کرام کی اور ہماری معلومات کی حد تک یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ:

1......"رسول اللہ ﷺ نے کسی نو مسلم، عیسائی، یہودی، مجوسی کو اللہ وحدہ لاشریک کو اپنے پرانے معبودوں کے نام سے پکارنے کی اجازت نہیں دی جبکہ" آپ کی حیات مبارکہ میں آدھے سے زیادہ جزیرہ نما عرب اور 5 لاکھ سے زیادہ لوگ مسلمان ہو چکے تھے"۔[1]

2......خلافتِ راشدہ کے زمانے میں اسلام اسپین سے لیکر ماوراء النہر تک پہنچ چکا تھا۔ سینکڑوں مذاہب وعقائد کے ماننے والے لوگ ہزاروں کی تعداد میں ہر روز دائرہ حق میں داخل ہو رہے تھے۔ اور پوری مملکت اسلامیہ میں ہزاروں صحابہؓ[2] اور تابعینؒ پھیلے ہوئے تھے، یہ نومسلم عربی سے بالکل بے بہرہ تھے، تب بھی ان حضرات نے ان کو سمجھانے کے لیے بھی یہ اجازت نہیں دی کہ وہ اللہ وحدہٗ لاشریک کو اپنے پرانے معبودوں کے نام سے پکاریں یا اس کی تشبیہ دیں۔

3......تابعین وتبع تابعین اور ائمہ اربعہ امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کے دور میں بھی یہ اجازت نہیں ملی۔

4......تیسری صدی ہجری میں جب محدثین کرام نے تقریباً ساری اسلامی مملکت میں

1......کتاب السرد والفرد۔ القزوینی، ترجمہ اور Introducation ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ، پاکستان ھجرہ کاؤنسل/اسلام آباد 1991ء صفحہ 2۔

2......صرف جنگ یرموک میں شریک صحابہ کی تعداد 1000 سے زائد تھی، جس میں 100 بدری صحابہ تھے۔ البدایہ والنہایہ (اردو ترجمہ) تاریخ ابن کثیر ترجمہ مولانا اختر فتحپوری، نفیس اکیڈمی کراچی، 1989ء جلد 7 صفحہ 44۔

Marfat.com

سفر کر کے احادیث جمع کیں، تو بھی ان کو کوئی ایسی حدیث نہیں ملی، حتیٰ کہ موضوع حدیث بھی نہیں ملی، جو اللہ تعالیٰ کو ان باطل معبودوں کے نام سے پکارنے کا جواز مہیا کرتی، جن کو تیاگ کر اور باطل مان کر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو معبود برحق مان کر مسلمان ہوئے تھے۔ (دیکھیے تتمہ دوم)

اور یہ اجازت ہمارے خیال میں مل بھی نہیں سکتی تھی۔ چونکہ صحابہ کرامؓ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف اجازت نہیں دی بلکہ یہاں تک فرمایا کہ "بسم اللہ خیر الاسماء" (اللہ تعالیٰ کے نام سے جو سب ناموں سے اچھا نام ہے۔)[1]

پھر اس صحیح حدیث کے راوی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود خلیفہ رہے۔ جب اسلام چار سو پھیل رہا تھا، ہر روز حکومت کی بڑھتی ہوئی سرحدیں اور نو مسلموں کی آمد، نئے نئے مسائل پیدا کر رہی تھیں، اور ان کے حل کے لیے صحابہ کرامؓ اجماع کرتے ہوئے ان کا شرعی حل ڈھونڈتے تھے اور اسی وجہ سے کتب فقہ و دیگر میں ملتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں 44 اولیات کیں۔[2] مگر چونکہ آپ حدیث رسول اللہ ﷺ سے آگاہ تھے کہ بسم اللہ خیر الاسماء اس لیے آپ نے اس بات کی اجازت ہی نہیں دی کہ اللہ تعالیٰ کو کسی باطل معبود/ پرانے معبود کے نام سے پکارا جائے۔

گویا چوتھی صدی تک نہ تو کسی مسلمان یا نو مسلم کی ہمت ہوئی کہ وہ اجازت مانگے اور نہ ہی کسی حاکم، قاضی، فقیہہ، محدث، مفسر کی غیرت ایمانی نے حوصلہ دیا کہ وہ یہ اجازت دے کہ مسلمان اپنے معبود حقیقی کو اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی اور پرانے

1...... مستدرک حاکم و بیہقی۔ صحیح حدیث۔

2...... تفصیل کے لیے دیکھیے تاریخ کے بکھرے موتی، مولانا محمد اصغر کرنانوی، زمزم پبلشرز، کراچی 2008ء صفحہ 211-212 بحوالہ تاریخ طبری، تاریخ الخلفاء اور سیرۃ عمرؓ، از امام ابن جوزی۔

Marfat.com

معبود کے نام سے پکارے۔

تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے خدا کے نام کا استعمال کس طرح شروع ہوا اور اس کے اسباب کیا تھے؟ اس کی تفصیل ہم اپنی پہلی کتاب میں بیان کر چکے ہیں، مختصراً یہ کہ جب خلافت عباسیہ فارسی اور ترک امراء کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے کمزور پڑ گئی اور ہر طرف طوائف الملوکی پھیل گئی، مملکت پر خلیفہ کی اور دین پر علماء حق کی گرفت کمزور پڑ گئی اور فارس، خراسان کی سیاست میں مقامی خاندانوں خصوصاً ساسانیوں، سامانیوں اور ترکوں کی گرفت مضبوط ہوگئی۔ علماء سوء درباروں تک رسائی پا گئے، حکمرانوں کو من مانے توثیقی فتوے اور وارثان محراب ومنبر کو من وسلویٰ مل گیا، تب فارس میں کئی ایک ریاستیں وجود میں آ گئیں تو ان نئے حکمرانوں نے جن میں پرانے سامانیوں کے ساتھ اب ترک بھی شامل ہوگئے تھے، دبی ہوئی ایرانی قومیت، فارسی زبان کے احیاء اور اپنی حکومتوں کو مستحکم کرنے کے لیے ان دونوں ہتھیاروں کو خوب استعمال کیا۔ نتیجتاً عربوں اور عربی کو فارس بدر کر دیا گیا، اور اسی زمانے میں ساسانی نسل کے نئے وارثین وحکمرانوں کی ایماپر ''شاہنامہ'' اوّل دقیقی نے شروع کیا اور اس کی تکمیل فردوسی نے کی (اس کی اپنی تمنا بھی یہی تھی) اور اس میں اس نے دانستہ اللہ تعالیٰ کے لیے خدا کا لفظ استعمال کیا۔ تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے اور آج بھی یہ بات صحیح ہے کہ قومیت کے ریلے کے آگے مذہب ودین بھی مضبوط باڑھ نہیں باندھ سکتے۔ [1]

1......دقیقی کے متعلق ہمارا اردو اور ہندی فارسی تاریخی لٹریچر خاموش ہے اور ہمیں کوئی نہیں بتاتا کہ وہ علانیہ کہا کرتا تھا کہ ''دنیا کی تمام چیزوں میں اس کو سب سے زیادہ تین چیزیں (باتیں) پسند ہیں: شراب، محبوبہ کے لب اور زرتشتی مذہب کی تعلیمات۔'' Mussulman Culture, V.V.Bartold. Translation from Russian to English. by Shahid Suharwardy. Oxford, Karachi, 2009, Page 46-

Marfat.com

اس ریلے میں مذہب وتہذیب یا توپسپا ہو جاتے ہیں یا پھر اس ریلے کے ساتھ بہہ جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے فارس میں بھی ایسا ہی ہوا۔ اب کلمہ حق کہنے والوں کی تعداد گھٹتی گئی اور علماء سوء درباری جی حضوریوں میں اضافہ ہوتا گیا، عقائد وایمان نے عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح حالات سے سمجھوتا کرلیا اور ان تمام نئی بدعات وخرافات کے لیے نئے نئے جواز پیدا کیے گئے۔ سیاسی حالات کیا تھے، حکمران کتنے مطلق العنان، ظالم وجابر اور بے عمل مسلمان تھے، رعایا کتنی مجبور اور بے بس تھی، تاریخی کتب ان تفصیلات سے بھری پڑی ہیں، یہاں ہم صرف ایک اقتباس پر اکتفا کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیے:

''غرض یہ کہ خلفاء راشدین کے عہد سعادت کے اختتام کے ساتھ ہی ایک طرح سے تفریق دین وسیاست واقع ہوگئی، اموی اور عباسی خلفاء کی سیاست وحکومت اخلاق اور روحانیت کی بنیاد پر قائم نہ رہ سکی'' مولانا سید ابوالحسن ندویؒ کے الفاظ میں:

''مسلمانوں کی زندگی کا نشوونما غیر متوازن ہوگیا، مملکت کی حدود وسیع ہوگئیں، سلطنت کا رقبہ بڑھ گیا، بیت المال (جو اب خزانہ شاہی تھا) پہلے سے زیادہ معمور ہوگیا، دارالسلطنت میں بڑی شاندار اور نوادر روزگار عمارتیں تعمیر ہوگئیں، پرشکوہ مسجدیں، شاندار خانقاہیں اور وسیع مدارس بن گئے، تمدن انتہائی ترقی کر گیا، فنون لطیفہ اور علوم کو بے حد فروغ ہوا، یہ سب کچھ ہوا مگر اسلام کا اخلاقی اور دینی آئیڈیل ختم ہوگیا، اس آسمانی نظام تمدن وسیاست کی جگہ جس کا قائم کرنا رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے تھا، بازنطینی، رومی اور ایرانی نظام حکومت نے لے لی، مذہب ونمائندگان مذہب کا اقتدار ختم ہو جانے سے ایک معزول بادشاہ کی طرح مذہب کا عملی زندگی اور سوسائٹی پر کوئی اثر نہیں رہا اور اس کو اپنی جگہ زندگی کی کشمکش سے ہٹ کر پرامن مسجدوں اور سنسان خانقاہوں میں ڈھونڈنی پڑی، دربار سے باہر علمائے ربانی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض انجام دیتے تھے اور ہمیشہ حکومت وقت کے

Marfat.com

غیر دینی رجحانات کا مقابلہ خارق عادت استقامت اور ثابت قدمی سے کرتے تھے لیکن یہ انفرادی کوششیں تھیں اور غیر دینی حکومت کے جو برے اثرات سوسائٹی پر پڑ رہے تھے، ان کو روک نہیں سکتی تھیں۔"[1]

انہی حالات میں جب خراسان کا بگڑا ہوا اسلام[2] ہندوستان میں آیا تو اس میں فاتحین ہند کی سیاسی مصلحتیں اور دین سے دوری نے مزید خرابیاں پیدا کر دیں، فارسی چونکہ حکمرانوں کی زبان تھی جس میں اب اللہ تعالیٰ کے لیے خدا کا لفظ عام استعمال میں تھا، اس لیے اوّل تو علماء حق خال خال تھے اور شاید خوف سے خاموش تھے، دوسرے علماء سوء حامل و عاملِ دربار تھے، علم دین کا فقدان تھا، اس لیے کوئی بھی شخص یہ کہنے کی جرأت نہ کرسکا کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کہنا چاہیے اور یہ کہ خدا کہنا کسی بھی طرح جائز نہیں اور یہ کہ سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہے، عمل صحابہؓ اور تابعین و تبع تابعین وائمہ اربعہ کے خلاف ہے۔

یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ نئے مفتوحہ علاقوں میں شام، عراق اور مصر ہزاروں سال پرانی تہذیب اور مختلف مذاہب کے پیروکار تھے، ان کی زبانیں عربی سے مختلف تھیں، اسکندریہ، دمشق، شام اور فلسطین یہودیت اور عیسائیت کے منبع اور مرکز تھے۔ مگر جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو سب کچھ چھوڑ کر اسلام، اس کی تہذیب اور عربی زبان بخوشی قبول کی اور پھر اپنی پرانی تہذیب اور زبان کے احیاء کی کبھی کوشش نہیں کی۔ اور آج بھی جب مذہب کا اثر گزشتہ صدی میں کمزور پڑا تب بھی وہاں عربی قومیت کا غلبہ زیادہ ہے۔ الحمدللہ گزشتہ چند دہائیوں سے اسلامی اثر

1...... ماہنامہ معارف، اعظم گڑھ، مئی 2009 صفحہ 356 اور 347 (نوٹ نمبر 30 حوالہ جات) مضمون "اسلامی ریاست، ایک تاریخی جائزہ، محمد ارشد، مدیر اردو دائرہ معارف اسلامی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

2...... یاد رہے کہ اسوقت ایران کی اکثریت سُنّی تھی۔

Marfat.com

غالب ہو رہا ہے۔

جو صاحبان یہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خدا کہا جا سکتا ہے ان سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ وہ یہ تو بتائیں کہ یہ اجماع کب اور کہاں ہوا، اس کی ضرورت کیوں پیش آئی، وہ کون کون سے معتبر علماء و مجتہدین حق تھے جنہوں نے اس مسئلہ پر اجماع کیا، اسوقت جب اللہ تعالیٰ کے لیے فردوسی نے خدا کا لفظ استعمال کیا اور زرتشتی بادشاہوں اور پہلوانوں، سورماؤں کی شان میں شاہنامہ (جسکا مطلب خدانامہ ہے)[1] لکھا اور صرف فارسی کے الفاظ استعمال کیے تو عوام الناس نے تو اتنی غیرت ایمانی دکھائی کہ ان صاحب کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیا۔[2] کیا ہمیں ایسی کوئی شہادت ملتی ہے جس میں کسی بھی اس وقت کے معتبر عالم/مفتی، مجتہد، محدث اور مفسر نے خدا کے لفظ کے استعمال کو جائز قرار دیا تھا۔ کیا ایسا کوئی حوالہ ہے اور اگر ایسا تھا تو پھر اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں کیوں دفن نہیں ہونے دیا گیا۔

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ ماہرین لغت یہ لکھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے خدا کے لفظ کا فارسی زبان میں استعمال شاہنامہ کے ذریعہ شروع ہوا۔ کیا کسی عالم، مفتی، مجتہد نے اس پر احتجاج کیا۔ یا خاموشی سے اس لفظ کے استعمال کو قبول کر لیا۔ اور پھر بعد میں اس خاموشی یا مصلحتاً قبولیت کو اجماع سکوتی قرار دیکر اس کے استعمال کو جائز قرار دیدیا۔ اور یہ بات سرے سے فراموش کر دی گئی کہ اس مسئلہ پر اجماع (سکوتی) تو خلافت راشدہؓ کے دور میں ہو چکا تھا جبکہ ہزاروں غیر مسلم، ہر روز مسلمان ہو رہے تھے اور ان کو اللہ تعالیٰ ہی کہنے کا حکم تھا اور اس وحدہٗ لاشریک کو کسی بھی باطل معبود کے نام سے پکارنے کی اجازت نہیں تھی۔ یہ اجماع سکوتی تو صحابہؓ سپہ سالاروں/ امیروں/

1.....لغت نامہ دھخدا۔ جلد 37 صفحہ 151۔

2.....فرہنگ فارسی، جلد 2 صفحہ 2010۔

Marfat.com

قاضیوں کے دور میں ہو چکا جب اسلام اسپین سے لیکر ترکستان/ ماوراء النہر سے آگے نکل گیا مگر کسی نو مسلم کو اللہ تعالیٰ کے لیے پرانے معبودوں کے نام کے استعمال کی اجازت نہیں ملی۔ یہ اجماع سکوتی تو تابعین اور تبع تابعین کے دور میں ہو گیا، ائمہ اربعہ امام اعظم، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے دور میں ہو گیا۔ محدثین کرام کے دور میں تیسری اور چوتھی صدی میں ہو گیا۔ اب اللہ تعالیٰ کے اسم ذات کا ترجمہ خدا کرنے کی ضرورت کیوں؟ کیا نسل در نسل پیدائشی مسلمانوں کو سمجھانے کے لیے یہ ترجمہ ضروری تھا اور کیا اس پر اجماع ہوا تھا۔

اگر ہاں تو اس اجماع سکوتی کا کیا ہوا جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے دور سے لیکر چار صدیوں تک اس امر کی اجازت نہ ملی کہ اللہ تعالیٰ کو کسی ماضی کے باطل معبود کے نام سے پکارا جا سکتا۔ کیا اس اجماع کے بعد کسی اور اجماع کی ضرورت ہے، کیا یہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کی تعریف میں آتا ہے۔

ایک اور سوال جس کا جواب تلاش کرنا بہت ضروری ہے کہ جن حضرات نے بذریعہ اجماع سکوتی لفظ خدا کو اللہ تعالیٰ کے لیے جائز قرار دیا تو کیا انہوں نے اس بات پر غور کیا اور کیا جواب پایا کہ وہ لفظ جو ایک چھوٹے سے گاؤں کے فانی انسان مکھیہ/ پٹواری دہ خدا[1] کے لئے استعمال ہوا سی لفظ/ نام/ خطاب سے اس تمام کائنات کے خالق و مالک، مکمل بے عیب ذات کو پکاریں۔ ہمیں اس جواب کا انتظار رہے گا۔

1......لغات کشوری صفحہ 199۔

Marfat.com

باب......2

کیا خدا فارسی کا لفظ ہے؟

جو حضرات اللہ وحدہٗ لاشریک کے لیے لفظ خدا کو جائز قرار دیتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ لفظ فارسی کا ہے اور اس کے لیے لغات کشوری کا حوالہ دیتے ہیں۔ بصد احترام عرض کریں گے کہ ہمارے خیال میں یہ نہایت سطحی تحقیق کی علامت ہے، اگر لغات کشوری کہتی ہے کہ یہ لفظ فارسی کا ہے تو ہمیں یہیں نہیں رکنا چاہیے بلکہ فرہنگ فارسی میں دیکھنا چاہیے کہ یہ لفظ وہاں کس زبان سے آیا اور اس زبان میں کس معنٰی میں استعمال ہوتا تھا۔ آیئے اب ہم اس لفظ کی تفصیل میں جاتے ہیں:

لغت نامہ دھخدا جو 50 جہازی سائز کی جلدوں میں ہے اور اس کی 66-1965 کی اشاعت زیر ادارت ڈاکٹر محمد معین (جو کہ خود ماہر لغت اور ''فرہنگ فارسی'' کے مؤلف ہیں. اور جن کے گیارہویں چھاپ 1376ھ ش سے ہم نے حوالے دیے ہیں۔) نے لفظ خدا کی کس طرح تشریح کی ہے؟

ان دونوں لغات نے خدا کو پہلوی زبان کا لفظ کہا ہے۔ اور پہلوی زبان کا دور 400 قبل مسیح سے تقریباً 700 بعد از مسیح کا ہے اور اس کے بولنے والے ساسانی تھے اس زبان کا رسم الخط جدا تھا۔ ان کا مذہب زرتشتی تھا اور ان کے مجوسی مذہب کے معبود کا نام خدا تھا۔ اور یہ مذہب زرتشتی رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت نہ صرف کسریٰ کی عملداری میں (مع یمن) تھا بلکہ خود جزیرہ نما عرب میں بھی اس کے پیروکار موجود تھے، اور جب یمن و عرب مسلمان ہوئے اور کسریٰ کی ساری مملکت اسلامی پرچم تلے آ گئی تو بھی کسی نومسلم مجوسی کو اللہ وحدہ لاشریک کے لیے خدا کہنے کی اجازت نہیں ملی۔ (دیکھیے تتمہ اوّل ''خدا'')

خود مفتی صاحبان کا اعتراف ہے کہ ان کے علم کی حد تک یہ ثابت نہیں کہ لفظ خدا

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی زبان مبارکہ نے کبھی استعمال کیا ہو، جبکہ ایک گرامی قدر صحابی جناب سلمان فارسی، فارسی اور پیدائشی مجوسی تھےاور خود ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے رہنے والے اور فارسی جانتے تھے۔ سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں صحابہ کرام فارس میں بطور فاتح داخل ہوئے، گورنر بنے، قاضی بنے، وہیں پر قیام بھی مستقل فرمایا اور دینی مدارس قائم کیے، لاکھوں تابعین و تبع تابعین پیدا ہوئے اور کوفہ، نیشاپور، اصفہان، رے اور بغداد، علمی ادبی، فقہی مرکز بنے، محدثین کی غالب اکثریت انہی عجمیوں (اور سابق مجوسیوں) کی تھی (دیکھیے تتمہ دوم) یہاں تک کہ خود امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فارسی و مجوسی نژاد تھے، مگر اس پورے تقریباً تین صد سالوں میں ایک بھی ایسی شہادت نہیں ملتی جو یہ ثابت کرے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لیکر چوتھی صدی ہجری تک کسی نے اللہ وحدہٗ لاشریک کے لیے خدا کہنے کی اجازت مانگی ہو یا دی ہو۔ یہ کارنامہ تو فردوسی نے انجام دیا جب اس نے شاہنامہ کو لکھا اس عزم کے ساتھ کہ وہ اس میں عربی زبان کے الفاظ استعمال نہیں کرے گا اور اسی لیے اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے خدا کا لفظ استعمال کیا۔ یہ اس لیے بھی ضروری تھا کہ شاہنامہ میں ساسانی/ مجوسی بادشاہوں اور سورماؤں کے کارنامے (بڑی حد تک ڈرامائی انداز میں) بیان کیے گئے تھے، کیونکہ فردوسی خود مجوسی النسل تھا اور جیسا کہ لغت نامہ دھخدا میں لکھا ہے کہ ''فردوسی مذہب زرتشتی کو بنظر تحسین دیکھتا تھا''۔ [1]

یہ بھی یاد رہے کہ لفظ ''شاہنامہ'' بھی پہلوی کا لفظ ہے اور اس کے معنٰی ہیں ''خدائی نامہ'' یعنی وہ کتاب جس میں شاہوں اور پہلوانوں کی زندگی کے کارنامے بیان ہوں، [2] یہ بھی اس لیے کہ بادشاہِ ایران کو ایران خدا کہا جاتا تھا۔ [3]

1......لغت نامہ، جلد 37 صفحہ 151۔

2......فرہنگ فارسی، ڈاکٹر محمد معین۔ موسسۃ انتشارات امیر کبیر تہران، 1376ھ شمسی چھاپ یازدھم۔ صفحہ 2010۔

3......ایضاً: جلد اوّل، صفحہ 414۔

Marfat.com

مندرجہ بالا حقائق سے یہ ثابت ہوا کہ لفظ خدا ہرگز ہرگز موجودہ فارسی کا لفظ نہیں ہے بلکہ یہ پہلوی اور بعض محققین کے مطابق اوستائی لفظ ہے۔ اور یہ زبانیں زرتشتی مذہب کے پیروکار بشمول حکمران بولا کرتے تھے۔

اس حقیقت کے پیش نظر کہ رسول اللہ ﷺ نے مجوسی بادشاہ کسریٰ کو اسلام لانے اور اللہ وحدہٗ لاشریک کو اپنا معبود ماننے اور آپ ﷺ کو ان کا رسول برحق ماننے کی دعوت دی، اس بات کا مکمل ثبوت ہے کہ مجوسی مذہب اور اس کے معبود باطل تھے، اس لیے ان باطل معبودوں کا نام حق تعالیٰ کے لیے کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ یہی بات اس کتاب میں ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

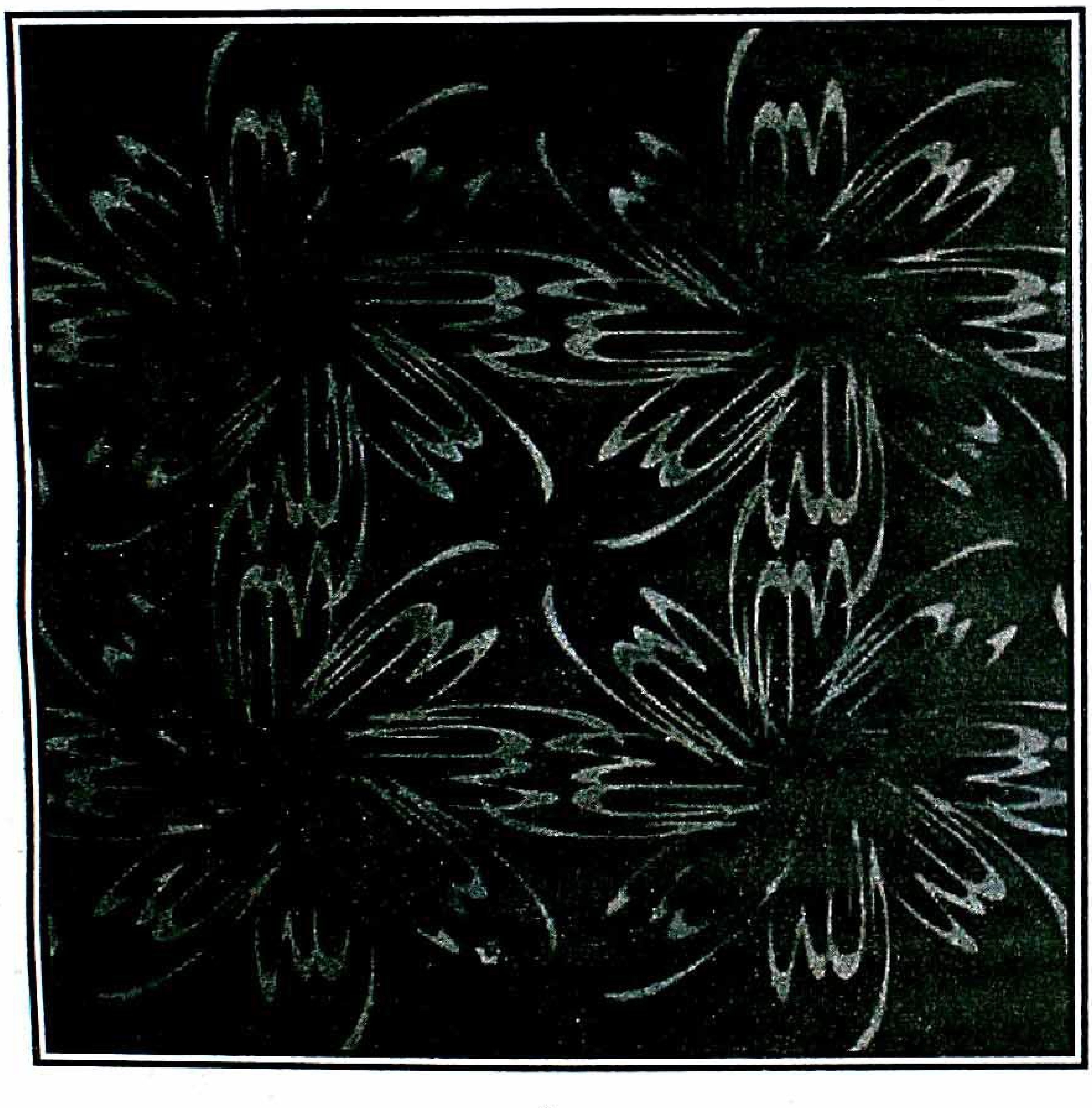

اللہ

Marfat.com

باب......3

کلمہ طیّبہ میں ''لا الہ'' کا مطلب کیا؟

دورِ صحابہ کرامؓ اور تابعین، ائمہ اربعہ اور محدثین میں لفظ خدا کا استعمال

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ بعثت رسول اللہ ﷺ کے وقت خود خطہ عرب میں اس وقت کے بڑے مذاہب یہودیت، نصرانیت، صابیت اور مجوسیت کے ساتھ ساتھ تقریباً ہر قبیلہ کے اپنے معبود تھے اور ان کے اپنے اپنے نام تھے۔[1] اور بحیثیت نبی اور مکی عرب آپ ﷺ ان تمام اسماء سے بخوبی آگاہ تھے اور اس بات کو بھی پہچانتے تھے کہ کسی نئے مذہب میں آنے کے بعد بھی پرانے مذہب کے معبودوں کو اور ان مذہبی رسم وروایات کو تیاگ دینا کتنا مشکل کام ہوتا ہے، پھر بھی آپ کو قبولیت اسلام کے لیے، اسلام میں داخل ہونے کے لیے جو کلمہ عطا کیا گیا وہ میری نظر میں معنی خیز اور پُر از حکمت ہے۔

﴿لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ﴾

''نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔''

چونکہ اسلام کی بنیاد ہی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر تھی اور بعثت نبوی کے وقت ہر طرف صرف باطل پرستی تھی۔ حق کا نام لیوا کوئی نہیں تھا۔ اس لیے ضروری تھا کہ پہلے تمام معبود جن پر باطل کی چھاپ تھی ان سب کی نفی کی جائے اور اس کے بعد اللہ وحدہٗ لاشریک کی وحدانیت کا اقرار اور اسی کے ساتھ اللہ کے رسول کی رسالت کا اقرار ہی

1...... تفصیل کے لیے دیکھیے (الف) اطلس التاریخ العربی الاسلامی، دار الفکر، دمشق 1423 ہجری، صفحہ 29 اور (ب) اہل کتاب صحابہؓ وتابعین مجیب اللہ ندوی، دار المصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، انڈیا۔ 1951ء

Marfat.com

ایمان قرار دیا گیا۔ کسی بھی مذہب کے ماننے والے کو یہ نہیں کہا گیا کہ تم صرف اپنے معبود کی نفی کرو اور اس کو باطل مان کر حق اللہ کو مانو، کسی قبیلے سے یہ نہیں کہا کہ تم پہلے صرف اپنے قبیلے کے بت/معبود کی نفی کرو، کسی عیسائی سے یہ نہیں کہا گیا کہ صرف پہلے تثلیث کی نفی کرو اور اس کو باطل مانو، کسی مجوسی سے نہیں کہا گیا کہ تم صرف پہلے دو خداؤں کے تصور کی نفی کرو، ان کو باطل مانو۔ ہرگز ایسا نہیں کہا گیا بلکہ اس بات کا مطالبہ کیا کہ تم پہلے ہر ہر معبود کا دو ہوں، تین ہوں یا سینکڑوں یا ہزاروں ہوں، آگ کو پوجتے ہوں یا تثلیث کے آگے سر جھکاتے ہوں، پتھر کے معبود ہوں یا لکڑی تانبے، سونے چاندی کے یا تمہارے آباؤ اجداد ہوں ان سب کو پہلے باطل مانو اور ان کی اور ان تمام ناموں کی جن سے یہ پکارے جاتے ہوں، ہر ایک کی بابانگ دہل نفی کرو، ان کو باطل جانو، ان سے برأت کا کھلا اور عملاً اظہار کرو اگر یہ سب کچھ دل سے منظور ہے تو پھر کہو:

الا اللہ، سوائے اللہ کے اور پھر اس کے بعد کہو محمد رسول اللہ۔

اسلام تو مکمل اطاعت کا نام ہے، سورہ بقرہ 2/آیت 208 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً﴾

''اے ایمان والو داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے۔''

مفسرین کرام اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں۔ [1]

''بعض اوقات اس اخلاص میں غلطی سے غلو اور افراط ہو جاتا ہے یعنی قصد تو ہوتا ہے زیادہ اطاعت کا مگر وہ اطاعت بنظر غائر حدِ شریعت وسنت سے متجاوز ہوتی ہے، اس کو بدعت کہتے ہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ وغیرہ جو پہلے علماء یہود سے تھے،

---

1 ......معارف القرآن، مفتی محمد شفیعؒ، جلد 1 صفحہ 498۔

Marfat.com

اور اس مذہب میں ہفتہ کا روز معظم تھا، اور اونٹ کا گوشت حرام تھا، ان صاحبوں کو بعد اسلام کے یہ خیال ہوا کہ شریعت موسویؑ میں ہفتہ کی تعظیم واجب تھی، اور شریعت محمدیہ میں اس کی بے تعظیمی واجب نہیں، اسی طرح شریعت موسویہؑ میں اونٹ کا گوشت کھانا حرام تھا اور شریعت محمدیہ میں اس کا کھانا فرض نہیں، سو اگر ہم بدستور ہفتہ کی تعظیم کرتے رہیں اور اونٹ کا گوشت باوجود حلال اعتقاد رکھنے کے صرف عملاً ترک کردیں تو شریعت موسویہؑ کی بھی رعایت ہو جاوے اور شریعت محمدیہ کے بھی خلاف نہ ہوگا، اور اس میں اللہ تعالیٰ کی زیادہ اطاعت اور دین کی زیادہ رعایت معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خیال کی اصلاح آیت آئندہ میں کسی قدر اہتمام سے فرماتے ہیں، جس کا حاصل یہ ہے کہ اسلام کامل فرض ہے اور اس کا کامل ہونا جب ہے کہ جو امر اسلام میں قابلِ رعایت نہ ہو اس کی رعایت دین ہونے کی حیثیت سے نہ کی جاوے، اور ایسے امر کو دین سمجھنا ایک شیطانی لغزش ہے، اور بہ نسبت ظاہری معاصی کے اس کا عذاب زیادہ سخت ہونے کا خطرہ ہے۔"

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو گئے اگر ہم ان اسماء اللہ عزوجل کو جو قرآن وسنت سے ہمیں ملے، چھوڑ کر ہر مذہب و زبان کے معبودوں کے نام کی بھیک مانگتے پھریں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں کہ شریعت موسیٰ کی دو باتیں مسلمان اسلام کے ساتھ ساتھ اختیار کریں تو کیا اللہ تعالیٰ کو خود اپنے لیے اختیار کردہ دوسرے تمام مذاہب و زبان کے معبودوں کا نام پسند آئے گا۔ وہ ذات اقدس قرآن کریم میں 2699 مرتبہ خود کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام سے جو اسم ذات کامل صفات ہے پکارے اور اس کا رسول یہی نام ساری زندگی خود لے اور دیگر مسلمانوں کو بھی کسی اور نام سے پکارنے کی اجازت نہ دے۔ ہم یہ جانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کہنا افضل ہے، پھر بھی خدا کہیں اور تمام شدومد کے ساتھ یہ

Marfat.com

اصرار وضد خدا ہی کہتے رہیں۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ اسلام کی اولین شرط یہ ہے کہ پہلے ہر باطل معبود کو خواہ کسی نام سے پکارا جائے باطل مانو، اس کی نفی کرو اور پھر اسلام کے وحدہٗ لاشریک معبود اللہ تعالیٰ کو مانو۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا اس دنیا کے تمام معبودوں کو باطل مانتے ہوئے ان کی نفی کردی اور ان سے براءت کا کھلے عام اعلان کردیا تو ان باطل معبودوں کے باطل نام حق تعالیٰ وحدہ لاشریک کے لیے جائز کیسے قرار پائیں گے۔ اب دیکھیے اس دلیل کی تصدیق ہمیں دورِ نبوی سے ملتی ہے۔

1...... رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں یہودی، عیسائی، مجوسی، صابی، مشرکین، بت پرست، مظاہر پرست سب قسم کے لوگ مسلمان ہوئے مگر کسی کو بھی یہ اجازت نہ ملی کہ وہ اللہ وحدہ لاشریک کو اپنے اُس معبود کے نام سے پکارے جس کو وہ باطل مان کر اسلام لایا ہے۔ یہاں تک کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اہل بیت میں تو قبول کرلیا مگر ان کو بھی بطور مجوسی اللہ تعالیٰ کے لیے خدا یا بطور عیسائی Theos کہنے کی اجازت نہ دی۔

2...... رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے 10 سال کے اندر اسلام سارے جزیرہ نمائے عرب، فلسطین اور عراق کے شمالی حصہ تک تیس لاکھ کلومیٹر کے علاقے میں پھیل گیا، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور 35 ھجری تک اس وقت کی دنیا کے تینوں براعظم ایشیا، افریقہ اور یورپ (اسپین کے کچھ حصے) تک پھیل گیا۔[1] اور کسریٰ کی ریاست مکمل طور پر اور قیصر کی آدھی ریاست اسلام کے دائرۂ اختیار میں آ گئی۔ سینکڑوں مذاہب وعقائد کے ماننے والے

---

1 ...... ڈاکٹر حمید اللہ، The Earliest Codification of the Hadith, Kitab Al-Sard wa al-Fard, Pakistan Hijra Council Islamabad, 1411Hijri/1991, Introduction Page.2-

Marfat.com

اسلام میں داخل ہو گئے اور ان علاقوں میں یہ تقریباً مفقود ہو گئے۔ فاتح مسلمانوں نے جس کا اعتراف غیر مسلم بھی کرتے ہیں[1] ان تمام غیر مسلموں کو اپنے اپنے مذہب کے مطابق اپنے معبودوں کی عبادت کی کھلی آزادی دی مگر ان لوگوں کو جو اسلام لے آئے ان کو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے پرانے معبودوں کے نام استعمال کرنے کی اجازت قطعی نہیں دی، یہ ہزاروں سال پرانی تاریخی حقیقت ہے، فاتح قومیں، مفتوحین اور خاص طور پر جن کی نہ صرف ریاستیں گئیں، مذاہب وزبان بھی گئے ہوں، دل جوئی کے لیے اکثر ضروری اور غیر ضروری رعایتیں دیتے ہیں۔ اور مسلمانوں نے بھی یہ سب کچھ کیا مگر پھر بھی مسلمان سپہ سالاروں اور حاکموں نے نومسلم لوگوں کو اللہ وحدہ لاشریک کے لیے اپنے پرانے معبودوں کے نام کے استعمال کی اجازت نہیں دی۔

یہ بات یاد رہے کہ خلافتِ راشدہؓ کے دور تک مسلمان فوجوں کے نہ صرف یہ کہ سپہ سالار صحابہ کرامؓ ہوتے تھے بلکہ نئے مفتوحہ علاقوں کے امیر، گورنر بھی صحابہ کرامؓ ہی ہوتے تھے۔[2] اور نئے علاقے انہی کے زیرنگیں ہوتے تھے۔

صحابہ کرامؓ نئے مفتوحہ علاقوں میں تقریباً ہر جگہ پھیل گئے، ان علاقوں میں بڑے بڑے دینی مدارس کھول لیے تھے۔ قرآن کی تعلیم عام تھی، کوفہ میں صرف عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درس میں ہزاروں طلبہ/ افراد شریک ہوتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ صحابہؓ کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی اور اسلام کے غلبہ کے ساتھ

1...... The Preaching of Islam, by T.W Arnold Aryon Books International, New Delhi, 1998, (First published in 1913) Page No. 102-106 to 112-

2...... نظام حکومت نبویہ اردو ترجمہ التراتیب الاداریۃ، علامہ شیخ عبدالحئی الکتانی ترجمہ حافظ محمد ابراہیم فیضی، فرید بک اسٹال، لاہور 2005ء صفحہ 44 بحوالہ الاصابہ، لابن حجرؒ اور مصنف ابن ابی شیبہ۔

Marfat.com

ہی تابعین کی تعداد تو دس لاکھ سے بھی تجاوز کر گئی ہو گی، ان میں سے بیشتر نومسلم اور غیر عرب تھے جو باطل معبودوں کے ماننے والے تھے اور پورے بلاد اسلامی میں پھیلے ہوئے تھے، مگر کسی بھی کتاب میں یہ شہادت/ثبوت نہیں ملتا کہ ان صاحبان نے خود یا دیگر نومسلموں کے لیے اللہ وحدہ لاشریک کے لیے پرانے معبودوں کے نام استعمال کیے ہوں یا کسی کو انہوں نے اجازت دی ہو۔

یہ بھی یاد رہے کہ نئی اسلامی مملکت کا دو تہائی سے زیادہ علاقہ کسریٰ کی مملکت کا حصہ تھا، مجوسیت سرکاری اور غالب اکثریت کا مذہب تھا، خدا ان کے دو معبودوں کا نام تھا، خدائے خیر اور خدائے شر، اور یہی لوگ مسلمان ہوئے تھے، مگر ان میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کو خدا کے نام سے پکارنے کی اجازت نہ تھی (اس کی شہادت ہم بعد میں پیش کریں گے)۔

ائمہ اربعہ

صحابہؓ اور تابعین کے دور سے گزر کر اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ائمہ اربعہ (جناب امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم) کے دور میں کیا مسلمان اللہ تعالیٰ کو اپنے پرانے معبودوں کے نام سے (جن میں خدا بھی شامل تھا) پکارا کرتے تھے۔ کیا یہ مسئلہ تھا، کیا اس پر کوئی اجماع ہوا، کیا اس پر کوئی فتویٰ جاری ہوا......؟؟

چاروں ائمہ کرام کی رائے ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ یہاں ہم صرف امام ابوحنیفہؒ کے متعلق بات کریں گے اس لیے کہ برصغیر ایشیاء میں اللہ تعالیٰ کو خدا کہنے والے حضرات کی غالب اکثریت حنفی فقہ پر عمل کرتی ہے راقم الحروف خود حنفی ہے اور اسی فقہ پر زندگی میں عمل پیرا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خود ایرانی النسل تھے، ان کے آباء و اجداد مجوسی تھے، گھر

Marfat.com

میں فارسی بھی بولی جاتی ہوگی۔ ان ائمہ اربعہ میں امام ابوحنیفہؒ اپنے فقہ، شانِ اجتہاد واستنباط اور ملکۂ تخریج وتحقیق اور قیاس ورائے میں سب سے یگانہ اور ممتاز تھے، مسلمانوں کی غالب اکثریت انہی کی مقلد ہے۔[1]

آپ کے دور میں اسلامی مملکت کی حدود یورپ میں سرحد فرانس سے شروع ہوکر اسپین سے گزرتی ہوئی افریقہ میں مراکش، لیبیا، مصر اور مشرق وسطیٰ میں شام، عراق، حجاز کو محیط ہوتی ہوئی، ایشیا میں پوری سلطنت کسریٰ اور ترکستان میں سمرقند اور بخارا کے آگے نکل چکی تھی۔ برصغیر میں پنج ندا اور دیبل (سندھ) تک کا علاقہ اس میں شامل تھا۔

اس طرح اسوقت کی ایک تہائی سے زیادہ دنیا اسلامی پرچم تلے آچکی تھی، یہ وہ رقبہ/ حصہ تھا جسے رومن حکومتیں سات صدیوں میں بھی فتح نہ کرسکی تھیں۔ اور یہ سارا کارنامہ ان مسلمان فوجیوں کا ہے جن کی قیادت اکثر صحابی حضراتؓ نے کی اور جن میں بڑی تعداد میں صحابہؓ شریک بھی تھے، اس پورے علاقہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے میں شاگرد آئے اور تعلیم پاکر ساری مسلم ریاست میں پھیل گئے۔[2]

مختصر یہ کہ آپ کی استادی کی حدود خلیفۂ وقت کی حدودِ مملکت کے برابر تھے۔

اس طول وعرض سے جہاں سینکڑوں مذاہب وعقائد کے پیروکار، بت پرست، مظاہر پرست نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تو بے شمار مسائل اٹھے جن کے حل کے لیے ''اطراف وبلاد سے ہر روز سینکڑوں ضروری استفتاء (امام صاحب کی خدمت میں) آتے تھے۔''[3]

1......امام ابوحنیفہ، عہد وحیات، فکر وآراء، محمد ابوزہرہ ترجمہ سید رئیس احمد جعفری، شیخ غلام علی اینڈ سنز، سنِ اشاعت نہیں لکھا، صفحہ 11۔

2......سیرت نعمان، علامہ شبلیؒ، دارالاشاعت، کراچی 1412ھ، صفحہ 44۔

3......ایضاً: صفحہ 148 تا 153۔

Marfat.com

اس تفصیل کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ یہ دیکھا جائے کہ جب ہر طرف اسلام کا غلبہ تھا اور ہر مذہب وعقیدے کے لوگ جو سینکڑوں/ ہزاروں زبانیں بولتے تھے[1] کیا کسی نے بھی ان لاکھوں استفتاء میں کبھی یہ سوال اٹھایا کہ کیا یہ نومسلم اللہ وحدہ لاشریک کو اپنے مذہب/عقیدے کے معبودوں کے نام سے پکار سکتے ہیں۔ کروڑوں کی تعداد میں ان نومسلم حضرات کے ذہن میں یہ سوال اٹھا تو ضرور ہوگا اور امام ابوحنیفہؒ کے حلقہ/ مدرسہ میں اس پر بحث بھی ضرور ہوئی ہوگی مگر چونکہ اس بات کی اجازت نہیں ملی ہوگی اس لیے تبع تابعین کی جو تحریریں آج دستیاب ہیں اس میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ، خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین اور امام ابوحنیفہؒ میں سے کسی نے بھی اس بات کی اجازت دی تھی، اس کا اعتراف خود ایک دار العلوم کے فتوے میں بھی ملتا ہے۔

آیئے آخر میں اب کلمہ ایمان مجمل پڑھتے ہیں:

﴿اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَآئِہٖ وَ صِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ﴾

''میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اُس کے سارے حکموں کو قبول کیا زبان سے اقرار ہے اور دل سے یقین ہے۔''

اب غور فرمایئے ہم کن اسماء پر ایمان لائے۔

1 ...... ان اسماء اللہ عزوجل پر جو قرآن وسنت میں وارد ہوئے اور جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے معلوم تھے یا......

---

1 ...... کیمبرج یونیورسٹی کی ایک اسٹڈی کے مطابق آج بھی 6912 زبانیں دنیا میں بولی جاتی ہیں، حوالہ روزنامہ جنگ کراچی، 21 فروری 2009ء

Marfat.com

2......ان تمام اسماء پر جو ہر مذہب، عقیدے اور زبان میں معبودوں کے لیے مستعمل ہیں اور اگر یہی مقصود ہے تو......

3......حق اور باطل کیا ہے۔

(الف) معبود برحق کا اسمِ ذات اور اس کی صفات کیا ہیں۔

(ب) معبودان باطل کون ہیں، ان کے نام کیا ہیں، اور (قرآن کے مطابق) ان کی طاقت وصفات کیا ہیں۔

اگر ہم ان نکات پر غور کریں تو ہمیں موضوع زیر بحث کو سمجھنے میں بہت آسانی ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اب آخر میں صحیح بخاری اور مسلم کی یہ اہم حدیث بھی پڑھیے اور غور فرمایئے کہ ''معبودان باطلہ'' کون ہیں اور ان کے نام کیا ہیں؟

﴿عن أبي مالك، عن أبيه؛ قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من قال: لا إله إلا الله، وكفر بما يعبد من دون الله، حرم ماله ودمه، وحسابه على الله﴾

ابو مالکؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ معبودانِ باطلہ کا انکار کیا اسکا مال اور خون حرام ہوگیا اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے''۔ [1]

1......بخاری، کتاب الذکاۃ، حدیث 1399 اور مسلم، کتاب الایمان، حدیث 129۔

Marfat.com

باب......4

ہندوستان (برصغیر) میں مسلمانوں کی آمد

ہندوستان میں جس مسلمان سردار نے سب سے پہلے قدم رکھا اور اہل ہندوستان سے معرکہ آرائیاں کیں وہ مہلب بن ابی صفرہ تھا[1] محمد بن قاسمؒ نے پہلی صدی کے آخر میں سندھ میں اسلامی حکومت (اموی خلافت) قائم کی اور ملتان وگجرات کے علاقے فتح کیے جہاں بہت تھوڑی تعداد میں مسلمان پہلے سے موجود تھے۔ یہ حکومت دوسری/تیسری صدی تک قائم رہی لیکن محمود غزنوی نے پانچویں صدی کے آخر میں جب پنجاب اور ملتان کو اپنی حکومت میں شامل کیا تو سندھ سے مسلمانوں کی حکومت اس وقت ختم ہوچکی تھی، ملتان قرامطہ کی تحریک کا مرکز تھا مگر سلطان کی حکومت قائم ہوتے ہی یہ مرکز ختم ہوگیا اور پھر اسلام پنجاب کی طرف سے داخل ہوکر آسام، بنگال اور راس کماری تک سارے ہندوستان میں پھیل گیا۔ دکن اور مالا بار وغیرہ میں بھی اسلام شروع ہی میں پہنچ چکا تھا مگر اس کا دائرہ محدود رہا جب تک شمال کی جانب سے مسلمان فاتحین وہاں تک نہیں پہنچ گئے۔ بنابریں ہم کو تسلیم کرلینا چاہیے کہ اسلام مستقل طور پر ہندوستان میں سلطان محمود غزنوی کے ذریعہ پانچویں صدی ہجری میں داخل ہوا اور افغانستان کے باشندوں نے جو خود بھی سیستان، طبرستان اور اصفہان کے باشندوں کی طرح سازشی نقیبوں اور داعیوں کے مامور، جنگ وپکار کے ہنگاموں میں عرصہ سے مصروف اور اسلام کی حقیقی تعلیمات اور علم دین سے زیادہ تر بے بہرہ تھے، ہندوستان میں اسلام کو شائع کیا (تقریباً) دوسو سال تک

1......تاریخ فرشتہ، ترجمہ عبدالحئی خواجہ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، جلد اوّل صفحہ ۷۹، اس کتاب کا انگریزی ترجمہ، میرے خیال میں زیادہ مستند و مکمل ہے، دیکھیے Mohamedan Power in India, Translation: John Briggs, Sange Meel Publishers, Lahore, 2004-

Marfat.com

اسلام پنجاب کے آگے نہ بڑھ سکا، خاندان غزنوی خانہ جنگی کی وجہ سے پنجاب میں بھی اشاعت اسلام کا کوئی اہتمام نہ کرسکا۔ خود افغانستان کے قبائل میں قرامطہ اور باطنیہ خیالات کی چونکہ خصوصی اہتمام سے اشاعت ہو چکی تھی (اور مجوسی اثرات بھی گہرے اور بااثر تھے) محمود غزنوی کے جانشینوں کا افغانستان والوں کے عقائد و اعمال پر زیادہ اثر نہ پڑسکا (اور نہ ہی) کتاب وسنت کی اشاعت کا خصوصی اہتمام ہوسکا، افغانستان کا غوری خاندان جس نے غزنویوں کو برباد کیا بہت سے ملحدانہ عقائد میں مبتلا تھا اور قرامطہ بحرین عبیدیان مصر کے نشریہ سے بخوبی متاثر تھا، جس کا تاریخی کتابوں میں تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔ [1]

602ء میں ہندوستان کا پہلا مسلمان بادشاہ قطب الدین ایبک لاہور میں تخت نشین ہوا اور اس کے ہمراہیوں میں صرف ایک دو معمولی عالموں کے نام آتے ہیں خواجہ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اولیاء اللہ تعالیٰ ہندوؤں کو مسلمان تو کر رہے تھے لیکن ان کو اسلام سکھانے کا کام جو حکومتی اور علماء کی سطح پر ہونا چاہیے تھا وہ نہ ہوسکا۔

خلافت بغداد کی منگولوں کے ہاتھوں تباہی کے بعد افغانستان، خراسان اور سیستان کے لوگ ہندوستان آنا شروع ہوئے، اپنی خاندانی عظمت اور حشمت کی بنا پر عزتیں، جاگیریں اور فوجی و انتظامی عہدے تو حاصل کر لیے مگر دین کی خدمت کرنے کے اہل نہیں تھے۔ ان میں بڑی اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو حقیقتاً خود باعمل مسلمان نہیں تھے۔

ان سب کا نتیجہ یہ نکلا کہ آٹھویں صدی ہجری کے ابتدائی زمانہ تک ہندوستان کے اسلام کی حیثیت بڑے بڑے شہروں میں بھی زیادہ سے زیادہ وہ ہوگئی جو ساتویں

1...... تفصیل کے لیے دیکھیے: امت محمدیہ زوال پذیر کیوں، اکبر شاہ نجیب آبادی، دارالبلاغ، لاہور، 2006ء صفحہ 139 تا 149۔ اس باب کی ترتیب میں اس کتاب سے بھی مدد لی گئی ہے۔

Marfat.com

صدی کے شروع میں خراسان کے اسلام کی تھی کیونکہ ہندوستان کا اسلام ابھی تک خراسان ہی کے اسلام کا ایک بگڑا ہوا عکس تھا۔ یہاں نہ تو عراق وشام وحجاز کے عالمان علم دین ومبلغین کتاب وسنت کے آنے کا موقع ملا اور نہ سمرقند و بخارا کے علماء کا یہاں گزر ہوا۔ جو مسلمان ہندوستان میں فاتحانہ حیثیت میں داخل ہو کر (اس وسیع وعریض زرخیز ملک) میں حاکمانہ زندگی بسر کر رہے تھے وہ خود علم قرآن وحدیث سے ناواقف اور دینی معمولات میں بالکل ادھورے اور خام وناتمام تھے۔ نو مسلم حقیقت اسلام اور تعلیمات اسلامیہ سے بے خبر تھے اس لیے کہ قرآن وحدیث کے سیکھنے، پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت واہمیت سے تو خراسانی وافغانی مسلمان بھی ابھی تک کما حقہ آشنا نہ تھے۔ اس دور کے ہندی اسلام کی ایک جھلک مصری عالم شمس الدین ترک (جو دلی کے حالات سن کر ملتان ہی سے واپس چلے گئے) کے 708 ہجری میں سلطان علاؤالدین خلجی کے نام لکھے گئے خط کے ذریعہ نظر آتی ہے۔ اس کو مکمل تو نقل نہیں کیا جا سکتا۔ چند جملے پیش خدمت ہیں:

1...... بادشاہ نہ تو خود نماز پڑھتا ہے اور نہ جامع مسجد میں نماز پڑھنے آتا تھا۔

2...... آپ کے شہر میں حدیث نبوی پر کوئی عمل نہیں کرتا۔

اس کی تصدیق اس حقیقت سے بھی ہوتی ہے کہ (دینی لٹریچر کے مطابق بھی) بخاری، مسلم اور صحاح ستہ کی اہم ترین کتب حدیث بھی ہندوستان میں حضرت عبدالحق دہلوی کے ذریعہ گیارہویں صدی میں ہندوستان آئیں اور عام تعلیم احادیث کا سہرا ان کے اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے اور ان کے صاحبزادوں کے سر جاتا ہے جنہوں نے قرآن کریم کا فارسی اور اردو میں پہلی مرتبہ ترجمہ کیا۔

ایک اور حقیقت کو بھی پیش نظر رکھیے کہ کتب احادیث تو مفقود تھیں لیکن شاہنامہ فردوسی (جو مجوسی بادشاہوں اور سورماؤں کی رزمیہ قصیدہ خوانی ہے) زبان زدِ عام تھا۔

Marfat.com

یہاں تک کہ اس کی معاشی و دینی حیثیتوں میں بھی تھی۔ اس کے علاوہ چونکہ فارسی شعروشاعری کا عام رواج تھا اور سرکاری زبان ہونے کے علاوہ کتابیات محاورات بھی فارسی میں تھے اس لیے حکمرانوں امراء جاگیرداروں صوفیوں اور اتقیاء کی تحریر سے اولیاء کی زبان بھی فارسی تھی اور ان سب میں اللہ تعالیٰ کی بجائے خدا کا نام لیا جاتا تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ہندو عوام کے لیے بھی یہ بہتر تھا کہ وہ اللہ کا لفظ استعمال نہ کریں۔ حکمران اور علما یا صوفیوں کے لیے لفظ خدا بہتر اور قابل قبول تھا۔

آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں ہندوستان میں بہت چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہو گئیں اور یہ سب آپس کے لڑائی جھگڑوں میں مسلسل مصروف رہیں اور دینی خدمت کا کوئی کام بھی نہ ہو سکا۔

دسویں صدی ہجری میں ان آپس کے جھگڑوں سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے بابر (بانی مغلیہ سلطنت) نے ہندوستان فتح کیا اور ہمایوں اور شیر شاہ سوری کے بعد 963 ہجری میں اکبر تخت پر بیٹھا تو اس وقت تک دینی تعلیم کی کمی/قلت کی وجہ سے بہت ساری غیر اسلامی عادات و رسومات رائج ہو چکی تھیں جن میں زیادہ آمیزش مجوسی اور ہندوانہ تھیں۔ ہندوستان میں جو اسلام آیا افغانستان، خراسان اور ترکی سے آیا اس لیے یہاں ایک ایسا معاشرہ تشکیل پایا کہ بقول مولانا سید ابوالحسن ندویؒ جسے پورے طور پر نہ افغانی کہا جا سکتا تھا، نہ ہندوستانی اور نہ خالص اسلامی۔ آخری دور میں اسے ہندافغانی، اسلامی تہذیب Indo Afghan Muslim Culture کا نام دیا گیا)۔[1]

ہندوستان میں یوں تو علماء کی تعداد خاصی تھی مگر علماء حق نایاب تھے۔ ایسے حضرات دنیوی اعتبار سے مفلس اور دینی اعتبار سے مالامال تھے مگر حکمرانوں کے

1...... دریائے کابل سے دریائے یرموک تک، مجلس نشریات اسلام، کراچی۔ صفحہ 16۔

Marfat.com

نورنظر ایسے علماء تھے جو چند سکوں کی خاطر ان کی تمام غیر اسلامی عادات وخصلات پر نکتہ چینی کرنے کی بجائے ان کی تائید کرتے تھے۔ ادھر ہندو نویں صدی میں طاقتور ہو چکے تھے اور ان کی مسلمانوں کے ساتھ رشتہ داریاں بھی شروع ہو چکی تھیں (غالباً یہی وجہ رہی ہوگی کہ اکبر بادشاہ نے پے در پے ہندو خواتین سے شادیاں کیں۔)[1]

درحقیقت مغلوں کے دور میں دینی اعتبار سے حالات مزید خراب ہوئے۔ اکبر اول لامذہبی کی لعنت میں مبتلا ہو کر اسلام اور مسلمانوں کا تمسخر اڑاتا اور اس کے دنیا پرست مصاحب اس کی تائید کرتے رہے۔

اکبر نے 955 ہجری میں ایک نیا مذہب دین الٰہی کے نام سے جاری کر دیا اور خود کو اس کا پیشوا قرار دیا اور بدقسمتی سے جاہ طلب اور شاہ پرست امراء وعلماء اس کے حامی اور مقتدی بن گئے۔ بادشاہ نے شہنشاہ کا خطاب اختیار کیا جو نام/ خطاب اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔[2]

پہلے حکم ہوا کہ شہر میں عربی نہ پڑھیں کیونکہ اس سے فساد کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر حکم ہوا کہ کُل قوم علوم عربیہ کی تحصیل ترک کر دیں۔[3]

دربارشاہی میں تعظیماً رکوع وسجود ہو رہے تھے، کیا کسی نے بادشاہ کو بتایا کہ یہ شرک ہے، کیا کسی نے بادشاہ کو یہ بتایا کہ آپ کی آمد کے وقت کھڑا ہونا حدیث نبوی ﷺ کے خلاف ہے جس کا مفہوم ہے کہ: جو چاہتا ہے کہ لوگ اس کی تعظیم میں کھڑے ہو جائیں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔

1......تاریخ فرشتہ۔ جلد اوّل، اردو ترجمہ، صفحہ 696 (راجہ پورن مل کی بیٹی) صفحہ 713 (راجہ بیکانیر کی بیٹی) اور جودھا بائی وغیرہ۔

2......تفصیل کے لیے دیکھیے تاریخ ہندوستان۔ مولوی ذکاء اللہ دہلوی، سنگ میل۔ لاہور 1998ء، جلد 5 صفحہ 808 سے 870۔

3......ایضاً: صفحہ 849۔

Marfat.com

کیا جب جودھابائی کو ''مریم زمانی'' کا خطاب دیا گیا تو کسی عالم و مفتی نے کہا تھا:

''چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک''

آخر یہ نوبت یہاں تک کیسے پہنچی۔ یہ آپ مولانا سید ابوالحسن ندویؒ کی زبانی سنیئے:

''پانچویں صدی ہی سے ہندوستان پر یا تو ترک نسل سے تعلق رکھنے والے خاندانوں کی حکومت رہی جو افغانستان کی راہ سے ہندوستان میں داخل ہوئے، وہ جن ملکوں سے گزرتے، وہاں کے فوجی اور رضا کار بھی ان کے ساتھ ہو لیتے مثلاً غزنوی، خاندان غلامان کے سلاطین، خلجی، تغلق اور آخر میں مغل۔ وہ اپنی نسل، تہذیب اور روایات کے اعتبار سے افغانی ہی تھے، جیسے غوری، لودھی اور سوری خاندان۔

افغانستان ہندوستان کا پڑوسی ملک ہے اور ایسا پڑوسی کہ پانچویں صدی ہجری کی ابتداء ہی سے دونوں کی تاریخ مشترک ہے، دونوں کی تہذیب و ثقافت، زبان و ادب، اور سیاست و حکومت ایک دوسرے کے اثرات قبول کرتی رہی ہے، اور انہی عوامل کی کارفرمائی اور باہم دگر اثر پذیری و اثر انگیزی سے ایسی تہذیب اور ایسا نظام وجود میں آیا جسے پورے طور پر نہ افغانی کہا جا سکتا ہے، نہ ہندوستانی اور نہ خالص اسلامی''۔ [1]

یہی وجہ تھی کہ کئی دیگر غیر اسلامی عادات و آداب کے ساتھ لفظ خدا بھی اللہ تعالیٰ کے لیے عام ہو گیا جسے اب کبھی اجماع اور کبھی قرآن کی منطق اور بالرائے تفسیر کے ذریعہ جائز قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔

1......دریائے کابل سے دریائے یرموک تک۔ صفحہ 16۔

Marfat.com

باب......5

ابتدائی اسلامی معاشرے میں ترویج تعلیم اور برصغیر میں دینی تعلیم کی تاریخ ونصاب

رسول مقبول ﷺ کی بعثت کے وقت مکہ میں تقریباً 18 افراد کا ذکر ملتا ہے جو پڑھنا لکھنا جانتے تھے، اوراسی طرح ہجرت مدینہ کے وقت وہاں پربھی 19 افراد کے باعلم ہونے کی شہادت ملتی ہے۔ [1]

اس میں یہودی، عیسائی، مجوسی وصابی مذاہب کے پیروکار تعلیم یافتہ لوگ شامل نہیں ہیں۔

دینی تعلیم خود رسول اللہ ﷺ اور وہ صحابہ کرامؓ جن کو آپ ﷺ نے مقرر فرمایا تھا، وہ دیا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی اوّل تو خود صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کو لکھنا پڑھنا سکھاتے تھے اور وہ لوگ جو جنگ میں قیدی بن جاتے تھے وہ بھی فدیے کے طور پر مسلمان مردوں اور بچوں کو تعلیم دیتے تھے۔ صحابہ کرامؓ خود بھی اپنی اولاد کو قرآن کریم کی تعلیم اور لکھنا پڑھنا سکھاتے تھے۔

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے پہلے آدمی اپنی بیٹی/ بیٹے اور چھوٹے بھائی کو خود پڑھاتا تھا۔ بڑوں سے پڑھتے تھے۔ پھر جب فتوحات کی کثرت ہوئی، عجمی اور بادیہ نشین لوگ مسلمان ہوئے، بچوں کی کثرت ہوئی تو حضرت عمرؓ نے مکاتب بنانے کا حکم دیا، بچوں کی تعلیم وتادیب کے لیے اساتذہ مقرر کیے''۔ [2]

1......عہد نبوی میں نظام تعلیم، مولانا عبدالمعبود، مکتبہ رحمانیہ لاہور، 2001ء صفحہ 17 تا 19۔ ضیاء الدین اصلاحی، مسلمانوں کی تعلیم، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، یوپی، ہند، 2006ء، صفحہ 91 بحوالہ فتوح لبلدان، بلاذری۔

2......علمی سرگرمیاں، عہد رسالت اور عہد صحابہؓ میں، محمد عبدالحئی بن محمد الحئی الکتانی۔ ترجمہ مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی، کتب خانہ سیرت کراچی صفحہ 167، اس موضوع پر یہ ایک عمدہ اور معلوماتی کتاب ہے۔

Marfat.com

صحیح بخاری کی حدیث (کتاب الدیات، باب من استعان عبداً وصبیّا) سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خلافت راشدہ کی ابتداء سے ہی مدینے میں (اور یقیناً دوسرے علاقوں میں بھی) دینی مدارس قائم ہو گئے تھے اور یوں خواندگی میں تیزی سے اضافہ ہوا۔

اول تو خود رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے ہی صحابہ کرامؓ کو دینی تعلیم کے لیے بھیجا جاتا تھا اور پھر جب اسلامی حکومت کی سرحدیں پھیلیں اور صحابہ کرام ان نئے علاقوں میں گئے اور مستقل قیام کیا تو مدارس اور طلباء کی تعداد ہزاروں میں پہنچ گئی اور تعلیم کے نئے نئے مراکز قائم ہوئے اور پھر قرآن وحدیث کی تعلیم کے علاوہ دیگر علوم مثلاً منطق، فلسفہ، فقہ، طب، کیمیا، ریاضی وغیرہ کی تعلیم بھی عام ہوئی۔ بغداد، دمشق، کوفہ، بصرہ، نیشاپور، مصر ایسے تعلیمی مراکز بن گئے کہ دنیا کے ہر علاقے سے لوگ یہاں علم کے حصول کے لیے آتے تھے۔

جب عجمی سازشوں کی وجہ سے خلافت عباسیہ کمزور ہوئی تو یہ مراکز بھی اپنی علمی سرگرمیوں میں ماند پڑ گئے۔ سب سے زیادہ اثر دینی تعلیم پر ہوا اور قرآن وحدیث کے علم کی اہمیت کم سے کم تر ہو گئی۔

"سخت ترین حادثہ اور عظیم ترین مصیبت جو دین اسلام اور اعتقاد سلف پر آئی وہ علم فلسفہ کا ظہور اور عربی میں اس کا ترجمہ تھا جو بعض خلفائے عباسیہ کے زمانے میں واقع ہوا، اس سے مخالفوں اور دشمنوں کے ہاتھ میں جنگ وجدال کا حربہ آ گیا، بعضوں نے علم ودانش اور خصوصاً جدید و نادر علم کے حرص میں اور بعضوں نے عقائد اسلام اور قواعد ملت کو برباد وتباہ کرنے کے ارادے سے فلسفہ یونان میں توغل کیا اور اس دریا میں غوطے لگائے، علمائے دین اور اساطین امت کی ایک جماعت نے بھی مذہب سلف کی حفاظت اور سنت کی پاسبانی کے قصد سے اس کو حاصل کیا۔ اور عقائد

Marfat.com

شرعیہ کے اثبات اور فلسفیات کے ردوابطال کے لیے مستعد ہوئے کیونکہ کسی چیز کو جانے بغیر اس کا رد نہیں کیا جا سکتا، نتیجہ یہ ہوا کہ فلسفیات خوب شائع ہوئے، جنگ وجدال اور قیل وقال کا دائرہ وسیع ہوا اور بازار سخن گرم ہوگیا، یہاں سے علم کلام کی پیدائش ہوئی اگرچہ اہل اسلام اور ارباب علم کلام گمراہ فرقوں کے ردوابطال کے قصد سے اس میدان میں داخل ہوئے تھے لیکن اس کے ضمن میں خود انہیں بھی نقصان عظیم پہنچا اور ان کی یہ مشغولیت عقائد اور قواعد دین میں تذبذب کا سبب بن گئی، تشکیک وتردید کا دروازہ کھل گیا، کم ہی کوئی ایسا ہوگا جو علم کلام میں خوض وغلو کے بعد گرداب حیرت سے سلامت نکلے۔"[1]

"بدقسمتی سے چوتھی صدی ہجری کے بعد مسلمانوں کے علم وفن کا ہرا بھرا اور سرسبز وشاداب اور تناور درخت جو پھولوں اور پھلوں سے لدا ہوا تھا مرجھانے اور خشک ہونے لگا اور ساتویں صدی ہجری میں اس میں ایسی پت جھڑ شروع ہوئی کہ اس نے پھلنا پھولنا اور برگ وبار لانا بند کر دیا، اسلامی علوم کے اس عالم گیر تنزل کے دور میں بھی خال خال اور اکا دکا ایسے افراد پیدا ہوئے جن کے علمی ودماغی کارنامے عہد رفتہ کی عظمت کی یاد دلاتے ہیں مگر عام رفتار تنزل ہی کی رہی۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں میں فکر واجتہاد کا ملکہ باقی نہیں رہا، ان کے ذہن کی قوت، دماغ کی بالیدگی، طبیعت کی جولانی اور جدت کی ساری صلاحیت ختم ہوگئی، جمود وتعطل اور تقلید ذہن ودماغ پر مستولی ہوگئی، علم وفن کے کسی زاویے اور گوشے میں نئے پہلو نہیں رہے، ایک بنی بنائی دیوار کی لیپا پوتی میں سارا وقت اور پوری قوت برباد ہونے لگی، اب جو اکتسابات سامنے آتے تھے یا جو کتابیں لکھی جاتی تھیں ان میں نہ کوئی اختراع وایجاد ہوتی اور نہ جدت، جب علم ونظر، فقہ واستدلال اور اجتہاد وایجاد کی

1......تذکرۃ المحدثین۔ جلد سوم، ضیاء الدین اصلاحی، دارالمصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ہند 2006ء، صفحہ 250-251۔

Marfat.com

قوت رخصت ہوئی اور تقلید ذہن و دماغ پر چھا گئی تو مسلمان علوم و فنون میں زوال کی حد انتہا کو پہنچ گئے۔[1]

تقلید کا رجحان بڑھنے کی وجہ سے مخصوص نکتۂ نظر کی حامل کتابیں پڑھنے پڑھانے کا رجحان بھی بہت بڑھ گیا، خصوصاً فقہ و عقائد کی وہی کتابیں چن چن کر نصاب کا جز بنائی گئیں جن سے ذہن و دماغ کی کھڑکیاں کھلنے نہ پائیں اور طالب علم خاص فقہی و اعتقادی مذہب کے دائرے سے باہر کی چیزوں سے خواہ وہ کتنی ہی ضروری، اہم اور مفید کیوں نہ ہوں کوئی سروکار نہ رکھے اور ہمیشہ کے لیے تقلید کے بندھنوں میں جکڑا رہے، مولانا آزاد تحریر فرماتے ہیں:

''چوتھی صدی ہجری کے بعد علوم اسلامیہ کی تاریخ کا مجتہدانہ دور ختم ہو گیا اور شواذ و نوادر کے علاوہ عام شاہ راہ تقلید کی شاہ راہ ہو گئی''

ایسی صورت میں علوم و فنون پر ادبار کی گھٹا چھانا یقینی تھا۔''[2]

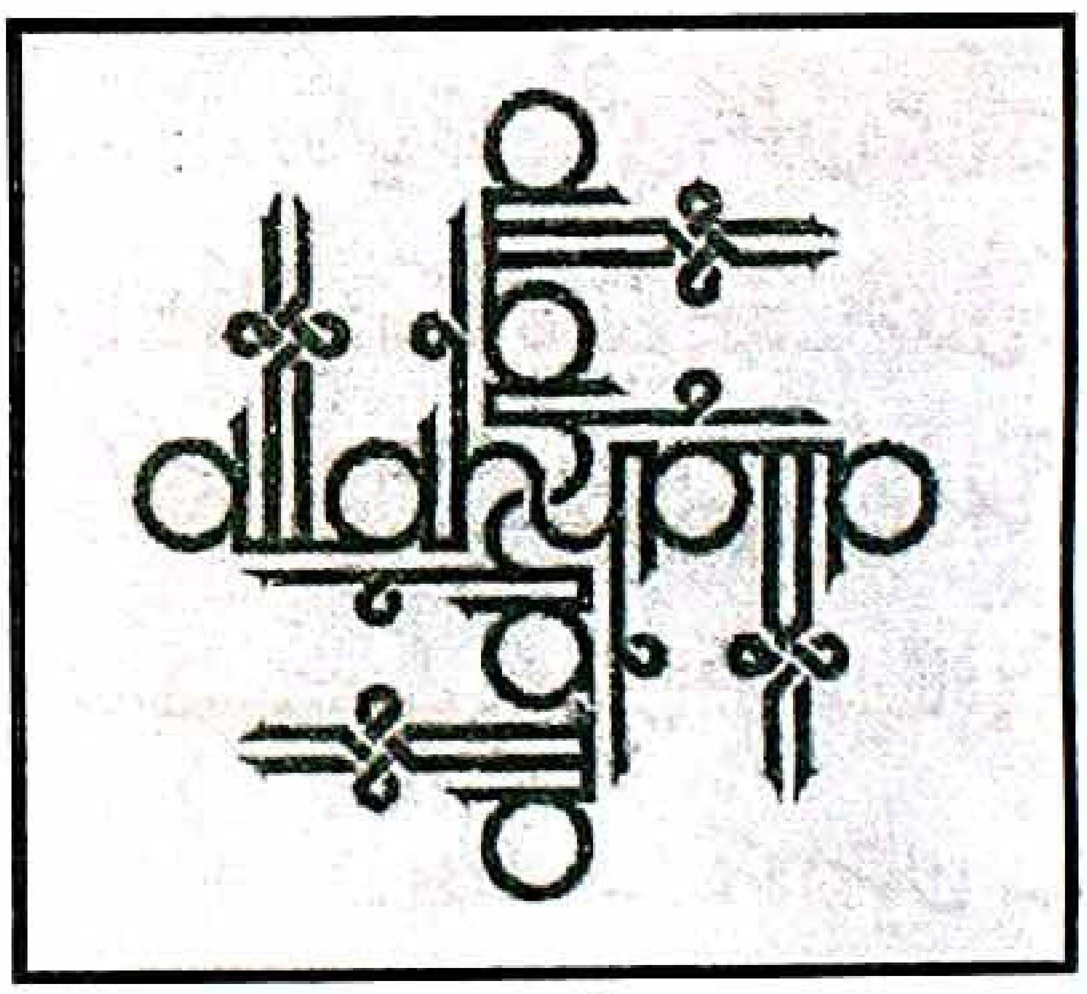

Allah اللہ

1......میرے خیال میں یہی وجہ تھی کہ جب لفظ خدا کا اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال عام ہوا تو کسی نے بھی اس کے لیے کسی شرعی دلیل و ضرورت کا تقاضہ نہیں کیا۔

2......مسلمانوں کی تعلیم، ضیاء الدین اصلاحی، دارالمصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ہند 2006ء، صفحہ 46-47۔

Marfat.com

باب......6

ہندوستان (برصغیر) میں دینی تعلیم کا احوال

ہندوستان (برصغیر) میں دینی علوم کی تعلیم بھی کوئی دل خوش کن تصویر پیش نہیں کرتی، یہ کیفیت اور انحطاط یہاں بھی در آیا۔

''ہندوستان میں دینی علوم بالخصوص قرآن وحدیث کی تعلیم وتعلم کی جانب کم توجہ رہی چنانچہ سندھ اور ملتان وغیرہ سے عربوں کی حکومت کے خاتمہ کے بعد جب غزنوی اور غوری سلاطین برسراقتدار آئے تو ان کے زمانے میں ایران، خراسان اور ماوراء النہر کے علاقوں سے جو اصحاب علم ودرس ہندوستان آئے ان کو دینی علوم تفسیر وحدیث میں زیادہ درخور نہ تھا، اس کی وجہ سے یہاں علم حدیث عنقا کی طرح معدوم ہو گیا اور علم نجوم، فلکیات، ریاضی اور منطق وفلسفہ پر ساری توجہ مرکوز کردی گئی، قرآن مجید اور سنت نبوی کو پڑھنے پڑھانے کے بجائے دینی علوم میں صرف فقہ وتصوف سے سروکار باقی رہ گیا تھا۔ علم حدیث کی کسمپرسی اور غربت کا یہ حال تھا کہ اس سے صرف اس بنا پر اور اس حد تک سروکار رہ گیا تھا کہ فقہی بحثوں میں کہیں کہیں حدیثوں کا ذکر آجاتا تھا، حدیث کی امہات کتب کے بجائے صرف صنعانیؒ کی مشارق الانوار درس وتدریس میں داخل تھی، اگر کسی نے اس سے سوا توجہ دی تو مصابیح السنۃ بغوی اور مشکوٰۃ المصابیح کو بھی دیکھ لیا، محدث بننے کے لیے بس اسی قدر کافی تھا۔ نواب صدیق حسن خان اور مولانا حکیم سید عبدالحئی حسنیؒ دونوں نے ہندوستان کے اسلامی مدارس اور علما کے درس کی اس دردناک حالت کا ذکر کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''علم حدیث کا سرے سے کوئی چرچا نہ تھا، لوگ نہ خود اس کی جانب مائل تھے اور نہ دوسروں کو اس کے حصول کی کوئی ترغیب دیتے تھے، وہ اس فن کی کتابوں سے ناواقف اور محدثین کے ناموں سے ناآشنا تھے، بہت تھوڑے لوگ صرف مشکوٰۃ پڑھ

Marfat.com

لیتے تھے اور وہ بھی محض حصول برکت کے لیے، اس پر عمل کرنا اور اس کو سمجھنا ان کا مقصد نہ ہوتا، فقہ میں صرف فقہ حنفی اور علمائے ماوراء النہر کے فتوؤں اور اجتہادات پر قانع ہو گئے تھے اور محض فروع وجزئیات میں الجھتے رہتے تھے، ان کا رأس المال فقہ تھی وہ بھی تقلیدی رنگ وانداز میں، تحقیق سے معدودے چند لوگوں کو ہی دلچسپی تھی۔"

مولانا سید سلیمان ندویؒ تحریر فرماتے ہیں:

"محمد تغلق المتوفی 752ھ جس کے براہ راست تعلقات مصر کی عباسی خلافت سے تھے اور اس کی طرف سے اس کو حکومت کا فرمان، خلعت اور علم بھی ملا تھا اور خلیفہ عباسی سے اس نے بیعت بھی کی تھی اس کا قاعدہ تھا کہ جب لوگوں سے بیعت لیتا تھا تو مصر کے خلیفہ عباسی کے فرمان کے ساتھ ساتھ قرآن پاک اور مشارق الانوار کا نسخہ سامنے رکھ لیتا تھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ تک ہندوستان میں قرآن پاک کے بعد احادیث میں صرف مشارق الانوار کا وجود تھا، جب شاہی کتب خانہ کا یہ حال تھا تو عام لوگوں کی دسترس کا کیا پوچھنا۔"

"علماء اور اصحاب درس کی حالت یہ تھی کہ وہ نہ نصوص کی پروا کرتے تھے اور نہ بحث واستدلال میں احادیث کو حجت وبنیاد بناتے تھے، اجتہاد وتحقیق کا دروازہ ہی سرے سے بند تھا، فقہی اقوال کو قرآن وحدیث کی کسوٹی پر تولنے کے بجائے خود قرآن وحدیث کی کسوٹی فقہ کو بنالیا گیا تھا، نصوص کی بے دھڑک توجیہ وتاویل کی جاتی تھی یا سرے سے ان کو ترک ہی کر دیا جاتا تھا، معقولات کی جانب بڑھتے ہوئے رجحان اور فلسفہ وکلام سے کثرت اشتغال کی وجہ سے دین کی حقیقت وصورت مسخ اور شریعتِ محمدی کی روح غائب ہوتی جارہی تھی اور بدعتوں اور گمراہیوں کا زور بڑھتا جارہا تھا۔

حدیث نبوی سے بے اعتنائی وبے رغبتی اور منطق وفلسفہ سے غیر معمولی شغف کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ ایران سے آنے والے علماء نے علوم عقلیہ کو خاص طور پر بڑا

Marfat.com

رواج اور فروغ دیا۔ متاخرین علمائے ایران کی تصانیف کو ہندوستانی مدارس کے نصاب میں داخل کر کے ان کی نشر و ترویج کی، چنانچہ طلبہ و متعلمین انہی کا درس لیتے اور انہی میں الجھے رہنے کی بنا پر قرآن وحدیث کے علوم سے ناآشنا اور بے خبر رہتے، ان کی ساری زندگی حکما و فلاسفہ کے نظریات کے مطالعہ و تحقیق میں بسر ہوتی۔"[1]

قارئین کرام! چند لمحے یہاں توقف فرما کر غور کیجیے، ایسے ماحول میں کون اس بات پر غور و فکر کرتا کہ کیا اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا جائز ہے، کیا کوئی مجتہد یہاں پیدا ہو سکتا تھا اور اگر ہو بھی جاتا تو کیا وہ ایسے ماحول میں اپنی بات کہہ سکتا تھا اور زندہ رہ سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جو چند صاحبان علم یہاں پیدا ہوئے وہ بھی یہاں سے ہجرت کر گئے۔[2]

مجتہد کی تعریف:

علامہ آمدیؒ (م 631ھ) نے مجتہد کے لیے دو شرطیں ضروری قرار دی ہیں، لیکن انہوں نے ان شرطوں میں ہی بہت کچھ سمو دیا ہے۔ سب سے پہلی اور بنیادی شرط یہ ہے کہ مجتہد توحید کو اچھی طرح سمجھتا ہو، وجود باری تعالیٰ پر یقین رکھتا ہو، اسے اللہ تعالیٰ کی صفات کا علم ہو، اللہ تعالیٰ کے حقوق و کمالات سے آگاہ ہو، اس بات کو خوب سمجھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ حیّ ہے، عالم و قادر ہے، اپنے ارادے کا وہ خود مالک ہے اور متکلم ہے۔ مجتہد کا توحید پر ایمان و یقین اس قدر مضبوط ہو کہ اسے من جانب اللہ اپنے مکلّف ہونے کا یقین ہو جائے، رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر جو کچھ وحی کے ذریعے نازل ہوا ہے وہ اس کی دل سے تصدیق کرتا ہو۔ آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کو مانتا ہو، آپ ﷺ کے ہاتھوں جو کچھ معجزات اور واضح نشانیاں ظاہر ہوئیں ان کی تصدیق کرتا ہو تاکہ جن اقوال واحکام کو وہ رسول (ﷺ) کی طرف منسوب کرے پوری تحقیق اور

1......تذکرۃ المحدثین ضیاء الدین اصلاحی، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ۔ ہند، جلد سوم، صفحہ 205 تا 208۔

2......ایضاً، صفحہ 231۔

Marfat.com

ذمہ داری کے ساتھ کرے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ احکام شرعیہ کے مآخذ، اقسام اور اثباتِ احکام کے طریقوں سے واقف ہو، علم دلالات پر اس کی نظر ہو، اختلافات اور مراتب اختلاف کو جانتا ہو، ان شرائط کو سمجھتا ہو جو اختلاف کے باب میں معتبر ہیں، تعارض ادلہ پر اس کی نظر ہو اور تعارض کی صورت میں ترجیح کے اصولوں کو سمجھتا ہو، احکام کو اخذ کرنے، ضبط تحریر میں لانے اور بیان و وضاحت پر قدرت رکھتا ہو، شریعت کے بارے میں اٹھائے جانے والے اعتراضات کا رد کر سکتا ہو۔[1]

علامہ آمدیؒ کی بیان کردہ شرائط کا تجزیہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ انہوں نے ایمان، تعلق باللہ اور تعلق بالرسول ﷺ کو سرفہرست رکھا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اس ایمانی تعلق کی وجہ سے قلب مومن میں علم و آگہی کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی، اور انسان جہالت کی تاریکیوں سے نکل کر علم وہدایت کے منور راستے پر گامزن ہو جاتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ﴾[2]

اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر واضح آیات نازل فرماتا ہے تاکہ تمھیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾[3]

1...... آمدی، علی بن محمد، الإحکام فی اصول الأحکام 4: 162-163۔

2......(الحدید 57/8)

3......(الحدید 57/28)

Marfat.com

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، وہ تمہیں اپنی رحمت سے دوگنا اجر عطا فرمائے گا، اور تمہارے لیے ایسا نور پیدا فرمادے گا کہ تم اس کی روشنی میں چلنے لگو گے، اور تمہاری مغفرت بھی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

آمدیؒ کی رائے میں ایک اور (دوسری) شرط یہ ہے:

ان یکون عالماً عارفا بمدارک الأحکام الشرعیة واقسامها وطرق اثباتها ووجوه دلالاتها علی مدلولاتها واختلاف مراتبها والشروط المعتبرة فیها علی مابناه، وأن یعرف جهات ترجیحها عند تعارضها، وکیفیة استثمار الأحکام منها، قادرا علی تحریرها وتقریرها، والانفصال عن الاعتراضات الواردة علیها.

مجتہد احکام شرعیہ کے موقع ومحل کو خوب سمجھتا ہو، احکام اور ان کی اقسام سے واقف ہو، وہ یہ بھی جانتا ہو کہ احکام کو ثابت کرنے کے طریقے کیا ہیں، اور وہ اپنے مدلول پر کس پہلو سے دلالت کررہے ہیں، وہ احکام کے مختلف مراتب کو بھی جانتا ہو اور اسے یہ بھی معلوم ہو کہ ہر حکم کے مؤثر ہونے کی شرط کیا ہے جیسا کہ اس کی وضاحت کی جاچکی ہے۔ اگر کہیں ادلّہ میں تعارض نظر آئے تو اس میں ترجیح قائم کرنے کی صلاحیت بھی ہو اور ان میں سے احکام کے استنباط کا طریقہ بھی آتا ہو۔ اس میں یہ صلاحیت بھی ہونی چاہیے کہ احکام کو واضح طور پر ضبط تحریر میں لاسکے اور انہیں بیان بھی کرسکے، نیز اگر ان پر اعتراضات وارد ہوں تو اصل احکام اور اعتراضات میں فرق بھی کرسکے۔''[1]

---

1 ......اجتہاد، مناہج واسالیب۔ محمد یوسف فاروقی۔ شریعہ اکیڈمی، اسلام آباد، بحوالہ الاحکام فی اصول الاحکام، علامہ علی بن محمد آمدی، المکتب الاسلامی بیروت، 1402 ہجری، 4 / 162-163۔

Marfat.com

باب......7

برصغیر میں دینی مدارس کا نصاب تعلیم اور کتب احادیث کی آمد

دینی مدارس کے نصاب تعلیم میں ساتویں سے دسویں صدی ہجری تک درج ذیل فنون کی تحصیل معیار فضیلت سمجھی جاتی تھی: صرف ونحو، بلاغت، فقہ، اصول فقہ، منطق، کلام، تصوف، تفسیر، حدیث۔[1]

......تفسیر میں مدارک، بیضاوی اور کشاف۔

......حدیث میں مشارق الانوار، مصابیح السنہ (یعنی مشکوٰۃ المصابیح کا متن مگر کسی مدرسے میں)۔

''عام طور پر مشارق الانوار کا پڑھ لینا کافی سمجھا جاتا تھا اور جس خوش نصیب کو مصابیح ہاتھ آجاتی تھی وہ امام الدنیا فی الحدیث کے لقب کا مستحق ہوجاتا تھا۔''[2]

اصل یہ ہے کہ اس زمانہ کے نصاب تعلیم میں جو خصوصیات نظر آتی ہیں وہ فاتحین ہند کے مؤثر مذاق کا نتیجہ تھیں، ہندوستان میں اسلامی حکومت کا تخت جس قوم نے بچھایا وہ غزنی اور غور سے آئی، یہ وہ بلاد ہیں جہاں فقہ واصول کا ماہر ہونا علم وفن کا طرۂ امتیاز تھا، یہی سبب ہے کہ فقہی روایات کا پایہ بلند تھا، علم حدیث کی طرف کوئی توجہ نہیں تھی، اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ غیاث الدین تغلق کے دربار حکومت میں مسئلہ سماع کی نسبت مناظرہ پیش آیا، ایک طرف شیخ نظام الدین اولیاءؒ اور دوسری طرف تمام علمائے دہلی تھے، شیخ فرماتے ہیں کہ میں جب کوئی حدیث استدلالاً پیش کرتا تھا تو وہ لوگ بڑی جرأت سے کہتے تھے کہ اس شہر میں حدیث پر فقہی روایات مقدم سمجھی جاتی

1......اسلامی درسگاہیں، ابوالحسنات ندوی، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ ہند، 2008ء صفحہ 69۔

2......ایضاً صفحہ 70۔

Marfat.com

ہیں، کبھی کہتے تھے کہ یہ حدیث شافعی کی متمسک بہ ہے اور وہ ہمارے علماء کا دشمن ہے، ہم ایسی حدیثیں نہیں سننا چاہتے، شیخ فرماتے ہیں کہ جس شہر کے علماء میں اس درجہ مکابرہ وعناد ہو وہ کیوں کر آباد رہ سکتا ہے، وہ تو اس قابل ہے کہ بالکل تباہ وویران ہوجائے۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے وقت سے حدیث کے نصاب میں شمائل ترمذی کُل اور کسی قدر بخاری بھی شامل ہوگئی تھیں[1] اور بارہویں صدی ہجری کے شروع میں تفسیر، جلالین اور بیضاوی تو شامل کرلی گئیں مگر سورہ بقرہ تک۔ حدیث میں بظاہر بخاری، مسلم، مؤطا، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ شامل ہوگئیں مگر یہ یادرکھنے کی بات ہے کہ اس وقت کے نصاب میں منطق کی جتنی کتابیں داخل تھیں وہ علی العلوم ہر درسگاہ میں پڑھائی جاتی تھیں بہ خلاف اس کے حدیث کی جو کتابیں داخل نصاب تھیں وہ ہر جگہ نہیں پڑھائی جاتی تھیں، حدیث کے لیے دیگر کتب درسیہ سے فارغ ہوچکنے کے بعد ایسے مقامات کا سفر کرنا پڑتا تھا جہاں حدیث کے پڑھانے والے مل سکیں۔

اسی بنا پر خیال یہ ہے کہ نصاب درس سے جو عموماً مدارس عربی میں رائج تھا عملاً حدیث کی مذکورہ بالا کتب کو خارج ہی سمجھنا چاہیے۔ اسی طرح تفسیر جیسے فن کی صرف دو کتابیں لی گئی تھیں بیضاوی اور جلالین۔ بیضاوی کے صرف ڈھائی پارے زیر درس تھے۔ جلالین پوری پڑھائی جاتی تھی لیکن اس کے اختصار کا یہ عالم ہے کہ قرآن مجید اور اس کے الفاظ وحروف عدداً برابر ہیں۔

اس نصاب میں تاریخ، جغرافیہ، علم اعجاز القرآن وغیرہ ضروری علوم وفنون بالکل نہیں تھے۔[2]

1......اسلامی درسگاہیں، صفحہ 73 تا 76۔

2......اسلامی درسگاہیں، صفحہ 76-77۔

Marfat.com

کتب احادیث کا یہ عالم تھا کہ گیارہویں ہجری صدی میں جب عبدالحق دہلویؒ حرمین شریف سے لوٹے تھے تب اپنے ساتھ (پہلی مرتبہ) بخاری، مسلم اور مؤطا امام مالکؒ لائے، دیگر کتب احادیث کا یہ عالم تھا کہ قاضی سلیمان سلمان منصور پوریؒ کے سامنے جب وہ 14 ویں صدی ہجری میں اسماء اللہ پر لکھ رہے تھے، متدرک حاکم نہیں تھی۔ اس سے آپ کتب احادیث اور علم حدیث کی کمیابی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

اب تک جو کچھ لکھا گیا اس کا تعلق دینی/عربی تعلیم سے ہے۔ ابتدائی تعلیم یا اسکول کی زبان مسلمانوں کے عہد حکومت نیں فارسی تھی کیونکہ حکمران جماعت کی مادری زبان یہی تھی اس لیے ان کے عہد حکومت میں کاروباری زبان بھی فارسی ہوگئی اور جنگ آزادی (1857ء) تک عام مراسلات اور خانگی خط و کتابت میں ہندوستان کے تعلیم یافتہ ہندو اور مسلمان فارسی زبان ہی استعمال کرتے تھے۔[1]

یہ تمام معلومات اس لیے فراہم کی گئی ہیں کہ آپ کو یہ اندازہ ہو سکے کہ ایسا تعلیمی نظام جو دینی مدرسوں میں نافذ تھا کیا ایسے علماء و مفتی صاحبان پیدا کر سکتا تھا جو بادشاہ وقت کے سامنے کھڑے ہو کر یا اس کی مملکت میں رہتے ہوئے، یہ کہہ سکیں کہ یہ عمل غیر شرعی ہے اسے بند ہونا چاہیے اور کیا کوئی ایسا بادشاہ تھا کہ وہ اپنی مطلق العنانی میں یہ برداشت کرتا؟ تو پھر کون جا کر بادشاہ سے کہتا کہ اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا بند کرو کہ یہ غیر شرعی ہے۔ یہ ان اسماء میں شامل نہیں جو قرآن و سنت نے بتائے ہیں۔ خدا کے نام پر کون تحقیق کرتا کہ آیا یہ ایک عیب دار یا بے عیب نام ہے۔

---

1 ...... اسلامی درسگاہیں، صفحہ 79۔

Marfat.com

اجماع کی شرعی حیثیت
اوراسکا طریقہ کار

آگے بڑھنے سے پہلے اب ہم ایک نظر شرعی اجماع کی تعریف پر بھی ڈال لیں تاکہ جو باتیں ہم آگے کرنے جارہے ہیں ان کی باآسانی تشریح آپ کے سامنے پیش کرسکیں۔

امت کا اجماع

جن شرعی دلائل کا ماخذ انسانی اجتہاد اور انسانی نقطۂ نظر ہے، ان میں سب سے قوی اجماع ہے، اجماع سے مراد کسی رائے پر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اُمت کے مجتہدین کا متفق ہوجانا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ میری اُمت کسی غلط بات پر متفق نہیں ہوسکتی، گویا اُمت کے افراد کے انفرادی اجتہاد میں تو خطا کا احتمال ہے، لیکن اپنی اجتماعی حیثیت میں وہ معصوم ہیں اور کسی غلط بات پر متفق نہیں ہوسکتے۔

اجماعی احکام میں کچھ تو وہ ہیں، جن کی بنیاد احادیث پر ہے، یعنی ایک حکم خبر واحد سے ثابت ہوا اور بعد کو تمام فقہاء اس پر متفق ہوگئے، اس طرح اس مسئلہ پر اجماع منعقد ہوگیا اور اجماع کی وجہ سے اس حکم نے قطعی اور یقینی حکم کا درجہ حاصل کرلیا، اور کچھ احکام وہ ہیں جن کی بنیاد قیاس و مصلحت پر ہے، اور اس میں اجتہاد اور ایک سے زیادہ نقطۂ نظر کی گنجائش ہے، اس طرح کے احکام میں زیادہ تر اجماع کا انعقاد عہدِ صحابہؓ میں ہوا ہے، کیوں کہ اس عہد میں تمام مجتہدین کی آراء سے واقف ہونا آسان تھا، خاص کر سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کو اللہ تعالیٰ نے اجتماعی غور وفکر اور شورائی

Marfat.com

اجتہاد کا خاص ذوق عطا فرمایا تھا، اسی لیے ان کے عہد میں نسبتاً زیادہ اجماع منعقد ہوئے ہیں۔[1]

اجماع کی تعریف:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اُمت محمدیہ کے مجتہدین کے کسی بھی عہد میں کسی حکم شرعی پر متفق ہو جانے کو ''اجماع'' کہتے ہیں۔

1......اگر تمام مجتہدین نے اس حکم کی صراحت کی ہو تو یہ اجماع قولی یا ''اجماع صریح'' ہے۔

2......اور اگر کچھ مجتہدین نے رائے کا اظہار کیا اور دوسروں نے واقف ہونے کے باوجود اس پر خاموشی اختیار کی تو یہ ''اجماع سکوتی'' ہے۔

دلیل میں اختلاف کے باوجود حکم میں اتفاق کو ''اجماع مرکب'' کہتے ہیں۔[2]

اجماع کا پہلا دور خلافتِ راشدہ سے شروع ہوتا ہے:

1......اس عہد میں احکامِ شریعت کے اخذ و استنباط کا سرچشمہ قرآن مجید اور حدیث نبویؐ کے علاوہ اجماعِ امت اور قیاس تھا، چنانچہ حضرت عمرؓ نے قاضی شریحؒ کو جو خط لکھا، اس میں حسبِ ذیل نصیحت فرمائی:

جب کتاب اللہ میں کوئی حکم پاؤ تو اس کے مطابق فیصلہ کرو، کسی اور طرف توجہ نہ کرو، اگر کوئی ایسا معاملہ سامنے آئے کہ کتاب اللہ میں اس کا حکم نہ ہو، تو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کرو، اگر کتاب اللہ میں نہ ملے اور نہ سنت رسول میں، تو جس بات پر لوگوں کا اجماع ہو اس کے مطابق فیصلہ کرو، نہ کتاب اللہ میں ہو، نہ سنت رسول میں اور نہ تم سے پہلوں نے اس سلسلہ میں کوئی رائے ظاہر کی ہو، تو اگر تم اجتہاد کرنا

1......قاموس الفقہ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، جلد اول صفحہ 331، زمزم پبلشرز، کراچی 2007ء۔

2......قاموس الفقہ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، جلد اول صفحہ 259، زمزم پبلشرز، کراچی 2007ء۔

Marfat.com

چاہو تو اجتہاد کے لیے آگے بڑھو اور اس سے پیچھے ہٹنا چاہو تو پیچھے ہٹ جاؤ اور اس کو میں تمہارے حق میں بہتر ہی سمجھتا ہوں۔ (ملاحظہ فرمایئے: آخری جملہ بہت اہم ہے۔)

2...... حضرت ابوبکرؓ بھی اس بات کے لیے کوشاں رہتے تھے کہ جن مسائل کے بارے میں قرآن وحدیث کی کوئی نص موجود نہ ہو، ان میں اہم شخصیتوں کو جمع کیا جائے اور ان سے مشورہ کیا جائے اور اگر وہ کسی بات پر متفق ہو جائیں، تو اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر جو اتفاق ہوا، وہ آپ ہی کی پہل پر ہوا۔

اسی طرح بعض مسائل پر اجماع منعقد ہونے میں حضرت ابوبکرؓ کی سعی کو دخل رہا ہے، جیسے مانعین زکوٰۃ سے جہاد، رسول اللہ ﷺ کی متروکات میں میراث کا جاری نہ ہونا، رسول اللہ ﷺ کا آپ کی جائے وفات پر دفن کیا جانا، قرآن مجید کی جمع وترتیب، وغیرہ۔

3...... چونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد غیر منصوص مسائل میں اجتہاد کے سوا چارہ نہیں تھا، اس لیے صحابہؓ کے درمیان اختلاف رائے بھی پیدا ہوا، بعض مواقع پر کوشش کی گئی کہ لوگوں کو ایک رائے پر جمع کیا جائے، لیکن اس کے باوجود نقطہ ہائے نظر کا اختلاف باقی رہا، صحابہؓ کا مزاج یہ تھا کہ وہ اس طرح کے اختلافات کو مذموم نہیں سمجھتے تھے اور پورے احترام اور فراخ قلبی کے ساتھ دوسرے کو اختلاف کا حق دیتے تھے۔

''اسلامی قانون اور فقہ کے لیے اجماع کا حجت ہونا پوری امت کا مسلّمہ اور متفقہ عقیدہ رہا ہے، صحابہؓ وتابعین اور تمام ائمہ مجتہدین فقہی مسائل میں اجماع سے استدلال کرتے رہے اور اجماع کو فقہ کے تیسرے مآخذ کے طور پر ایسی بدیہی حقیقت

Marfat.com

سمجھا گیا کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں اس کی ''حجیت'' ثابت کرنے کے لیے دلائل بیان کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔''1

اجماع کی اس مختصر تعریف کے بعد اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کیا اسلام کی ابتداء میں خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم، تابعین کے دور میں اللہ تعالیٰ کو کسی توقیفی اسماء کے علاوہ کسی اور باطل معبود کے نام کے پکارنے کی اجازت تھی، اور اس موضوع پر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ''اجماع'' کیا تھا۔ اس کا جواب نفی میں ہے۔ ایسا کوئی مسئلہ پیش تو آیا ہوگا مگر اس کو اتنی اہمیت نہیں ملی ہوگی کہ اس پر اجماع صحابہؓ کی ضرورت پیش آتی، اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ تابعین، ائمہ اربعہ کا، حنفی فقہ کی رو سے، اجماع سکوتی تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کا ترجمہ نہیں ہوسکتا اور یہ کہ اس وحدہ لاشریک ذات کو کسی باطل معبود کے نام سے نہیں پکارا جاسکتا۔2

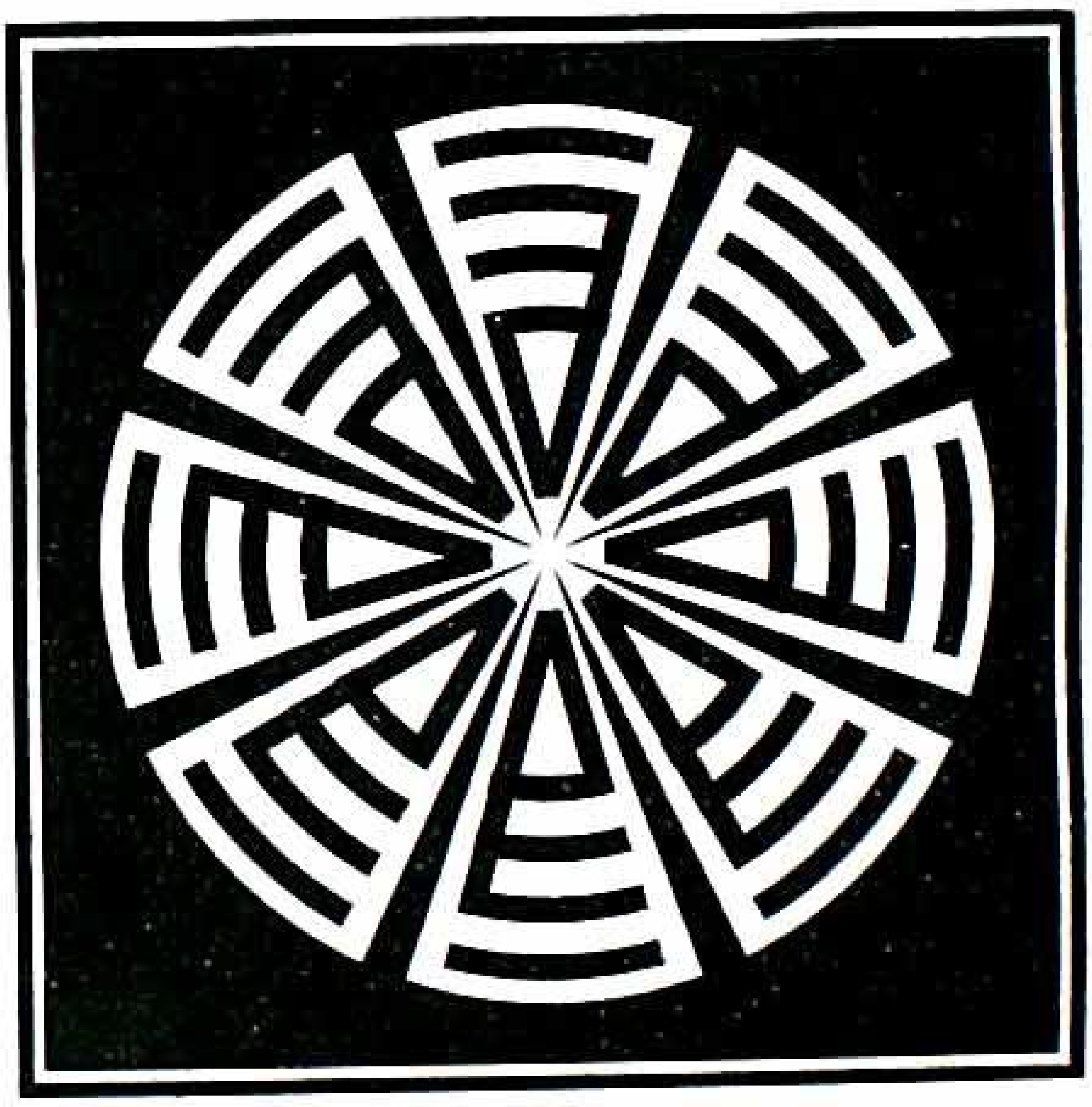

اللہ

1......فقہ میں اجماع کا مقام، مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، ادارۃ المعارف کراچی۔ سن اشاعت نہیں لکھا، تحریر 1406ھ صفحہ 4۔

2......امام شافعی و مالک رحمہما اللہ اجماع سکوتی کو نہیں مانتے۔ دیکھیے فقہ الحدیث، امام شوکانیؒ، جلد اوّل صفحہ 60۔

Marfat.com

باب......9

امام ابو حنیفہؒ کا اجماع/ اجتہاد/ قیاس کرنے کا طریقۂ کار

آیئے! سب سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ امام اعظم امام الفقہاء کے مآخذ و مصادر کیا تھے اور وہ اجماع/ اجتہاد اور قیاس کس طرح اختیار کرتے تھے۔

خطیب بغدادیؒ (متوفی 364ھ) نے سند کے ساتھ امام ابو حنیفہؒ کا یہ قول نقل کیا ہے:

آخذ بكتاب الله فان لم اجد فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم فان لم اجد في كتاب الله ولا سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم آخذ بقول اصحابه، آخذ بقول من شئت منهم وادع قول من شئت.[1]

ترجمہ: میں سب سے پہلے کتاب اللہ کو لیتا ہوں۔ اگر اس میں حکم نہ ملے تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اگر دونوں مآخذوں میں حکم نہیں ملتا تو صحابہ کرامؓ کے اقوال میں حکم تلاش کرتا ہوں۔ پھر ان میں سے ترجیحی طور پر کسی ایک کا قول اختیار کر لیتا ہوں۔[2]

عبدالکریم بن ہلالؒ فرماتے ہیں:

سمعت ابا حنيفة يقول اذا وجدت الامر في كتاب الله او في سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم اخذت به ولم اصرف عنه واذا

1......امام ابو حنیفہؒ، حیات فکر اور خدمات، ترتیب و تدوین محمد طاہر منصوری، عبدالحئی ابڑو، 2006ء، مضمون امام ابو حنیفہ کے فقہی اصول، مولانا گوہر رحمان صفحہ 3 سے 25 تک۔ یہ اور دیگر آئندہ اقتباسات اسی مضمون سے لیے گئے ہیں۔ البتہ ان اقتباسات سے جو نتائج اخذ کیے ہیں وہ ہمارے ہیں اور ہم ہی اس کے ذمہ دار ہیں۔

2......صفحہ 7 بحوالہ تاریخ بغداد، دار الکتاب العربی بیروت جلد 13 صفحہ 368۔

Marfat.com

اختلفت الصحابة اخترت من قولهم واذا جاء من بعدهم اخذت وتركت.[1]

ترجمہ: میں نے ابوحنیفہؒ سے خود سنا ہے فرماتے تھے: میں جب کوئی حکم اللہ کی کتاب یا اس کے رسول ﷺ کی سنت میں پالیتا ہوں تو اسی پر عمل کرتا ہوں اور اس سے ہٹ کر کوئی بات نہیں کرتا۔ جب صحابہؓ کے درمیان آراء کا اختلاف ہو تو میں ان کے اقوال میں سے کسی ایک کو پسند کر کے اختیار کر لیتا ہوں، مگر جب بعد کے لوگوں سے کوئی بات ہمارے پاس آجائے تو میں اسے کبھی لے لیتا ہوں اور کبھی چھوڑ دیتا ہوں۔

امام زفر بن ہزیلؒ (متوفی 158ھ) فرماتے ہیں:

لاتلتفتوا الی کلام المخالفین فان ابا حنیفة واصحابنا لم یقولوا فی مسئلة الا من الکتاب والسنة والاقاویل الصحیحة ثم یقیسون بعد علیها.[2]

ترجمہ: مخالفین کی باتوں پر توجہ نہ دو! ابوحنیفہؒ اور ہمارے دوسرے اصحاب کسی بھی مسئلے میں کوئی بات نہیں کرتے تھے، مگر قرآن وسنت اور صحابہؓ کے صحیح اقوال کے مطابق (کرتے تھے) اور پھر ان پر قیاس کرتے تھے۔ (قارئین کرام، ان الفاظ پر بار بار غور فرمایئے۔)

حدیث رسول:

حدیثِ رسول کا حجت شرعی اور مآخذ دین ہونا قرآن کی آیات سے ثابت ہے اور یہ اجماعی مسئلہ ہے۔ قرآنِ کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا

1......حوالہ سابق. صفحہ 8 بحوالہ موفق مکی، مناقب الامام الاعظم طبع کوئٹہ 1407، صفحہ 75۔

2......حوالہ سابق. صفحہ 8 بحوالہ موفق مکی، مناقب الامام الاعظم طبع کوئٹہ 1407 صفحہ 83۔

Marfat.com

گیا ہے اور یہ شرط نہیں لگائی کہ رسول ﷺ کی صرف اسی بات کو مانو جو قرآن میں مذکور ہو، بلکہ غیر مشروط اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

باقی ائمہ کی طرح امام ابو حنیفہؒ بھی صحیح حدیث کے مقابلے میں نہ اپنی رائے کو ترجیح دیتے تھے، اور نہ کسی اور کی رائے پر توجہ دیتے تھے۔ [1]

اجماع:

اجماع کے معنی ہیں ''امت کے مجتہدین کا کسی زمانے میں کسی امر پر متفق ہو جانا'' یہ اہل سنت کے تمام ائمہ کے نزدیک شرعی حجت اور مآخذ احکام ہے، اس کا حجت ہونا قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ اس ضمن میں حضرت ابو بکرؓ کا عمل یہ تھا کہ: فیصلہ طلب معاملے میں اہل علم کا جس بات پر اجماع ہو جاتا، تو وہ اسی کے مطابق فیصلہ فرماتے تھے۔ [2]

حنفی اصول فقہ کے امام فخر الاسلام بزدویؒ فرماتے ہیں: اجماع سے ثابت شدہ حکم پر اعتقاد رکھنا واجب ہے اور اس پر عمل کرنا بھی لازم ہے اور قطعی اجماع سے انکار کفر ہے۔ [3]

امام صاحبؒ نہ صرف یہ کہ اجماع کو حجت اور ماخذ شریعت تسلیم کرتے تھے، بلکہ آپ کی فقہ کی تدوین اجتماعی بحث وتحقیق کے طریقے پر ہوتی تھی اور آپ انفرادی رائے پر اجتماعی اجتہاد کو ترجیح دیتے تھے کیونکہ حضرت علیؓ کے ایک سوال کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

شاوروا فیه الفقهاء العابدین ولا تمضوا فیه برای خاصه. [4]

1...... حوالہ سابق صفحہ 11۔

2...... حوالہ سابق، صفحہ 16 بحوالہ سنن داری، طبع بیروت 1987، جلدا، صفحہ 70 اور مسند احمد طبع بیروت، جلد 2 صفحہ 166۔

3...... بحوالہ الاصول للبزدوی، طبع کراچی صفحہ 245۔

4...... صفحہ 17 بحوالہ مجمع الزوائد۔ باب الاجماع، جلد 61 صفحہ 178 / 171 تا 221۔

Marfat.com

''ایسے معاملے میں جس کے متعلق قرآن وسنت میں کچھ معلوم نہ ہوسکا ہو تم عبادت گزار فقہاء سے مشورہ کرلیا کرو اور کسی کی شخصی رائے پر نہ چلو۔''

اس ہدایت رسول ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے امام ابوحنیفہؒ نے اپنے شاگردوں اور ممتاز اہل علم کی ایک مجلس بنائی تھی جس میں بحث و تحقیق کے بعد حل طلب مسائل کا فیصلہ کیا جاتا تھا۔ موفق الدین مکیؒ لکھتے ہیں:

''ابوحنیفہؒ نے اپنا فقہی مسلک اپنے اصحاب کے درمیان مشاورت کے ذریعے مدون کیا تھا۔ وہ اپنی رائے پر اصرار نہیں کرتے تھے، بلکہ مجلس بحث و تحقیق میں کوئی مسئلہ پیش کر کے شرکاء مجلس کی آراء سنتے تھے اور اپنی رائے سناتے تھے۔ بعض اوقات یہ مباحثہ و مناظرہ ایک ماہ سے بھی زیادہ دنوں تک جاری رہتا تھا، یہاں تک کہ کسی حال تک رائے پر اتفاق ہو جاتا اور امام ابویوسفؒ اسے قلم بند کر لیتے۔''[1]

امام ابوحنیفہؒ کی قائم کردہ اس مجلس بحث و تحقیق کے ارکان کی تعداد 40 بتائی جاتی ہے جن کے اسماء کو ترتیب وفات کے اعتبار سے علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے تلمیذ خاص مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ نے مختصر تعارف کے ساتھ مرتب کر دیا ہے۔[2]

اس مجلسِ تدوین فقہ کے ارکان میں سے 36 کے بارے میں امام ابوحنیفہ کی رائے یہ تھی:

ھٰؤلاء ستة وثلاثون رجلا، منهم ثمانية وعشرون يصلحون للقضاء وستة يصلحون للفتوى واثنان ابويوسف وزفر يصلحان لتاديب القضاة وارباب الفتوى.[3]

میرے یہ 36 اصحاب ہیں جن میں سے 28 قاضی بننے کے اہل ہیں، 6 فتویٰ دینے

1...... صفحہ 17 بحوالہ مناقب الامام الاعظم، جلد 2 صفحہ 133۔ مزید دیکھیے سیرۃ نعمان، علامہ شبلیؒ، صفحہ 150 تا 153۔

2 اور 3...... تفصیل کے لیے دیکھیے انوار الباری شرح صحیح البخاری، طبع ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، جلد ا صفحہ 170۔

Marfat.com

کے اہل ہیں۔ابو یوسفؒ وزفرؒ قاضیوں اور مفتیوں کو تربیت دینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔

یہی اجتماعی اجتہاد اور شورائیت حنفی فقہ کی امتیازی صفت ہے جس کی وجہ سے امت کی اکثریت اس کا اتباع کرتی ہے۔مسائل کے حل کے لیے شورائیت واجتماعیت کا قرآن وسنت نے حکم دیا ہے، اور یہی خلفاء راشدینؓ، بالخصوص شیخین یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ کی سنت تھی۔

اقوالِ صحابہؓ:

اقوال صحابہؓ کے حجت ہونے میں مشائخ حنفیہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

اسی سلسلے میں امام ابوحنیفہؒ کا اپنا قول ہے:

واذا جاء عن الصحابة تخيرنا.[1]

''جب ہمارے پاس صحابہؓ کے اقوال آجائیں تو ہم ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کریں گے۔''

قاضی ابوسعید البردعیؒ (متوفی 317ھ) نے اسی قول کو ترجیح دی ہے اور حنفی اصول فقہ میں ابوحنیفہؒ کا مسلک اسی طرح نقل ہوا ہے۔امام سرخسیؒ (متوفی 490ھ) لکھتے ہیں:

عن ابی سعيد البردعی انه كان يقول قول واحد من الصحابة مقدم على القياس يترک القياس بقوله وعلى هذا ادركنا مشائخنا.[2]

''ابوسعید البردعی کہا کرتے تھے کہ صحابی کا قول قیاس پر مقدم ہے اور اس کے مقابلے میں قیاس ترک کر دیا جاتا ہے، ہم نے اپنے مشائخ کو اسی رائے پر پایا ہے۔''

امام مالکؒ، امام احمدؒ اور امام شافعیؒ سے تو عدم حجیّت کے اقوال بھی مروی ہیں،

1......صفحہ 18 بحوالہ مناقب الامام الاعظم جلد 2، صفحہ 125۔

2......صفحہ 18، بحوالہ اصول السرخسی، طبع ریاض جلد 2، صفحہ 105۔

Marfat.com

بلکہ شافعیہ کے ہاں عدم حجیت کا قول زیادہ متداول ہے، تاہم امام ابوحنیفہؒ سے مروی تمام روایات یہ واضح کرتی ہیں کہ آپ کتاب وسنت اور اجماع کے بعد صحابی کے قول کو اپنے قیاس پر ترجیح دیتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ حدیث مرسل اور حدیثِ ضعیف کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے تھے۔

امام ابوحنیفہؒ قیاس و اجتہاد پر فتویٰ صرف اسی صورت میں دیتے تھے جب قرآن، سنت، اجماع اور قول صحابی سے کسی مسئلے کا حکم معلوم نہ ہوسکے، چنانچہ آپ کہتے ہیں:

اللہ کی قسم! وہ شخص جھوٹ بولتا ہے اور ہم پر الزام لگاتا ہے جو کہتا ہے کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم سمجھتے ہیں، کیا نص کی موجودگی میں قیاس کی ضرورت پڑسکتی ہے؟ ہم تو شدید ضرورت کے بغیر قیاس بھی نہیں کرتے۔[1]

ان طویل اقتباسات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ:

1...... جب بھی امام ابوحنیفہؒ کے سامنے کوئی مسئلہ پیش کیا جاتا تو آپ پہلے قرآن و سنّت سے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔

2...... صحابہؓ کرام کا قول (وعمل) معلوم کرتے تھے اور اگر یہ بھی نہ ملے تو......

3...... تحقیق اور بحث ومباحثہ کے لیے اپنے شاگردوں کے سامنے وہ مسئلہ پیش کرتے تھے اور یہ مشاورت عام اور طویل ہوتی تھی حتّٰی کہ یہ مباحثہ ومناظرہ کبھی ایک ماہ/کئی سالوں سے بھی زیادہ تک جاری رہتا تھا (جس میں وہ شرکاء مجلس شریک ہوتے تھے جنکی تعداد 40 بتائی جاتی ہے)[2] یہاں تک کہ کسی رائے پر اتفاق ہوجاتا اور امام ابویوسفؒ قلم بند کرلیتے تھے، اور پھر حنفی حضرات اس پر عمل پیرا ہوجاتے تھے۔

1...... صفحہ 21-22 مضمون۔

2...... ایک روایت میں امام صاحب کے شاگردوں کی تعداد 880 بتائی گئی ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے: حضرت امام ابوحنیفہؒ کی سیاسی زندگی، سید مناظر احسن گیلانی، المیزان، لاہور 2006ء صفحہ 85۔

Marfat.com

ایک اہم بات جو امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے وہ بھی ہم یہاں پیش کردیتے ہیں:

"ہم اپنی رائے پر کسی کو مجبور نہیں کرتے اور نہ یہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص نہ چاہتے ہوئے بھی اسے قبول کرے۔ اگر کسی کے پاس اس سے اچھی بات ہو تو اسے لائے۔"[1]

امام ابوحنیفہؒ کی تقلید

اول تو ہمیں امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرتے ہوئے یہ دیکھنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے، جب اسلام ہر روز تیزی سے پھیل رہا تھا، کیا کسی نو مسلم مجوسی کو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے پرانے معبود خدا، یزد، خداوند، داور و دیگر کسی نام سے پکارنے کی اجازت دی۔ اور بقول مفتی صاحبان ایسی کوئی شہادت نہیں ملتی۔ دوسرے آخر اس کی ضرورت کیوں پیش آئی جبکہ چوتھی صدی ہجری کے آخر تک کم از کم 10-15 نسلیں مسلمانوں کی گزر چکی تھیں جو پیدائش سے لیکر موت تک صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معبودِ برحق کے طور پر پکار رہے تھے۔

اس سے ایک بات اور بھی واضح طور پر ثابت ہوتی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے کبھی کسی بھی عادت، رسم، رواج کو جائز ہونے کا سرٹیفکیٹ بغیر بحث و مباحثہ اور تحقیق کے نہیں دیا۔ آپ نے بادشاہِ وقت کی کسی عادت و شاہی ضرورت کی شرعی تصدیق نہیں کی۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں لیکن دیگر سینکڑوں ہزاروں علماء کی طرح بادشاہ کے سامنے سر نہیں جھکایا، اس کی غیر شرعی بات نہ مانی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خدا کے لفظ کو اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کرنے سے پہلے کیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ کار اختیار کیا گیا، کیا اس نئے نام کی شرعی

1......اسلام میں اختلاف کے اصول و آداب ڈاکٹر طٰہٰ جابر فیاض العلوانی، اردو ترجمہ الفرقان ٹرسٹ خان گڑھ، صفحہ 73 بحوالہ الانتقاۃ: صفحہ 640۔

Marfat.com

ضرورت اور خود اس نام پر بحث و تحقیق ہوئی اور کون کون سے مجتہدین صاحبان شریک ہوئے اور انہوں نے کیا رائے دی، کیا شرعی (قرآن وسنت سے) دلیل دی گئی۔ یہ اجماع کب اور کہاں ہوا اور کس نے اسے قلمبند کیا............؟؟

کیا وہ تمام احتیاط وطریقہ اختیار کیا گیا جو امام اعظم ابوحنیفہؒ اور ان کے سینکڑوں شاگردوں کا وتیرہ تھا......؟؟

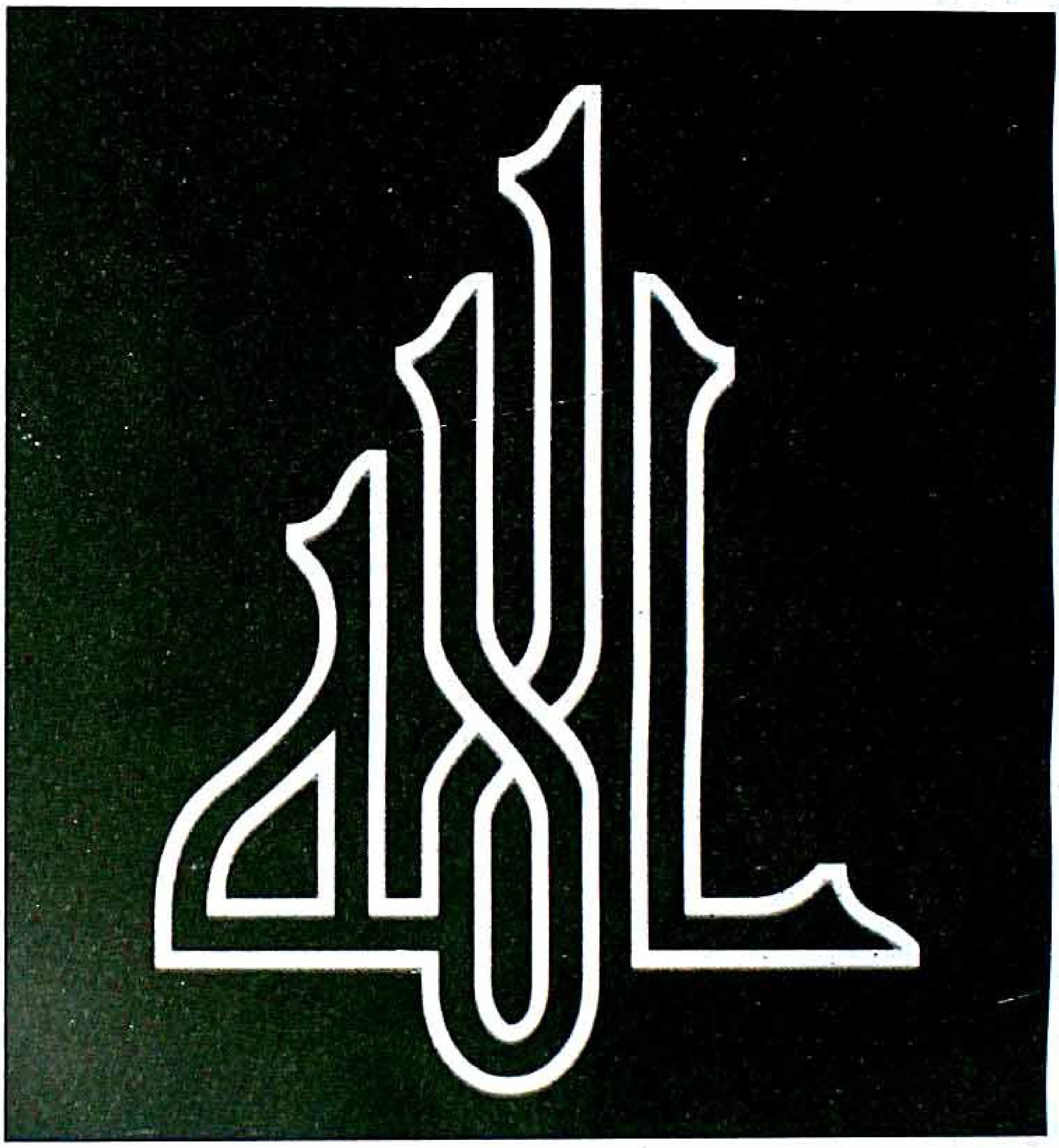

Marfat.com

باب......10

لفظ خدا پر اجماع کب اور کہاں ہوا یا کبھی نہیں ہوا؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان امتی لاتجتمع علیٰ ضلالۃً

بلاشبہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ 1

اِجماع کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ:

لغت میں ''اجماع'' کے دو معنیٰ آتے ہیں: (۱) عزم کرنا (۲) اتفاق کرنا۔ اور اصطلاحِ شریعت میں ایک خاص قسم کے اتفاق کو ''اجماع'' کہا جاتا ہے جس کی تعریف یہ ہے کہ:

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد کسی زمانہ کے تمام فقہاء و مجتہدین کا کسی حکمِ شرعی پر متفق ہو جانا ''اجماع'' ہے۔

''اجماع'' فقہ کا تیسرا ماٰخذ اور احکامِ شرعیہ کے چار دلائل میں سے ایک ہے، جس مسئلہ کے شرعی حکم پر اجماع منعقد ہو گیا ہو اسے ''اجماع فیصلہ'' یا ''مسئلۂ اجماعیہ'' یا ''مسئلۂ مُجمع علیہا'' کہا جاتا ہے، اس کی حیثیت احکامِ شرعیہ کی دلیل اور فقہ کا ماٰخذ ہونے کے اعتبار سے وہی ہے جو آنحضرت ﷺ کی سنت کی ہے، کہ سُنّت کی طرح اس کی بھی بعض قسمیں ظنی اور بعض قطعی ہوتی ہیں۔ 2

اجماع کی دو قسمیں ہیں:

اجماع قولی:

اس سے مراد یہ ہے کہ تمام مجتہدین کسی مسئلہ پر اس طرح متفق ہوں کہ وہ اس کا

1......ابو داؤد/ حدیث 4253، ابن ماجہ/ حدیث 3950، طبرانی فی الکبیر/ حدیث 3440۔

2......فقہ میں اجماع کا مقام، مفتی محمد رفیع عثمانی، ادارۃ المعارف، کراچی۔ صفحہ 8 اور 9۔

Marfat.com

صراحت سے اظہار کریں خواہ قول سے کریں یا قضاء سے کریں۔ یہ اجماع بالاتفاق حجت ہے۔

اجماعِ سکوتی:

جب کوئی مسئلہ پیش کیا جائے تو چند اہلِ اجتہاد علماء تو اس پر متفق ہو جائیں لیکن دیگر مجتہدین اس پر خاموشی اختیار کریں اور کوئی اعتراض نہ کریں۔ یہ اجماع احناف کے نزدیک حجت ہے (جبکہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اسے اجماع تسلیم نہیں کرتے)۔[1]

اس تعریف اجماع سے معلوم ہوا کہ اجماع کے لیے:

1...... کسی مسئلہ کا درپیش ہونا ضروری ہے۔

2...... امت کے تمام مجتہد (غور فرمایئے تمام مجتہد) جمع ہو کر اس پر غور و خوض کریں، اگر تمام مجتہد جمع نہ ہوں تو اجماع معتبر نہ ہوگا۔

3...... اجماع کے لیے کسی شرعی دلیل کا ہونا ضروری ہے جس پر سب متفق ہوئے ہوں۔ محض اپنی خواہش پر کیا جانے والا اجماع معتبر نہ ہوگا۔

4...... جب کسی مسئلہ پر تمام مجتہد متفق ہو جائیں تو پھر ضروری ہے کہ متفقہ فیصلہ عمل میں آ جائے۔

اب ہم مختصراً یہ دیکھتے ہیں کہ یہ مسئلہ کہ "اللہ تعالیٰ کو کسی اور نام سے اور خاص طور پر خدا اور God کے نام سے پکارا جا سکتا ہے؟" کب پیدا ہوا۔

مفتی صاحبان کو بھی اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے لفظ خدا کا استعمال نہیں کیا۔

1...... فقہ الحدیث، اردو ترجمہ الدرر البھیۃ، امام شوکانیؒ، الحدیث پبلشرز، لاہور 2004، جلد اوّل، صفحہ 60۔

Marfat.com

باب اوّل میں ہم تیسری صدی ہجری تک کے حالات لکھ چکے ہیں۔ گویا یہ بات ثبوت کی حد تک پہنچتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور سے ائمہ اربعہ کے دور تک اگر کوئی اجماع سکوتی تھا تو وہ یہ کہ اللہ تبارک تعالیٰ کو کوئی بھی نومسلم اپنے پرانے معبودوں کے نام سے نہیں پکار سکتا تھا، چاہے وہ کسی بھی ملک کا رہنے والا ہو، اسلام سے پہلے کسی مذہب وعقیدے کا ماننے والا ہو اور کسی بھی زبان کا بولنے والا ہو۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حاضرین کے سامنے خطبہ دیا، اور فرمایا کہ آج میں تمہارے سامنے اسی طرح خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے کھڑے ہوئے تھے، اور آپ ﷺ نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

اوصیکم باصحابی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یفشوا الکذب حتی یحلف الرجل ولایستحلف ویشھد ولا یستشھد فمن اراد منکم بحبوحة الجنّة فیلزم الجماعة، فان الشیطان مع الواحد وھو من الاثنین ابعد.[1]

''میں تم کو اپنے صحابہ (کی پیروی) کی وصیت کرتا ہوں، پھر ان لوگوں (کی پیروی) کی جو اُن کے بعد ہوں گے (یعنی تابعین) پھر ان لوگوں (کی پیروی) کی جو ان (تابعین) کے بعد ہوں گے، (یعنی تبع تابعین) پھر جھوٹ پھیل جائے گا، حتّٰی کہ آدمی قسم کھائے گا، حالانکہ اس سے کسی نے قسم کھانے کا مطالبہ نہ کیا ہوگا، اور گواہی دے گا حالانکہ اس سے کسی نے گواہی طلب نہ کی ہوگی، پس تم میں سے جو شخص جنت کے بیچوں بیچ رہنا چاہتا ہو وہ ''الجماعۃ'' (مخصوص جماعت) کو لازم پکڑے (یعنی اپنے

---

1 ......رواہ الترمذی فی الجامع والحاکم فی المستدرک واللفظ لہ قال الحاکم ''ھذا حدیث صحیحٌ علیٰ شرط الشیخین ولم یخرجاہ واقرّہ الذھبی۔

Marfat.com

اعتقاد اور افعال میں اس جماعت کا اتباع کرے) کیونکہ شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے زیادہ دُور رہتا ہے۔''

قارئین کرام! رسول اللہ ﷺ، صحابہؓ، تابعین اور تبع تابعین کی پیروی کے لیے حکم فرما رہے ہیں (علامہ آلوسیؒ یا کسی اور عالم کی ذاتی رائے کی نہیں) اور یہ جماعت اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کہتی تھی۔

خلافت عباسیہ میں احیاء فارسی:

دوسری صدی ہجری کے آخر میں جب خلافتِ عباسیہ میں نومسلم فارسیوں کا اثر ورسوخ بڑھا تو فارسی قومیت اور فارسی زبان کو نئی زندگی ملی اور تیسری صدی ہجری میں یہ تحریک کافی مضبوط ہوئی جب غیر فارس ترک، فارس وخراسان میں حاکم ہوئے، اس کے ساتھ ہی ساسانی نسل کے نومسلم بھی اقتدار میں آئے۔ اوّل الذکر کی یہ سیاسی مجبوری تھی اور آخر الذکر کی قومیت پرستی تھی۔ اس دور میں عرب اور عربی آہستہ آہستہ اقتدار سے بے دخل ہونے لگے۔ چوتھی صدی کے آخر میں نوبت یہاں تک پہنچی کہ ساسانی حاکموں نے [1] دقیقی کو مجوسی شاہان اور سورماؤں کی کہانی لکھنے پر معمور کیا۔ اس کے قتل کے بعد یہ کام فردوسی کے سپرد ہوا جس نے فارسی قومیت اور عرب دشمنی میں طے کیا کہ وہ حتی الامکان شاہنامے میں عربی الفاظ استعمال نہیں کرے گا، اور یوں پہلی مرتبہ نئی فارسی میں جو عربی رَسم الخط میں لکھی جاتی تھی، اللہ تعالیٰ کے لیے زرتشتی مذہب کے معبود کا نام خدا (جو کہ ثنویت کی علامت ہے) داخل ہوا۔ [2]

محمود غزنوی اور فارسی زبان کی سرپرستی:

سلطان محمود کے زمانے میں فارسی نے غیر معمولی ترقی کی۔ اس کے وزیر

1...... ابونصر۔ دولت غزنویہ صفحہ 198۔

2...... دیکھیے لغت نامہ دهخدا، جلد 20 صفحہ 302۔

Marfat.com

ابوالعباس جو زمانہ ماقبل دولت سامانیہ کے ساتھ تھا، نے اس ضمن میں بہت کوشش کی۔ یہ شخص عربی کا فاضل نہیں تھا حتیٰ کہ سلطانی احکام عربی میں قلمبند نہیں کر سکتا تھا اور شاہی احکام فارسی میں لکھتا تھا۔ روز بروز تمام دفاتر ہی فارسی میں ہو گئے [1] اور فارسی ہی سرکاری زبان قرار پائی۔ عربی موقوف ہوئی، فارسی اس کی جانشین بنی۔[2] چونکہ ترکی اور افغانوں کے لیے بہ نسبت عربی کے لیے یہ زبان سہل تھی اس لیے ان لوگوں نے اس انقلاب کی مخالفت نہ کی۔ علمی مسندوں اور دربارشاہی پر یہی لوگ قابض تھے۔ اسی دور میں مذہبی، تاریخی اور ادبی کتب فارسی میں لکھی جانے لگیں، شاہنامہ فردوسی جس میں اللہ تعالیٰ کے لیے خدا، یزدو یزداں کے الفاظ استعمال ہوئے، اسی دور میں لکھا گیا۔ سلطان محمود کا مولد زابستان تھا، وہ فارسی الاصل تھا۔ قومیت کے خیال سے فارسی کی حمایت پر اسے تحسین کہی جا سکتی ہے۔ محمود غزنوی کے والد سبکتگین کے متعلق لیتھبراج نے تاریخ ہند کے صفحہ نمبر 68 پر لکھا ہے کہ وہ شاہ یزدگرد خاتم سلطنت فارس کی اولاد سے تھا۔[3]

مندرجہ بالا تفصیل سے ہم نے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے عجمی ناموں کے استعمال کے سلسلے میں کبھی بھی کوئی اجماع نہیں ہوا۔ یہ صرف ترکی، ایرانی اور افغانی صاحبان جو عربی کے مقابلے میں فارسی کو ترجیح اور

---

1 ...... تفصیل کے لیے دیکھیے دولت غزنویہ، مولانا محمود الرحمٰن ندوی، مکتبہ جمال لاہور 2004ء، صفحہ 188 تا 191، اور Mussulman Culture by V.V.Bartold, Oxford, Karachi, 2009 Chapter IV, Persian Culture and its Influence

2 ...... اموی دور میں یہ دفاتر فارسی سے عربی میں منتقل ہوئے تھے، تفصیل کے لیے دیکھیے فتوح البلدان، البلاذری اردو ترجمہ سید ابونصیر مودودی، نفیس اکیڈمی، کراچی، 1986، حصہ اول، صفحہ 427-428

3 ...... دولت غزنویہ، صفحہ 25۔

Marfat.com

فوقیت دیتے تھے ان کا کارنامہ ہے۔ ہمیں اس زمانے کا کوئی مجتہد نہیں ملتا جو اکیلا بھی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا جائز ہے، البتہ ہمیں چوتھی پانچویں صدی کے ابوالحسن اشعریؒ اور ابوالقاسم قشیریؒ ضرور ملتے ہیں جن کا فرمان تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نام توقیفی ہیں، اسی دور کے ہمیں امام الحرمینؒ اور بیہقیؒ ملتے ہیں جو اسماء کے توقیفی ہونے کے قائل ہیں۔ چھٹی صدی ہجری میں ہمیں امام غزالیؒ (م 505) ملتے ہیں جو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا اسمِ ذات توقیفی ہے، امام بغوی (م 515) ہیں جو اسماءِ اللہ کو توقیفی مانتے ہیں پھر اسی دور میں ابونعیم اصفہانیؒ کتاب لکھتے ہیں جس میں اسماءِ اللہ تعالیٰ سے متعلق 92 احادیث جمع کرتے ہیں مگر ایک بھی حدیث ایسی نہیں لکھتے جو اللہ تعالیٰ کے لیے کسی باطل معبود کے نام کا جواز پیدا کر سکے۔ اسی دور کے ابن مندہؒ (395 ہجری) دو جلدیں اسماء پر لکھتے ہیں مگر کسی اور نام سے اللہ تعالیٰ کو پکارنے کی بالکل بات نہیں کرتے، اب چھٹی صدی کے آخر میں امام ابن جوزیؒ (م 597ھ) ملتے ہیں اور ہمیں زجاجؒ کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ کسی کے لیے مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس نام سے پکارے کہ اللہ نے خود کو جس نام سے موسوم نہیں کیا۔

میری نظر میں یہ ان تمام صاحبان رحمۃ اللہ علیہم کا فارسی زبان اور قومیت کے احیاء کے سرپرست حکمرانوں/ امراء کے خلاف علمِ بغاوت تھا اور اسلام کی صحیح تعلیم کا علم اونچا رکھنا مقصود تھا، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور جزائے خیر دے۔

یہ سب کچھ تو ملتا ہے مگر کسی بھی اجماع کی ہمیں اطلاع نہیں ملتی جو اس مسئلہ پر ہوا ہو کہ اللہ تعالیٰ کو خدا کہا جا سکتا ہے، ہاں البتہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اسی دورِ احیاء فارسی اور خراسانی/ مجوسی قومیت میں اور خراسان ہی میں رہتے ہوئے محدث دیلمیؒ (م 509ھ) بتاتے ہیں کہ:

Marfat.com

﴿لاتاکلوا من صید المجوس إلا السمک.﴾

''مجوس کے شکار سے سوائے مچھلی کے کچھ مت کھاؤ۔''[1]

اس سے پہلے امام حاکمؒ (م405ھ) اور امام بیہقی (م458ھ) ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث پہنچا چکے ہیں کہ:

بسم اللہ خیر الاسماء..........الخ[2]

سلام ہے ان محدثین ودیگر امام صاحبان حضرات کو کہ جنہوں نے حکمرانوں، وزراء، امراء، مفکرین، ادباء وشعراء حامیان احیاء فارسی کے بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود حق بات کہی۔

ان تمام حقائق سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ جس دور میں فردوسی اور دیگر نے اللہ کے لیے خدا کا لفظ استعمال کیا تب بھی جید علماء وامام صاحبان اور محدثینؒ نے کھل کر یہ بات کی کہ اللہ کو اللہ ہی کہنا چاہیے اس لیے کہ حدیث کے مطابق یہی سب ناموں سے اچھا نام ہے اور یہ کہ اسماء اللہ توقیفی ہیں اس لیے ان میں اجتہاد نہیں ہوسکتا۔ اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ کوئی بھی نامور فقیہہ، امام، محدث، مجتہد اس بات کا حامی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کو خدا کہا جاسکتا ہے، اگر یہ اجماع تھا تو اس وقت کے حکمرانوں، وزراء، امراء، مجوسی نژاد فارسیوں کا فردوسی کی اختراع پر تھا جو عرب اور عربی دشمنی میں وحدہ لاشریک اللہ تعالیٰ کو، اس نام (خدا) کے تمام نقائص کو درگزر کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کرنے لگے اور ان صاحبان کی تقلید میں یہ نام زبان زدِ عام ہوگیا اور بعد میں عیسائی پوپ کی طرح، مسلمان علماء کرام میں بھی، شاید حکمرانوں کی خوشی کی خاطر، ایک گروہ پیدا ہوگیا، جس نے اس نئے نام کی تائید

1......مسند الفردوس۔ دیلمیؒ، 5/ 206۔

2...... مستدرک، امام حاکم، سنن الکبریٰ۔ صحیح حدیث۔

Marfat.com

وتوثیق شروع کردی، معقولات کے ساتھ، جو مجوسی اور رومی حضرات کا ہی اسلام میں تحفہ ہے، جو آج تک جاری ہے۔ مگر یہ بات کوئی نہیں بتاتا کہ آخر کار اللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ کے سینکڑوں ناموں کی موجودگی کے باوجود اور یہ بات مانتے ہوئے کہ اس مقدس ذات کو اللّٰہ تبارک وتعالیٰ کے نام ہی سے پکارنا افضل ہے۔ اس بات پر اصرار کیوں ہے، ضد کیوں ہے کہ اسے خدا کہا جائے اور ان ہزاروں ناموں سے بھی اس ذات اقدس بالا وبرتر کو پکارا جائے جن سے کسی بھی مذہب وزبان میں معبودوں کو پکارا جاتا ہے (چاہے وہ ثنویت، تثلیث اور کثرت کی علامت ہوں)۔ تو پھر سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں، مشرکوں کے تعلق سے جو آیات نازل فرمائیں ان کا مطلب ومدعا کیا تھا۔ اور رسول اللّٰہ ﷺ کی ساری زندگی ان حضرات کو اللّٰہ وحدہ لاشریک کی طرف بلانے میں لگی اور اگر ان سب کے اندر فی الجملہ توحید کا تصور موجود تھا وہ اپنے شرک کو بھی شرک کہنا اور کہلانا پسند نہیں کرتے،[1] تو پھر کیا نعوذ باللّٰہ، رسول اللّٰہ ﷺ ان حضرات کو صرف اپنی نبوت پر بلا رہے تھے۔ ہمارے خیال میں اسلام اور دیگر مذاہب کے درمیان فرق توحید، خالص توحید ہی کا ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ کو خدا/ God و دیگر مذاہب کے معبودوں کے نام سے پکارنے کی ضرورت کیا ہے۔ اور خاص طور پر ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے آپس کی گفتگو اور تحریر میں اللّٰہ تبارک وتعالیٰ کو خدا کے نام سے پکارتا ہے تو اس کا مقصد کیا ہے۔ کیا وہ دونوں اپنے وحدہ لاشریک کے اسم ذات اللّٰہ تعالیٰ سے ناواقف ہیں، جس کو ایک دوسرے نام سے سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیا آپس میں

1 ...... قاموس الفقہ، جلد اوّل صفحہ 422۔ اس موضوع پر اس قاموس میں صفحہ 413 سے 425 تک بحث ہے۔ بڑے سائز کے 13 صفحات کی اس پوری بحث میں بھی کہیں نہیں لکھا کہ اس ذات مقدس کو خدا یا کسی اور نام سے بھی پکارا جا سکتا ہے اس پر کب اور کہاں اجماع ہوا۔ صرف علماء کی ذاتی رائے کے حوالے ہیں شرعی دلیل کوئی نہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا نام لینا ان کو کسی احساس شرمندگی یا کمتری میں مبتلا کرتا ہے۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تو قیصر و کسریٰ اور ان کے عمال کو جو خطوط لکھے ان سب کو ان کے موجودہ معبودوں خدا اور God کو چھوڑ کر......

﴿لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہٗ﴾

کی طرف بلایا تھا۔ ان کے معبودوں کا تو ان خطوط میں نام تک نہیں تھا۔

کیا اب ہمیں آپس میں بھی یہ مقدس نام لیتے ہوئے شرم آتی ہے؟

قارئین کرام، سورۂ توبہ (برأت 9) کی آیت 31 کی امام جلال الدین السیوطیؒ کی الدر المنثور فی التفسیر الماثور کی تفسیر ملاحظہ فرمائیے اور اللہ اور خدا کے تعلق سے اس پر غور فرمائیے:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ ۚ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ﴾

''انہوں نے بنا لیا اپنے پادریوں اور اپنے راہبوں کو (اپنے) پروردگار اللہ کو چھوڑ کر اور مسیح فرزند مریم کو بھی۔ حالانکہ نہیں حکم دیا گیا انہیں بجز اس کے کہ وہ عبادت کریں (صرف) ایک معبود کی۔ نہیں کوئی معبود بغیر اس کے، وہ پاک ہے اس سے جسے وہ اس کا شریک بناتے ہیں۔''

امام ابن سعد، عبد بن حمید ترمذی، آپ نے اس روایت کو حسن کہا ہے، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور آپ سورۂ برأت کی یہی مذکورہ آیت پڑھ رہے تھے تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جانو کہ وہ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ جب انہوں نے ان کے لیے کچھ اشیاء کو حلال قرار دیا تو انہوں نے انہیں حلال سمجھ لیا اور جب انہوں نے ان پر کچھ چیزوں کو حرام قرار دیا تو انہوں نے انہیں حرام کر لیا۔ (ترمذی دار الکتب العلمیہ بیروت، کتاب تفسیر القرآن حدیث 3095)

Marfat.com

امام عبدالرزاق، فریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابوالبختری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کرتے ہوئے یہ کہا: اس ارشاد باری کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہ کیا وہ ان کی عبادت کرتے تھے؟ تو آپ نے جواباً کہا: نہیں۔ بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ جب انہوں نے ان کے لیے کچھ چیزوں کو حلال قرار دیا تو انہوں نے انہیں حلال کرلیا اور انہوں نے جب ان پر کچھ چیزوں کو حرام کردیا۔ تو انہوں نے انہیں حرام جان لیا۔ **(تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 144، بیروت)**

امام ابوالشیخ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا: خبردار! یہ جان لو بلاشبہ انہوں نے ان کی عبادت نہیں کی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معصیت میں ان کی اطاعت و پیروی کی۔ **(شعب الایمان جلد 7، صفحہ 45، 9394)**

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اِتَّخَذُوْٓا یعنی یہودیوں نے اپنے علماء کو بنالیا وَرُهْبَانَهُمْ اور عیسائیوں نے اپنے راہبوں کو (پروردگار اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر) اور مسیح فرزند مریم کو بھی، وَمَآ اُمِرُوْٓا حالانکہ اس کتاب میں انہیں یہ حکم نہیں دیا گیا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی اور ان سے عہد لیا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی تسبیح اور پاکی بیان فرمائی اس سے کہ اس پر یہ بہتان لگایا جائے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اَحْبَارَهُمْ سے مراد ان کے قراء اور رُهْبَانَهُمْ سے مراد ان کے علماء ہیں۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ احبار یہودیوں میں سے تھے اور رہبان عیسائیوں میں سے۔ امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے بھی اسی کی مثل قول بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا کہ الاحبار سے مراد علماء ہیں اور الرھبان سے مراد عبادت گزار لوگ ہیں۔

Marfat.com

باب......11

خلاصہ بحث: کوئی اجماع نہیں ہوا۔

ایک عادت جڑ پکڑ گئی جسے اب اجماع کہا جا رہا ہے۔

گزشتہ ابواب میں ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ:

1......پہلی صدی ہجری میں نہ رسول اللہ ﷺ نے اور نہ ہی خلفائے راشدین اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے کسی نومسلم کو اللہ وحدہ لاشریک کے لیے اپنے پرانے معبودوں کے نام استعمال کرنے کی اجازت دی اور اس طرح فقہ حنفی کے اعتبار سے بھی ایک ''اجماع سکوتی'' ہوگیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو کسی بھی دوسرے مذہب، عقیدے، اور زبان کے معبود کے نام سے نہیں پکارا جا سکتا۔

2......تابعین اور ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، شافعی، مالک اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم) نے بھی اس اجماع سکوتی سے روگردانی نہیں کی اور کوئی ایسا فتویٰ نہیں دیا جبکہ صرف امام ابوحنیفہؒ کے متعلق ثبوت ہے کہ لاکھوں استفتاء پورے بلادِ اسلامیہ سے وصول ہوئے اور کم از کم 82 ہزار فتوے جاری ہوئے (جبکہ کچھ صاحبان یہ تعداد لاکھوں میں بھی بتاتے ہیں)۔

3......قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اور صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہوئے بعد کے امام صاحبان نے اس کی اجازت نہیں دی اور اسماء اللہ عزوجل کو توقیفی ہی مانا یعنی جس میں اجتہاد کی گنجائش نہیں۔

4......خلافت عباسیہ میں جب خراسانی اور نومسلم مجوسیوں کا اثر ورسوخ بڑھا تو فارسی قومیت اور فارسی زبان کے احیاء کا دور شروع ہوا۔ اور پھر خلافت کی کمزوری

Marfat.com

کے ساتھ ہی خراسان/ایران میں سامانی اور ساسانی نومسلم مجوسیوں اور ترکوں کا اقتدار چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی شکل میں نمایاں ہوا۔ اور آہستہ آہستہ تیسری اور چوتھی صدی میں عرب اور عربی کا اثر کمزور پڑتا گیا اور بالآخر ختم ہوگیا۔ اور چوتھی صدی میں دقیقی اور فردوسی کے شاہ نامہ نے اللہ تعالیٰ کے لیے خدا کا لفظ (جو کہ مجوسیوں کے معبود کا نام تھا) متعارف کرایا۔ چونکہ یہ کوشش حکمرانوں اور امراء کی طرف سے شروع ہوئی اس لیے عوام بھی اسی راہ پر چل دیئے۔ قومیّت کے اس انقلاب میں گمان غالب یہ ہے کہ اکثر علماء کرام کی آواز دب گئی یا پھر، وہ بھی اس انقلاب کے ساتھ بہہ گئے، حالانکہ علماء حق اپنی آواز بلند کرتے رہے کہ اسماء اللہ توقیفی ہیں۔

5...... پانچویں صدی ہجری میں جب مسلمان محمود غزنوی کے ساتھ افغانستان سے ہندوستان آئے تو اس وقت تک فارسی زبان میں اللہ تعالیٰ کے لیے خدا کا لفظ بذریعہ سرکاری زبان واحکام، شعروشاعری زبان زدِعام ہو چکا تھا۔ محمود غزنوی کے بعد جتنے بھی حکمران ہوئے وہ بھی یا تو افغان تھے یا ترکی[1] اس لیے بعد کے ادوار میں کوئی بہتری کی صورت پیدا نہ ہوئی بلکہ مغلوں کے آنے تک حالات دگرگوں ہوگئے اور اس ابتری نے ایک نئے دین کے لیے میدان استوار کر دیا۔ اکبر و جہانگیر کے عہد میں دوتہائی اعلیٰ عہدیداران حکومت بشمول انتظامی، فوجی اور مالیاتی محکموں کے سرکردہ حضرات ایران یا وسطی ایشیا میں پیدا ہوئے تھے اور ان کی مادری زبان فارسی تھی اور ان کے خلاف زبان کھولنے کی کسی کو اجازت

1...... آج بھی ازبک زبان میں اللہ کے لیے خدا کا لفظ بولا جاتا ہے جو ظاہر ہے فارسی اور مجوسیت کا اثر ہے۔ اس لیے کہ ترکستان کا بڑا حصہ بشمول موجودہ ازبکستان قدیم مجوسی مملکت فارس کا حصہ تھا۔ یہ بات ہمارے استدلال کو تقویت دیتی ہے۔ دیکھیے Uzbik-Urdu Dictionary, قومی زبان مقتدرہ، اسلام آباد۔

Marfat.com

نہیں تھی۔ اورنگزیب عالمگیر کے زمانے میں ایک (اعلیٰ) عہدیدار محمد امین نے جب اس صورت حال پر احتجاج کیا تو بادشاہ نے سخت سرزنش کی اور لکھا کہ "اگر آپ کی مغلیہ سلطنت کے لیے شاندار سابقہ خدمات کا پاس نہ ہوتا تو میں اس گستاخی پر آپ کو اس کی سزا دیتا"۔ 1

ملاحظہ فرمایئے کہ مغلوں کے پرانے سابقہ شاندار خدمت گزار ایک اعلیٰ عہدیدار کا معترض ہونا اورنگزیب جیسے حکمران کو ناگوار گزرا، تو ان حکمرانوں کے متعلق کیا کہا جائے جن کے دور میں مسلمان مخالفین کی خواتین کے سر پر ان کے معصوم شیرخوار بچوں کو رکھوا کر (خاک روبوں کے ذریعہ) پتھر کی طرح مارا گیا جب تک کہ یہ بچے دھنکی ہوئی روئی کی طرح ہلاک نہ ہو گئے۔ اس کے بعد ان شریف مسلمان خواتین کو ہندوؤں کے سپرد کر دیا گیا۔ 2

ایسے ادوار میں کسی کی (بشمول دینی رہنماؤں کے) ہمت تھی کہ وہ بادشاہ وقت کے غیر اسلامی اور غیر شرعی افعال پر نکتہ اعتراض اٹھا سکے؟! یہ جرأت ایمانی تو امام ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ ہی میں تھی کہ ایک تہائی دنیا کے حاکم کے سامنے خم ٹھونک کر کھڑے ہو گئے اور کوئی غیر اسلامی و غیر شرعی بات قبول نہیں کی (بہت سی اور مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں مگر اختصار کی خاطر اب ہم آگے بڑھتے ہیں۔)

ایسے ماحول میں ظاہر ہے کہ:

1......نہ تو کوئی مجتہد ہندوستان میں پیدا ہو سکا اور......

2......نہ ہی کسی عالم و مفتی میں یہ ہمت ہو سکی جو یہ کہہ سکے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفی ہیں اور یہ کہ اس ذات اقدس کو مجوسیوں کے معبود خدا کے نام سے نہیں پکارا

1......ماہنامہ میثاق، لاہور، اگست 2009، وضاحت از ڈاکٹر ابومعاذ، صفحہ 70۔

2......تاریخ فرشتہ (اردو) جلد اوّل صفحہ 350۔

Marfat.com

جا سکتا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے جبکہ خدا ایک ایسے معبود کا نام ہے جو روزِ آخر خدائے شر اہرمن کو خود نہیں مار سکے گا بلکہ اس کام کے لیے دوسروں کی مدد لے گا۔[1]

دیگر یہ بات کہ حاکمِ وقت کی ہر بات اور ادا قبول کر لی جائے صرف علماء تک نہیں تھی، بلکہ معاشرے کا ہر طبقہ اس میں ملوث تھا۔ آپ آزادی کے بعد پاکستان اور دنیا کے دیگر اسلامی ممالک کے حالات دیکھیے۔ آج بھی معاشرے کے سارے طبقے ایک بادشاہ یا فوجی آمر خواہ وہ محض ایک کرنل ہی ہو، کے سامنے جھکے ہوئے ہیں جبکہ ساری دنیا میں جمہوریت ہے۔ اس وقت تو سارے جہاں میں بادشاہت ہی تھی۔ اسوقت کون کہتا کہ ''شہنشاہ عالم پناہ''، ظلِ الٰہی، یہ جو تم اللہ تعالیٰ کو خدا کہہ رہے ہو یہ غیر شرعی ہے۔ سب نے اس کے ظلم اور جبر کے سامنے سکوت اختیار کیا جس کو بعد میں ''اجماع سکوتی'' کا نام دیدیا گیا۔

علماءِ وقت کی اس مجبوری، بے بسی، یا بے ہمتی کی وجہ سے کوئی بھی اس لفظ کے استعمال پر گرفت/ اعتراض نہ کر سکا اور یوں یہ زبان زدِ خاص و عام ہو گیا اور رواج پا گیا۔ اب اس رواج کو اجماع کا نام دینا ہمارے خیال میں درست نہیں اس لیے کہ اجماع کے لیے سب سے پہلے، علاوہ دیگر شرائط کے، ضروری ہے کہ ''امت کے تمام مجتہدین، شرعی دلیل کے ساتھ متفق ہوں''

ہمارے علم و مطالعہ کی حد تک ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اس کو تقویّت اس سے ملتی ہے کہ مفتی صاحبان نے بھی اپنے کسی فتوے میں اس کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی جن صاحبان نے اس موضوع پر مضامین/ جوابات لکھے انہوں نے ایسے کسی اجماع کے انعقاد کا ذکر کیا ہے۔

1...... دیکھیے ''اللہ رب العالمین، خدا یا گوڈ God'' باب 3 صفحہ 36 اور اس کتاب کا تتمہ اول ''خدا''۔

Marfat.com

☆......اب اگر یہ کہا جائے کہ علماء کرام، مفتیان عظام، اولیاء اللہ کی یہ روایت، عادت، رسم اور اطوار رہا ہے تو پھر ہمیں یہ بھی طے کرنا ہوگا کہ یہ جو بہت ساری رسومات صدیوں سے ہو رہی ہیں اور ان میں بھی علماء کرام، مفتیان عظام، اولیاء اللہ شامل ہیں تو کیا اس کو بھی اجماع سمجھا جائے اور ان پر بھی عمل پیرا ہوا جائے۔ان پر کوئی بحث وتمحیص نہ کی جائے۔ان تمام کو شرعی مان کر معترض نہ ہوا جائے۔

خود ہندوستان میں ہم اللہ تعالیٰ کے اسماء کو توقیفی ماننے والے علماء میں مولانا عبدالحق حقانی دہلویؒ کا ذکر ''اللہ رب العالمین، خدا یا گوڈ'' میں کر چکے ہیں۔یہاں ہم علامہ سید امیر علی ملیح آبادیؒ (م 1337ھ) کی تفسیر مواہب الرحمٰن کے الفاظ ان کی تفسیر جو 30 جلدوں میں تقریباً 9000 صفحات پر مشتمل ہے سے نقل کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد یہ ہے کہ جس نام سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو نہیں فرمایا نہ کتاب وسنت میں آیا اس سے اللہ تعالیٰ کا نام رکھے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سب نام توقیفی ہیں۔[1] لہٰذا جو نام اس نے فرمائے ہیں انہیں پر اقتصار کیا جاوے اور اپنی فہم ناقص سے کوئی نام نہ گھڑا جائے گا''۔[2]

اس تحریر کے بعد بھی کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ لفظ خدا پر امت کا اجماع ہو چکا ہے۔

☆......پھر اجماع کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب کوئی مسئلہ درپیش ہو۔اور پھر اس مسئلہ پر مکمل تحقیقات ہو۔

میرے خیال میں اگر کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ اس وقت ہوتا جب ہر ملک، مذہب عقیدے اور زبان کے لوگ مسلمان ہو رہے تھے اور اسلام پونے نو سو کلومیٹر

1......مواہب الرحمٰن، مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ، لاہور (س ن) جلد سوم صفحہ 139۔مکمل بحث صفحہ 135 سے 140 تک ہے۔

2......ایضاً صفحہ 135۔

Marfat.com

روزانہ کی رفتار سے پھیل رہا تھا۔ جب مسلمان اس وقت کی دنیا کے ایک تہائی حصہ پر تینوں براعظم میں حکمران تھا۔

لیکن چونکہ رسول اللہ ﷺ کی کسی حدیث یا سیرت سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ نہ ہی صحابہؓ کے آثار سے یا ابتدائی اسلامی تاریخی کتابوں سے اس مسئلہ کا پتہ چلتا ہے۔ نہ ہی ائمہ اربعہ کے حالات وفتاویٰ سے پتا چلتا ہے کہ یہ مسئلہ کبھی درپیش آیا ہو۔ بلکہ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ ہر صدی ہجری میں دیگر امام الوقت علماء حق یہی کہتے رہے کہ اسماء اللہ توقیفی ہیں اس لیے اس میں اجتہاد نہیں ہوسکتا۔

ایک اور مثال لیجیے!

جب امت کا اجماع ہوگا تو پھر مفتی، علماء، محدث اور مفسّر یک زبان و یک عمل ہونگے، مثلاً تراویح جو پہلے اکثر مسلمان الگ الگ ادا کرتے تھے اور جماعت سے پڑھنے کا رواج بہت ہی کم تھا مگر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دوران اجماع صحابہؓ ہوگیا تو آج ہر فقہ کے مسلمان باجماعت تراویح ادا کرتے ہیں۔

یہ کہنا کہ خدا فارسی کا لفظ ہے خود ایک بہت بودی اور ناقص دلیل ہے اور اس بات کا ثبوت کہ اس لفظ پر شاید ہی تحقیق ہوئی ہو، یہ ہے کہ کیا کسی نے کبھی یہ لکھا کہ:

1...... یہ لفظ فارسی کا نہیں بلکہ خود فارسی میں پہلوی سے آیا اور پہلوی میں اوستا سے آیا جو کہ زرتشت کے زمانے کی زبان تھی۔

2...... یہ لفظ بادشاہ، شوہر، صاحبِ (مکان)، دوشیزہ، حتیٰ کہ ایک قریہ/ گاؤں کے عامل کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ تو یہ کیسے اس کائنات کے خالق و مالک کے لیے استعمال ہوسکتا ہے۔[1]

1...... تفصیل کے لیے دیکھیے اس کتاب کا تتمہ اوّل ''خدا''۔

Marfat.com

گزشتہ صفحات میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ چوتھی صدی میں لفظ خدا کا استعمال خاص وعام ہوا اور پھر پانچویں صدی میں مسلمانوں کی ہندوستان میں دوبارہ آمد کے ساتھ یہ لفظ یہاں بھی عام ہوگیا مگر ایک مفتی صاحب نے عبدالوہاب شعرانیؒ (م1000ھ) کی رائے[1] پر اور دوسرے مفتی صاحب نے علامہ آلوسیؒ (م1270ھ) کی رائے کی بنیاد پر فیصلہ کردیا کہ "ہر زبان کے اسماء اعلام نزاع سے خارج ہیں ان کا اطلاق ذات باری پر بلاشبہ جائز ہے اس میں نقص کا کوئی شائبہ ہی نہیں بلکہ ان میں مکمل طور پر مدح موجود ہے ان حوالہ جات کی روشنی میں ثابت ہوا کہ ذات باری تعالیٰ کے لیے "خدا" کا لفظ بلا کراہت جائز ہے۔"

سب سے پہلے تو اس اعلان کی خود نفی فرماتے ہیں، حاشیہ میں یہ لکھ کر کہ "یہ جواز اور عدم جواز کی گفتگو تھی۔ ورنہ اسماء توقیفی سے ہی اللہ کو موسوم کرنا زیادہ بہتر ہے"۔[2]

دوم: جو نام چوتھی صدی سے عام ہوا اس کے لیے 600 سال سے لیکر 850 سال بعد کے علماء کرام کی رائے جائز ہونے کے لیے پیش کرتے ہیں جبکہ یہ بات بھی ہماری دلیل کی تائید کرتی ہے کہ ایک نام رواج پا گیا اس سے پہلے اس کی کوئی شرعی دلیل نہیں تھی، کوئی اجماع نہیں تھا، صدیوں بعد اس کی تائید میں رائے کو جمع کیا گیا اور اس کو جائز ہونے کی دلیل قرار دیا گیا۔

تیسرے یہ کہ باب 18 میں ہم یہ ثابت کرینگے کہ خدا ایک بے عیب نام نہیں ہے۔ اور علامہ آلوسیؒ کی مقرر کردہ شرائط کو بھی پورا نہیں کرتا جو درجِ ذیل ہیں:

"میرے نزدیک مختار مذہب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفی نہیں، اصطلاحی ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ پر کسی نام کا اطلاق کرتے وقت خوب غور وفکر اور پوری کوشش

1......کتاب الفتاویٰ، پہلا حصہ صفحہ 352۔

2......سہ ماہی بحث ونظر دہلی، نمبر 77 صفحہ 150۔

Marfat.com

صرف کردینی چاہیے کہ کہیں اس نام میں عیب یا نقص کا معنی تو نہیں ہے، یہ نام ذات باری کی شان کے منافی تو نہیں ہے، اور اس میں ذات باری کی تقدیس وتحمید ہورہی ہے یا نہیں؟[1]

کن اسماء کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر درست ہے؟

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں کہ خالقِ کائنات پر جن اسماء کا اطلاق صحیح ہے ان اسماء کی تین قسمیں ہیں: (الف) وہ اسماء والفاظ جن کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر ہونا شریعت سے ثابت ہے۔ (ب) وہ الفاظ واسماء جن کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر کرنے سے شریعت نے منع کیا ہے۔ یہ دونوں صورتیں متفق علیہ ہیں۔ (ج) وہ اسماء والفاظ جن کے بارے میں شریعت خاموش ہے، اس تیسری قسم میں علماء کا اختلاف ہے۔

علامہ آلوسی بغدادیؒ لکھتے ہیں کہ ہر اس نام کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر صحیح ہے جس میں اللہ کی مکمل تعظیم ہو اور نقص والی کوئی بات نہ ہو "فمتی کان فی الاطلاق تعظیم لهٗ عزّوجلّ کان مأذونابه" علامہ آلوسیؒ مزید لکھتے ہیں کہ "سمعی" سے مراد وہ الفاظ ہیں جن کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر ہونا قرآن وسنّت اور اجماع سے ثابت ہے۔ "والاجماع غیر خارج عنهما"

(ماہنامہ حق نوائے احتشام، ستمبر 2009 صفحہ 51 بحوالہ روح المعانی، جلد 5 صفحہ 178)

---

1 ...... سہ ماہی بحث ونظر، دہلی، جون 2007ء، صفحہ 154۔ باب 18 میں ہم عرض کریں گے کہ لفظ خدا ایک بے عیب نام نہیں ہے۔ دیگر یہ کہ اس لفظ پر اجماع ثابت نہیں ہے۔ خود علامہ آلوسیؒ مانتے ہیں کہ "تیسری قسم میں علماء کا اختلاف ہے" اور لفظ خدا اسی قسم میں شامل ہے تو پھر اجماع کیسے ہوا؟

Marfat.com

باب......12

”حامیان لفظ خدا“ کے باہم اختلافات وتضادات

گزشتہ صفحات میں ہم واضح کر چکے ہیں کہ:

1......ابھی تک کسی بھی مذہبی کتاب یا فتوے میں یہ نہیں ملا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ خدا/God کے استعمال کے لیے کب اجماع ہوا۔ مسئلہ کیا تھا، اور کون کون سے مجتہدِ وقت شامل ہوئے اور کیا اس وقت کی اُمہ کے تمام مجتہد اس میں شریک تھے اور جیسا کہ حدیث میں کہا گیا، کیا وہ سب باہم اس موضوع پر متفق تھے۔

2......خود علماء، مفتی صاحبان اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ کہنا ہی افضل ہے (جس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا/God کہنا افضل نہیں ہے)۔

3......ہم نے یہ بھی واضح کیا کہ ہم سب (جن میں علماء و مفتی صاحبان بھی شامل ہیں) اپنی فانی ذات کے لیے پیدائش سے لیکر موت تک حتیٰ کہ موت کے بعد بھی اور روزِ قیامت جنت الفردوس جیسی افضل ترین جگہ کی تلاش میں شب و روز کوشاں رہتے ہیں، لیکن اس کائنات کی افضل ترین وحدہ لاشریک خالق و مالک ذات کے لیے ایسے نام (خدا اور God) کا دفاع کرتے ہیں جو خود ان کی نظر میں بھی افضل نہیں ہے۔

اس کوشش میں ان ”حامیان لفظ خدا“ کے درمیان باہم اختلاف وتضادات نے جنم لیا ہے جن کی وضاحت درج ذیل ہے:

1......بعض صاحبان کا اقرار ہے کہ کسی نام کا ترجمہ نہیں ہوتا اور نہ کسی نام کا ترجمہ نام کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔[1]

1......ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور، اکتوبر 1983۔

Marfat.com

2......اور لفظ اللہ مستقل لفظ ہے خدا اس کا لفظی ترجمہ نہیں ہے۔[1]

جبکہ!

اگر آپ قرآن کریم کے اردو تراجم دیکھیں گے تو ہر جگہ آپ کو اللہ کا ترجمہ خدا ہی ملے گا۔ اس میں استثناء بہت کم ہے، بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

☆......اور بعض نے کہا کہ خدا مالک کا ترجمہ ہے۔[2]

جبکہ!

خود ہی آگے جا کر لکھا ہے کہ خدا لفظ اللہ کا ٹھیٹ ترجمہ نہیں بلکہ عام فہم لفظ ہے جسے اللہ کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔

☆......بعض حضرات کا فرمانا ہے کہ خدا، رب یا واجب الوجود کا ترجمہ ہے۔[3]

جبکہ!

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے تراجم میں رب کا ترجمہ پروردگار کیا گیا۔

☆......بعض دینی کتب، تراجم ورسائل میں اللہ تعالیٰ کے لیے آپ کو یزد، یزدان، مشیت ایزدی، بارگاہ ایزدی کے الفاظ بکثرت ملیں گے۔[4]

جبکہ!

بعض حضرات کے مطابق ''جہاں تک بارگاہ ایزدی، مشیت ایزدی اور یزدان (یزد کی جمع) وغیرہ الفاظ کا تعلق ہے تو ان کا استعمال ناجائز ہے کیونکہ مجوسیوں کے عقیدے میں خدا دو ہیں، ایک خالق خیر، دوسرا خالق شر، خالق خیر کو وہ یزدان کہتے ہیں اور خالق شر کو اہرمن، لہٰذا اگر کوئی یہ لفظ استعمال کرے گا تو مجوسیوں کے عقیدہ سے

1......جامع الفتاوٰی۔ مرتب مفتی مہربان علی صاحبؒ، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، جلد اوّل، صفحہ 61۔

2......جامع الفتاوٰی، مرتب مفتی مہربان علیؒ جلد اوّل، صفحہ 61۔

3......ماہنامہ الخیر۔ ملتان، نومبر 2008 صفحہ 54۔

4......دیکھیے سہ ماہی ''حکمت قرآن'' لاہور۔ جنوری، مارچ 2009 صفحہ 85-86۔

Marfat.com

مشابہت پیدا ہوگی اور یہ تصور پیدا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ گویا صرف خالق خیر ہے۔ اس نام میں ذات باری کے اعتبار سے نقص ہے اور "الحاد فی الاسماء" کے تحت آ جانے کی وجہ سے اس پر ناجائز کا حکم لگے گا۔"[1]

(یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اسی دلیل کا لفظ خدا پر کیوں اطلاق نہیں کرتے۔ میں بھی تو لفظ خدا کے استعمال نہ کرنے پر یہ ہی دلیل دے رہا ہوں۔ مؤلف)

میری کتاب کتاب الدعاء و الاستغفار جس میں کہیں بھی لفظ خدا استعمال نہیں ہوا ہے پر تبصرہ کرتے ہوئے مبصر صاحب نے بڑے سائز کے ڈیڑھ صفحہ میں کہیں ایک جگہ بھی اللہ تعالیٰ کا قرآنی اسمِ ذات استعمال نہیں کیا ہے۔ اور ہر جگہ خدا، یزدان، پروردگار، بارگاہ ایزدی جیسے غیر قرآنی نام استعمال کیے ہیں حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بھی اللہ کے نام کو استعمال نہ کرنے کی ضد میں حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے الفاظ استعمال کیے ہیں، اس بات سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس غیر قرآنی نام کے حامیان کتنے مضبوط اور ضدی ہیں کہ اگر کوئی اس کی مخالفت کرے یا ان سے اتفاق نہ کرے اور اندھی تقلید نہ کرے تو ضد میں یہ کیا کچھ کر سکتے ہیں، مگر اپنی ہٹ دھرمی میں خود اس طبقہ فکر کے حامیان کے بقول وہ "بارگاہ ایزدی" کا لفظ استعمال کر کے "الحاد فی الاسماء" کے مرتکب ہوئے ہیں (خیال رہے کہ مبصر نے میری کتاب پر اچھا تبصرہ کیا اور اس کا ہر مسلم گھرانے میں ہونا ضروری قرار دیا ہے)۔[2]

☆...... بعض حضرات کا خیال ہے کہ خدا فارسی کا لفظ ہے اور اللہ کے ترجمے کے طور پر استعمال میں کوئی حرج نہیں اگر عقیدہ درست ہو۔ آخر ہم رحمٰن کا بھی ترجمہ مہربان کرتے ہیں۔ یہ بھی فارسی کا لفظ ہے۔[3]

1...... سہ ماہی بحث ونظر۔ دہلی/ جون 2007ء، صفحہ 177۔

2...... سہ ماہی حکمت قرآن، لاہور، مارچ 2009ء، صفحہ 85-86۔

3...... ہفت روزہ ندائے خلافت۔ لاہور۔ 17 دسمبر 2009ء صفحہ 16۔

Marfat.com

جبکہ!

اول تو رحمٰن فارسی کا نہیں عربی کا لفظ ہے۔[1]

دوم علماء و مفتی صاحبان کا فیصلہ ہے کہ عقیدے کی درستگی کے ساتھ ساتھ انسان کا ظاہر بھی اسلامی ہونا چاہیے، یہ بات اس لیے بھی درست ہے کہ کوئی مسلمان صحیح عقیدے کے ساتھ کسی مندر میں یا پگوڈے میں مورتیوں کے سامنے نماز ادا نہیں کرسکتا۔اسی طرح آپ کسی بدھ بھکشو کے گیروے رنگ کے لباس میں جو عمرے اور حج کے احرام سے سوائے رنگ کے بالکل مشابہ ہے، حرم شریف کا طواف نہیں کرسکتے اور نہ ہی حج کرسکتے ہیں۔

☆......بعض حضرات کا خیال ہے کہ خدا صفاتی نام ہے۔[2]

جبکہ!

ہر مسلمان کا ایمان ہے اور علماء کی بڑی اکثریت کا فیصلہ ہے کہ اللہ، ان کے معبود برحق کا ذاتی نام ہے۔ باقی دیگر نام صفاتی ہیں۔اور یہ کہ یہ صاحبان اللہ کے ذاتی نام کا ترجمہ خدا کرتے ہیں جبکہ ذاتی نام کا ترجمہ کبھی نہیں ہوتا۔

☆......جمہور (اکثریت) علماء کی رائے ہے کہ اسماء اللہ تعالیٰ توقیفی ہیں یعنی ''ان میں اجتہاد کا دخل نہیں۔''[3]

جبکہ!

امام غزالیؒ، قاضی ابوبکر باقلانیؒ، علامہ آلوسیؒ و دیگر کے نزدیک اصطلاحی ہیں۔ (یعنی ان میں اجتہاد کیا جاسکتا ہے)۔[4]

1......دیکھیے فرہنگ فارسی، ڈاکٹر محمد معین، جلد دوم صفحہ 1642 اور لغات کشوری دارالاشاعت کراچی، صفحہ 281۔

2......ماہنامہ الخیر۔ملتان۔نومبر 2008 صفحہ 54۔

3......قاموس الفقہ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی۔جلد اوّل، صفحہ 272۔

4......سہ ماہی بحث ونظر، دہلی۔جون 2007، صفحہ 147۔

Marfat.com

حالانکہ!

اسی مضمون میں صفحہ 152 میں امام غزالی کا قول ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کا جو اسم ذات (اللہ تعالیٰ) ہے وہ توقیفی ہے'' اسی طرح امام رازی کے قول بھی توقیفی اور اصطلاحی دونوں کی حمایت میں ہیں اور یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ ان کی رائے عملاً کیا ہے۔ گو کہ کھینچ تان کر ان کو ہر دو طرف لیا جاسکتا ہے۔[1]

☆......بعض کا کہنا ہے کہ ''سلف صالحین'' کے زمانہ سے اللہ کے لیے یہ لفظ (خدا) استعمال ہوتا آیا ہے۔''[2]

جبکہ!

ہم اس کتاب میں ثابت کر چکے ہیں کہ یہ بات درست نہیں ہے، اس کی کوئی سند نہیں بلکہ مفتی صاحبان کا اقرار ہے کہ سلف صالحین نے یہ لفظ استعمال نہیں کیا۔

☆......ایک صاحب نے فرمایا کہ خدا واجب الوجود کا ترجمہ ہے۔[3]

جبکہ!

یہ ایک یونانی نظریہ ہے۔ یونانی فلسفیوں کا اس بارے میں یہ قول تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر اعتبار سے واحد بلکہ واجب الوجود ہے۔[4]

اور خدا وحدت کی نہیں شنویت کی علامت ہے۔ دیگر یہ کہ واجب الوجود نہ تو اسمائے صفات میں اور نہ اسماء الحسنیٰ میں شامل ہے۔

☆......ایک صاحب کا 1983ء میں یہ خیال تھا کہ نام کا ترجمہ نام نہیں ہوتا اور نہ کسی نام کا ترجمہ کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔[5]

1......ایضاً......صفحہ 151-152۔

2......کتاب الفتاویٰ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، جلد اوّل، صفحہ 352۔

3......ماہنامہ الخیر، ملتان۔ نومبر 2008ء صفحہ 54۔

4......معتزلہ کی تاریخ، صفحہ 108۔

5......ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور۔ اکتوبر 1983ء۔

Marfat.com

جبکہ!

اوّل تو یہ کہ آپ اردو تراجم کو دیکھ لیجئے ہر ایک میں آپ کو اللہ کا ترجمہ خدا ہی ملے گا۔ اور......

یہی صاحب 2008 میں فرماتے ہیں "یہ (خدا) عربی زبان کے لفظ اللہ کا ترجمہ ہے۔"[1]

☆......بعض کا خیال ہے کہ "انگریزی لفظ گوڈ (God) کے سلسلے میں بھی ظن غالب یہی ہے کہ اس کا استعمال صحیح ہوگا اس لیے کہ یہ زبان جن قوموں کی آغوش میں پروان چڑھی ہے، یعنی عیسائی، یہودی، ان کے اندر فی الجملہ توحید کا تصور موجود ہے، وہ اپنے شرک کو بھی شرک کہنا اور کہلانا پسند نہیں کرتے۔"[2]

یہ منطق نہ درست ہے نہ قابلِ فہم۔ لیکن اگر اس کو صحیح بھی مان لیا جائے تو سورۂ مریم کی آیات 88 تا 92، جن کا خلاصہ تفسیر معارف القرآن[3] سے پیش کیا جاتا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کا یہ قہر و غضب کن پر ہے۔ اور کیا اس ترجمہ اور تفسیر کی رو سے یہ دلیل درست ہے......؟؟

﴿وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَ مَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۝﴾

"اور کہتے ہیں اللہ (رحمٰن) بیٹا رکھتا ہے (ایسا کہنے والو یہ تو) تم بہت بری بات (زبان پر) لاتے ہو۔ قریب ہے کہ اس (افتراء) سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین

1......ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور، اگست 2008، صفحہ 94۔

2......قاموس الفقہ۔ جلد اوّل صفحہ 422۔

3......مفسر حضرت مفتی محمد شفیع" ۔ ادارۃ المعارف، جلد 6 صفحہ 85۔

Marfat.com

شق ہو جائے اور پہاڑ پارا پارا ہو کر گر پڑیں کہ انہوں نے رحمٰن کے لیے بیٹا تجویز کیا اور اللہ کو شایاں نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے۔"

خلاصہ تفسیر:

اور یہ (کافر) لوگ کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے اولاد (بھی) اختیار کر رکھی ہے چنانچہ نصاریٰ (عیسائی) کثرت سے اور یہود قلت سے اور مشرکین عرب اس عقیدہ فاسدہ میں مبتلا تھے (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) تم نے (جو) یہ (بات کہی تو) ایسی سخت حرکت کی ہے کہ اس کے سبب کچھ بعید نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین کے ٹکڑے اڑ جاویں اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں اس سے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی شان نہیں ہے کہ وہ اولاد اختیار کرے۔"

یہ تو تھی وعید اللہ کا بیٹا ماننے والوں کے لیے، اب بخاری اور مسلم کی صحیح حدیث ملاحظہ فرمائیے جو نوید دیتی ہے عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ماننے والوں کو۔

حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اللہ کے کلمہ ہیں جو حضرت مریم کی طرف بھیجے گئے اور وہ اللہ کی طرف سے بھیجی گئی روح ہیں اور جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کریں گے، اس کا جو بھی عمل ہو۔[1]

بخاری میں عبادہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے یہ اضافہ بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ

---

1 ...... بخاری، کتاب الانبیاء، حدیث 3435، مسلم، کتاب الایمان، حدیث 139۔

Marfat.com

اسے جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے یہ چاہے گا داخل فرما دیں گے۔

......یہ نوید کس کے لیے ہے؟

ملاحظہ فرمایئے مفتی صاحب کیا کہہ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ عیسائیوں کے لیے کیا فرما رہے ہیں۔(مزید تفصیل کیلئے دیکھیے باب 15)

......اگر کوئی مشرک اپنے آپ کو مشرک نہ کہے اور نہ کہلوانا پسند کرے تو بھی کیا ہم اس کے معبود کا نام اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے لیے مستعار لے لیں اور پھر اس کا شدّ و مد کے ساتھ دفاع کریں؟

......قرآن کریم واحادیث مبارکہ میں سینکڑوں ناموں کی موجودگی میں آخر یہ در در کی بھیک کی ضرورت کیا ہے۔

......مستعار وہ لیتے ہیں جن کے پاس اپنا کچھ نہ ہو یا نا کافی ہو!

......کیا وہ نام جو معبودوں کے علاوہ انسانوں کے لیے بھی استعمال ہوں وہ نام اس اعلیٰ و ارفع ذات وحدہ لاشریک کے لیے استعمال ہوسکتا ہے جو خود اپنے متعلق فرماتا ہے۔

﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَ اصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا﴾[1]

''رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو اُنکے بیچ میں ہے سو اُسی کی بندگی کر اور قائم رہ اسکی بندگی پر، کسی کو پہچانتا ہے تو اسکے نام کا۔''

☆......بعض کا خیال ہے کہ ''ہندی الفاظ (کے بارے) میں احتیاط برتنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ اس مذہب کے متبعین نے جس طرح رام جی اور کرشن جی کی تعلیمات کو شرک اور بت پرستی سے آلودہ کیا ہے، کچھ عجب نہیں کہ

1......سورۂ مریم 19/56۔

Marfat.com

ان ناموں میں بھی اس کی کوئی جھلک موجود ہو، لیکن اگر تحقیق کے بعد ثابت ہو جائے کہ ان میں بھی اللہ تعالیٰ کا مرتبہ، اس کی ذات وصفات اور توحید کے منافی کوئی بات نہیں ہے تو اس کے ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ کو موسوم کیا جاسکتا ہے۔"[1]

ایک اور صاحب سورۂ بنی اسرائیل 17 آیت 110 کا ترجمہ "اے نبی (ان سے) کہو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو اس کے لیے سب ہی نام اچھے ہیں۔" کے بعد فرماتے ہیں:

"اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ صرف قرآن میں بیان کیے ہوئے نام ہی اچھے ہیں اور باقی (خدا، گاڈ، ایشور وغیرہ) اچھے نہیں ہیں بلکہ یہ کہا ہے کہ سب ہی نام اچھے ہیں اس لیے تم آزاد ہو، چاہے اسے اللہ کہہ کر پکارو یا کسی اور نام سے (شرط یہ ہے کہ کوئی نام لیتے وقت تصور میں اس کی ذات کے ساتھ دوسرا شریک نہیں ہونا چاہیے۔)[2]

یہ دونوں حضرات یہ گر نہیں بتاتے کہ کلیسا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے برہنہ

---

1 ...... قاموس الفقہ۔ جلد اوّل صفحہ 422۔

2 ......اللہ یا خدا۔ ڈاکٹر اظہر ازہری، مرکز تحقیقات اسلامی، کراچی صفحہ 2 اور 3، اس پر سن طباعت نہیں لکھا مگر چونکہ اس میں میری کتاب کے حوالے ہیں اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ 2007 تا 2008 کی لکھی ہوئی ہے۔
ان کے جواب میں صرف دو باتیں عرض کروں گا ایک یہ کہ قاری کا حق ہے کہ وہ آپ سے اتفاق کرے یا مجھ سے۔
دوسرے یہ کہ سورۂ مریم 19 آیت 65 کا ترجمہ میں نے مولانا عبدالقادر دہلویؒ کے ترجمے سے لیا ہے۔ اور اس کی تائید شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے ترجمے سے ہوتی ہے جو شبیر احمد عثمانیؒ کی تفسیر کے ساتھ چھپا ہے، اس میں دیکھا جاسکتا ہے، تفسیر مواہب الرحمٰن جلد 5 صفحہ 142 اور معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کا ترجمہ کیا ہے: کسی کو پہچانتا ہے تو اس کے نام کا (جلد 6/صفحہ 47) معارف ومسائل میں صفحہ 48 پر فرماتے ہیں: "سمی کے مشہور معنیٰ ہمنام کے ہیں" اور "یہ ایک تکوینی تقدیری امر تھا کہ دنیا میں اللہ کے نام سے کوئی بت اور کوئی الٰہ باطل موسوم نہیں ہوا۔ اس لیے اس معنی کے اعتبار سے بھی مضمون آیت کا واضح ہے کہ دنیا میں اللہ کا کوئی ہم نام نہیں۔ رہا انگریزی ترجمہ تو جناب! میں اپنی انگریزی میں کم مائیگی کے اعتراف کے ساتھ عرض کرونگا کہ Same name اور ہم نام کے معنیٰ ایک ہیں۔ کوئی بھی مستند انگریزی کی ڈکشنری دیکھی جاسکتی ہے۔ جو ہماری تائید کرے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ قرآن کی طرف دعوت دینے والا غیر قرآنی ناموں کا دفاع کیسے کرسکتا ہے۔ کیا یہ کھلا تضاد نہیں ہے۔ ان صاحب کے ساتھ مزید بحث محض کج بحثی ہوگی۔

Marfat.com

لٹکے ہوئے اس بُت کا، آتش کدہ میں آگ کے ساتھ ہر جگہ جناب زرتشت کی دیوار یا پتھر پر کنندہ/ آویزاں تصویر کا اور ہر گھر، دفتر، مندر حتی کہ جیب اور پرس میں رکھی ایشور، بھگوان، رام، کرشن اور سری لنکن کے بتوں کا کیا کیا جائے گا جو ان تمام ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔

زحمت فرما کر انٹرنیٹ پر یہ بھی ملاحظہ فرمالیں کہ اس تفسیر کے جواب میں مخالفین اسلام اپنی تمام تر ضلالتوں کو یاد کرتے ہوئے کون کون سے نام تجویز کرتے ہیں اور پھر ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ آپ کی یہ تفسیر مسلمانوں کو کہاں لے جائے گی۔ للہ، ایک غلط روایت کا دفاع کرتے کرتے پے در پے غلطیاں مت کیجئے! (دیکھیے باب 14)

☆......بعض حضرات اپنی تائید میں امام ابوالحسن الاشعریؒ اور معتزلہ کو پیش کرتے ہیں کہ وہ اسماء کے اصطلاحی ہونے کے قائل تھے۔[1]

مگر افسوس کہ!

اپنی تائید میں جن حضرات کو پیش کیا ہے ان کی پوری تحقیقات بھی نہیں کرتے اس لیے کہ:

1......امام ابوالحسن الاشعریؒ اللہ تعالیٰ کے نام کے توقیفی ہونے کے قائل تھے مگر صفات میں صرف 7 صفات کے قائل تھے یعنی قدرت، علم، حیات، ارادہ، سمع، بصر، کلام۔[2]

2......معتزلہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بالکل قائل ہی نہیں تھے۔[3]

تاریخ کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ معتزلہ مجوسیوں سے بہت مناظرہ کیا کرتے تھے اور ہزاروں کو انہوں نے مسلمان کیا۔ کیا وہ یہ مناظرے اللہ تعالیٰ کے لیے

1......سہ ماہی بحث ونظر، دہلی جون 2007ء، صفحہ 147۔

2......معتزلہ کی تاریخ، زہدیٰ حسن جار اللہ، ترجمہ سید امتیاز احمد، مثال پبلشنگ لاہور۔ 2003ء صفحہ 289 بحوالہ الاقتصاد فی الاعتقاد۔ از امام غزالی، صفحہ 35۔

3......معتزلہ کی تاریخ صفحہ 62 اور 106۔

Marfat.com

کرتے تھے یا خدا کے لیے۔ اور کیا وہ ان مناظروں میں اللّٰہ تعالیٰ کو خدا کہتے تھے؟

معتزلہ نے تو ثنویہ/ مجوسیوں کی رد میں کتابیں لکھی تھیں کیا ان میں لفظ خدا کی تائید کی ہو گی یا تردید؟[1]

ایک صاحب نے لکھا ہے:

شرح عقائد نسفی اور اس کی شرح نبراس میں ہے:

”فان قیل: فکیف یصح اطلاق الموجود والقدیم ونحو ذالک کلفظ خدا بالفارسیة ممالم یرد به الشرع. قلنا: بالاجماع، وهو من ادلة الشرع.“[2]

ترجمہ: اگر کہا جائے کہ جو نام اور صفات شریعت یعنی قرآن وسنت میں مذکور نہیں مثلاً موجود، واجب، قدیم اور فارسی میں لفظ خدا وغیرہ، ان کا اللّٰہ تعالیٰ پر اطلاق کیونکر جائز ہے؟ ہم جواب دیں گے کہ ان کا جواز اجماع سے ہے اور اجماع شرعی دلیلوں میں سے ایک دلیل ہے۔“

یہ صاحب اجماع کی بات کرتے ہیں مگر یہ نہیں بتاتے کہ:

1...... پہلی چار صدی ہجری میں یہ نام کیوں نہ لیے گئے اور ان کی ضرورت خاص طور پر تبلیغ اسلام کے لیے بھی محسوس کیوں نہ کی گئی۔

2...... چوتھی صدی میں کیا حالات ہوئے کہ لفظ خدا کا استعمال ضروری سمجھا گیا اور اس میں خراسانی قومیت اور احیائے فارسی کا کیا کردار تھا؟

3...... چوتھی صدی میں ایسی کیا دینی ضرورت پیش آئی کہ اس لفظ خدا کا استعمال ضرورت بن گیا؟ اور اختیار کیا گیا۔

1...... معتزلہ کی تاریخ صفحہ 75۔

2...... بکھرے موتی، انتخاب وترتیب مولانا محمد یونس پالنپوری، مکتبہ شیخ سعید احمد خان، کراچی، 1424ھ، حصہ اوّل صفحہ 69۔

Marfat.com

4......اس دور کے خراسانی علماء، امام الحرمینؒ، بیہقیؒ وغیرہ کیوں اسماء کے توقیفی ہونے کی دلیل دیتے رہے؟

5......وہ کونسی صدی ہجری کے مجتہدین صاحبان تھے جو لفظ خدا کے استعمال کو جائز گردانتے تھے۔ کیا ایسے مجتہد اکثریت میں تھے یا محض چند۔

6......کیا اس اجماع کے لیے امام ابوحنیفہؒ کے طریقۂ کار کو اختیار کیا گیا۔ اور کیا اس میں شرعی دلائل دیئے گئے جو اجماع کے لیے ضروری ہے۔

7......اگر نہیں (اور یقیناً نہیں) تو پھر ایک سیاسی ضرورت اور شاہی عادت کو اجماع کا نام کیسے دے دیا گیا۔

8......جبکہ علماء/مجتہدین کی اکثریت اسماء کے توقیفی ہونے کی قائل ہے تو قلیل اقلیت کی رائے کو اجماع کا نام کیسے دیا گیا۔

☆......چند مضامین وفتاویٰ میں، اس موضوع پر سوال کرنے والوں کو ڈانٹا گیا ہے اور سخت لب ولہجہ اختیار کیا گیا ہے، حتیٰ کہ ایک رسالے کو اس بات پر ڈانٹا گیا کہ اس نے اس موضوع پر یہ مضمون چھاپا کیوں۔ یہ روش مخالفین اسلام کے ہاتھوں کو مضبوط کرتی ہے کہ اسلام میں اختلاف رائے ممکن نہیں۔ دوسرے یہ کہ آپ تو بغیر کسی شرعی دلیل وضرورت کے محض منطق کے ذریعہ لفظ خدا کا دفاع کر رہے ہیں، اور منطق تو ہر کسی کو اپنی بات کہنے کی اجازت دیتی ہے۔ آپ کا ترش رویّہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حامیان لفظ خدا یہ نہیں چاہتے کہ اس موضوع پر کوئی بات بھی ہو، یہ ہر کسی کو دو باتیں کہہ کر چپ کرانا چاہتے ہیں کہ یہ فارسی کا لفظ اللّٰہ کے لیے صحیح ہے دوسرے یہ کہ اس پر اجماع ہے جبکہ یہ فارسی کا لفظ ہے، نہ اس پر کبھی اجماع کی شہادت ہے اور نہ ہی شرعی دلیل۔

☆......ایک صاحب کا فرمانا ہے کہ سلف صالحین[1] کے زمانہ سے اللّٰہ کے لیے یہ لفظ

1......"سلف صالحین یعنی صحابہ اور تابعین"، تفسیر مظہری ضیاء القرآن پبلیکیشنز۔ لاہور۔ جلد دوم، صفحہ 22۔

Marfat.com

(خدا) استعمال ہوتا آیا ہے [1] مگر انہوں نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔

جبکہ!

ایک فتویٰ کے سوال (نمبر 13) کے جواب میں کہ ''خدا'' نزول وحی سے لیکر تا وفات رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی زبان مبارکہ سے کبھی استعمال ہوا یا نہیں؟

مفتی صاحب کا جواب ہے:

ہمارے علم کی حد تک ثابت نہیں۔ البتہ رحمت عالم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے دیگر غیر عربی کلمات بولنا ثابت ہے۔ [2]

اس کا مطلب واضح ہے کہ نہ تو رسول اللہ ﷺ اور نہ ہی صحابہ کرامؓ نے اللہ تعالیٰ کے لیے خدا کا لفظ استعمال کیا۔

الحمدللہ رب العالمین الصلوٰۃ والسلام

علی رسول اللہ واصحابہ اجمعین.

☆......بعض حضرات کا خیال ہے کہ ''دلائل سے اسماء الٰہی کے توقیفی ہونے کا کوئی واضح ثبوت نہیں ملتا''۔ [3]

جبکہ!

ایک مفتی صاحب کا فرمانا ہے کہ ''علماء کے مابین اس بارے میں سخت اختلاف ہے کہ اسماء باری تعالیٰ توقیفی ہیں یا اصطلاحی؟ شیخ ابوالحسن اشعریؒ، ابوالقاسم قشیریؒ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، قاضی بیضاویؒ، علامہ ابوسعودؒ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ جمہور (اکثریت) کی رائے یہ ہے کہ اسماء باری تعالیٰ توقیفی ہیں''۔ [4]

1......کتاب الفتاویٰ، پہلا حصہ، صفحہ 352۔

2......لفظ ''خدا'' استعمال کرنے کا حکم، دارالافتاء، جامعہ دارالعلوم کراچی، مؤرخہ اا ربیع الاول 1414ھ۔

3......قاموس فقہ، جلد اوّل، صفحہ 420۔

4......سہ ماہی بحث ونظر، دہلی، جون 2007ء، صفحہ 147۔

Marfat.com

(قارئین کرام سوچیے کس کی بات مانیں، ہر صاحب اپنی بات ثابت کرنے کے لیے اپنی دلیل گھڑ لیتا ہے۔)

ایک بہت دلچسپ بات یہ ہے کہ جس سہ ماہی رسالے میں مفتی صاحب کا مضمون چھپا ہے وہ رسالہ ان صاحب کی ادارت میں شائع شدہ ہے جن کی پہلی رائے ہے۔ مدیر اور مضمون نگار کا باہم اختلاف بھی یہ واضح کرتا ہے کہ اس موضوع لفظ ''خدا'' پر کبھی اجماع نہیں ہوا۔

☆......ایک صاحب اپنی کتاب قاموس الفقہ جلد اوّل میں 13 صفحات پر سارا زور اس بات پر صرف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفی نہیں اصطلاحی ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کو کسی بھی مذہب اور زبان میں جو معبودوں کے نام ہیں ان کے ساتھ پکارا جا سکتا ہے یہاں تک کہ بعد از تحقیق رام جی اور کرشن جی کے ذریعہ (نام سے) بھی اللہ تعالیٰ کو موسوم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔[1]

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آنجناب کی کتاب الفتاویٰ میں آپ خود ہی ایک بات بالکل اپنے خلاف فرماتے ہیں کہ:

1......''قرآن وحدیث میں جو نام مذکور نہیں ان کے بارے میں اندیشہ ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ کی شان کی پوری پوری رعایت نہ ہو، اس لیے اہل علم نے دوسرے ناموں سے احتیاط کا حکم دیا ہے۔''[2]

2......''اللہ تعالیٰ کے جو اسماء مبارکہ قرآن وحدیث میں مذکور ہیں، ان ہی ناموں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے۔ اپنی طرف سے کوئی نیا نام اختیار نہ کرنا چاہیے کہ مبادا باری تعالیٰ کی شانِ عالی کے خلاف ہو اور ہمیں اس کا اندازہ نہ ہو سکے''[3]

1......صفحہ 413 تا 424۔

2-3......پہلا حصہ صفحہ 352 اور 414۔

Marfat.com

3...... باری تعالیٰ کا اصل نام اور عَلَم "اللہ" ہے۔ اور یہی نام قرآن و حدیث میں ہر جگہ استعمال ہوا ہے، اس لیے خدا کے بجائے "اللہ" کہنا زیادہ بہتر ہے۔[1]

☆...... بعض حضرات اپنی تائید میں ہندی بزرگان دین کا حوالہ پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے لفظ خدا کا استعمال کیا[2] (ہمارے نزدیک یہ سب قابل احترام ہستیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دینی خدمات کا خوب بدلہ عطا فرمائے۔ آمین)

لیکن...... بحیثیّت اہلِ سنّت والجماعت یہ بہتر نہیں تھا کہ وہ کم از کم ائمہ اربعہ کا حوالہ دیتے، خاص طور پر اس لیے بھی کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو خود فارسی نژاد تھے۔ ان کے شاگرد ساری اسلامی دنیا میں تھے۔ لاکھوں استفتاء آئے اور لاکھوں ہی فتوے دیے گئے۔ ان میں سے کسی کا حوالہ دیا ہوتا، امام ابو یوسفؒ یا امام محمدؒ کا کوئی حوالہ ہوتا۔ اور دیگر یہ کہ ان ہندی بزرگانِ دین حضرات نے خدا کا لفظ استعمال کیا ہے، اس کے جائز ہونے پر تو حکم نہیں لگایا۔

ہمارے خیال میں تقلید ان چار اماموں کی ہے باقی تو ہم سب کسی ایک امام کے مقلد ہیں اور بزرگوں کے جو حوالے دیئے گئے ہیں وہ رائے ہیں اگر ہر بزرگ کی رائے پر عمل کرنا شروع کر دیا جائے تو پھر فرقوں کی تعداد شاید بزرگوں کی تعداد کے برابر ہو جائے۔

☆...... ایک خیال یہ ہے کہ "لفظ خدا کے بارے میں امت نے اپنے عمل سے آج تک یہی گواہی دی ہے کہ اس کا استعمال صحیح اور درست ہے۔"[3]

جبکہ!

ہم بھی اور ہمارے جیسے دیگر صاحبان بھی یہی کہتے ہیں کہ چوتھی صدی ہجری میں

1...... کتاب الفتاویٰ پہلا حصہ، صفحہ 352۔

2...... ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور۔ اکتوبر 1983ء۔

3...... ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور۔ اکتوبر 1983ء۔

Marfat.com

احیائے فارسی کے بعد سے خراسان میں یہ لفظ شاہنامے کے ذریعے استعمال ہونا شروع ہوا۔لیکن اس عمل کی تائید میں کوئی شرعی سند نہیں ہے۔رہا اجماع تو صرف فقہ حنفی میں اجماع سکوتی کی گنجائش ہے۔امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اس کو اجماع نہیں مانتے اور پھر یہ اجماع امت کیسے ہوگیا؟ کیا ایران اور برصغیر کے مسلمان ہی امت ہیں۔کیا شافعی، مالکی اور حنبلی بھائی اُمتّ کا حصہ نہیں؟

دیگر یہ کہ اردگرد پر نظر ڈالیے ایسے کتنے عمل صدیوں سے ہو رہے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیّت نہیں۔کیا اب ان پر بھی اجماع سمجھا جائے گا، اس لیے کہ ان پر بھی عمل پیرا لوگوں میں علماء بھی ہیں، مفتی بھی ہیں، مفسّر و محدّث بھی ہیں۔

☆......ایک دلیل یہ ہے کہ خدا دوسرے انسان کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے تو لفظ ربّ، رحیم اور دوسرے بے شمار نام اللّٰہ کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں اور غیر اللہ کے لیے بھی......

جبکہ!

یہ بات بھی درست نہیں ہے، اکیلا رب و دیگر اسماء کسی کا نام نہیں ہوسکتا۔مفتی محمد شفیعؒ نے اپنی تفسیر معارف القرآن میں اس پر تفصیلی بحث کی ہے [1] کہ اسماء اللّٰہ تعالیٰ کے نام خالص نہ بلائے جائیں بلکہ اس کے ساتھ عبد کا لفظ ضرور لگایا جائے۔

☆......ایک خیال یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کے لیے لفظ خدا کا استعمال شروع سے آج تک ہر دور اور ہر علاقے (عجمی) میں علماء کے یہاں جائز رہا ہے۔

جبکہ!

دیگر علماء، مفتی صاحبان فتاویٰ میں فرما چکے ہیں کہ ان کے علم میں نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے لیکر صحابہؓ و تابعین نے اللّٰہ تعالیٰ کے لیے خدا کا لفظ استعمال کیا ہو۔اور نہ

1......تفسیر معارف القرآن، جلد 4 صفحہ 133۔

Marfat.com

ہی ائمہ اربعہ کا کوئی قول دکھایا جاتا ہے۔ جن کے دور میں اسلامی ریاست کی اکثریت عجمی تھی۔ ہاں چوتھی صدی کے آخر سے یہ لفظ ضرور مستعمل ہے تو یہ کہنا کہ ہر دور میں یہ لفظ جائز رہا درست نہیں۔ حضرات عمر و علی رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہؓ کی رائے عجمی زبان، غیر مسلموں کے تہوار، عید، نوروز کے متعلق دیکھیے اس کتاب کا باب 17 مزید دیکھیے اسلام اور غیر اسلامی تہذیب، خلاصہ و ترجمہ اقتضاء الصراط مستقیم۔ امام ابن تیمیہؒ صفحہ 89 تا 90 اور اصل کتاب عربی میں ناشر دار العلمیہ، بیروت 1999ء، صفحہ 156 تا 188

تمام علماء کرام و مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر بالرائے تیسرے، چوتھے درجے کی تفسیر ہے۔[1] اور اس لیے اس کا اعتبار بھی کم از کم ہے۔

جبکہ!

لفظ خدا کو جو صاحبان جائز قرار دیتے ہیں اس کی کوئی قرآنی و شرعی دلیل نہیں ہے، یہ صرف چند علماء کی ذاتی رائے ہے مگر یہاں علماء و مفتی صاحبان اس رائے کا بہت شدّومد کے ساتھ دفاع کرتے ہیں اور اسے سب سے زیادہ وزن دیتے ہیں۔

ان تمام اختلافات کو عیاں کرنے کے بعد ابھی تک ہم یہ سمجھ نہیں پائے کہ جب علماء کرام میں باہم توقیفی اور اصطلاحی میں اتنا تضاد اور سخت اختلاف ہے اور خود اصطلاحی ماننے والے حضرات میں اتنا اختلاف ہے اور یہ کہنے کے باوجود کہ ''سلف صالحین کے زمانے سے اللہ کے لیے یہ لفظ (خدا) استعمال ہو رہا ہے'' جو بھی دلیل وحوالے یہ صاحبان لاتے ہیں وہ چند علماء کرام کی رائے پر مبنی ہیں، یہ حضرات ائمہ اربعہ، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کے حوالے سے کوئی بات نہیں لاتے جو یہ ثابت کر سکے کہ دوسری صدی ہجری میں ائمہ کرام

1...... تفصیل کے لیے دیکھیے علوم القرآن، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مکتبہ دار العلوم کراچی، 1999ء، صفحہ 356-358 اور تاریخ تفسیر و مفسرین غلام احمد حریری، کشمیر بک ڈپو، فیصل آباد، 1996ء۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کو اللہ کے اسم ذات کے علاوہ کسی اور نام سے بھی پکارتے تھے یا اس کو جائز قرار دیتے تھے۔ یا صحابہ کرام یا رسول اللہ ﷺ نے کسی ایسے معبود کے نام سے پکارا ہو یا اس کی اجازت دی ہو جن کو پہلے ہی باطل قرار دیا جا چکا تھا اور پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام جس کو قرآن کریم میں 2699 مرتبہ اور سینکڑوں صفاتی اسماء جن کو قرآن کریم میں 10,000 سے زیادہ مرتبہ بتکرار پکارا گیا ہے، کی موجودگی میں دوسرے مذاہب کے معبودوں کے نام ادھار/ مستعار لینے کی ضرورت کیا ہے۔ خاص طور پر جبکہ ہر عالم و مفتی صاحب یہ جانتے اور مانتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو اللہ کہنا ہی افضل ہے۔

کیا ہمارے معبود وحدہ لاشریک اللہ تعالیٰ کا کوئی ذاتی تشخص نہیں ہے جو ہم ہر مذہب، عقیدے اور زبان کا دروازہ کھٹکھٹائیں اور ان کے معبود کا نام مانگتے پھریں اور اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر کریں، کیا ہماری دینی غیرت ہمیں اس کی اجازت دیتی ہے۔ اور خاص طور پر جبکہ یہ تمام دیگر مذاہب اپنے معبودوں کے لیے ہمارے قادر مطلق وحدہ لاشریک اللہ تعالیٰ کا نام اختیار کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

محترم علماء کرام و مفتیان عظام! اس نکتہ پر غور فرمایئے کہ ہم سینکڑوں صفاتی ناموں کے باوجود کیوں دوسرے مذاہب کے معبودوں کے نام کی بھیک مانگتے پھریں۔ جبکہ آپ صاحبان خود یہ اقرار کرتے ہیں، اپنے فتاویٰ میں، کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ کہنا ہی افضل ہے تو پھر اپنے فتاویٰ پر ازراہِ کرم و برائے اصلاح امت خود بھی عمل پیرا ہوں اور امت کو بھی راہ دکھائیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ خدا کہہ کر آپ خود اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا نام اختیار کر رہے ہیں جو بقول آپ صاحبان کے افضل نہیں ہے۔ کیا آپ صاحبان کو اپنے وحدہ لاشریک خالق و مالک کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام پسند نہیں، قبول نہیں جو دیگر مذاہب سے ان کے باطل معبودوں کے نام مستعار لینے کے لیے کمر باندھے کھڑے ہیں اور الٹی سیدھی دلیلیں دے رہے ہیں۔

Marfat.com

فردوسی نے خود شاہنامہ میں چوتھی صدی ہجری کے آخر میں اللہ کے لیے خدا کا لفظ استعمال کیا تو یہ اس کی مجبوری اور ضرورت تھی کہ وہ ساسانیوں کی کہانی لکھ رہا تھا، وہ (اور دوسرے صاحبان) مجوسی قدروں اور احیاء فارسی کے انقلاب کا داعی تھا...... جن کے معبود کا نام خدا تھا۔ ہماری کیا مجبوری ہے کہ ہم اب بھی اللہ کو خدا پکاریں، ہماری یہ فقیرانہ مہم اب یہاں تک تو پہنچ گئی کہ ایک بزرگوار نے تو یہاں تک فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کو رام، کرشن اور ایشور بھی کہا جا سکتا ہے، ایک مفتی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ''اس اصول پر دیگر زبانوں کے ترجمے کو بھی سمجھا جائے۔''[1]

حالانکہ اسی کتاب میں ان صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اسماء باری تعالیٰ میں یہ (اللہ) سب سے عظیم الشان نام ہے یہاں تک کہ بعض اہل علم نے اس کو ''اسم اعظم'' قرار دیا ہے۔[2]

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اس نام سے موسوم نہیں کیا گیا، ارشاد باری:

﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا﴾[3] کی ایک یہ بھی تفسیر منقول ہے کہ کوئی اور ہے جو اللہ کے نام سے موسوم ہو اسی لیے اس مبارک نام کا نہ تثنیہ ہے نہ جمع۔[4]

گستاخی معاف اس سے بڑا کھلا تضاد کیا ہوگا کہ لفظ اللہ کو اسم اعظم مانتے ہوئے بھی ہم بضد ہیں کہ اللہ کو خدا کہنا جائز ہے اور اس کی گردان صبح و شام ہے۔ اسی کا دفاع ساری زندگی ہے۔

﴿اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾

''یا اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھایئے''

1...... جامع الفتاویٰ۔ جلد اول صفحہ 38۔

2...... قاموس الفقہ۔ جلد اوّل، صفحہ 416، مزید دیکھیے اس کتاب کا باب 23۔

3...... (سورہ مریم 19 / آیت 64)

4...... ایضاً بحوالہ تفسیر قرطبی 1 / 103-102۔

Marfat.com

یہ حقیقت ہے کہ خدا فارسی کا نہیں بلکہ پہلوی زبان کا لفظ ہے (اور یہ بھی تحقیق طلب ہے کہ یہ پہلوی میں کیا اوستا سے آیا) اور وہ دور زرتشتی مذہب والوں کا معبود تھا، جو دو خداؤں کے ماننے والے تھے، اور یوں مشرک تھے اور اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے کسریٰ کو اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دی تھی۔[1]

اور اسی باطل معبود کی نفی کر کے فارسی لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ اور اللہ کی وحدانیّت کا اقرار کیا تھا۔ اور نہ رسول اللہ ﷺ نے نہ صحابہؓ، تابعین و تبع تابعین نے اور نہ ہی چار اماموں نے کسی نومسلم فارسی کو اللہ کے لیے خدا کا نام استعمال کرنے کی اجازت دی۔ اب ہمیں کہا جا رہا ہے کہ بارہویں/ تیرہویں صدی ہجری کے امام آلوسیؒ اور عبدالوھاب شعرانیؒ کی بات مانو اور اللہ کو کسی بھی مذہب کے معبود کے نام سے پکار سکتے ہو۔ کیا ہم پھر بھی ''اہلِ سُنّت والجماعت'' کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

اس ضمن میں اور بھی کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں مگر اختصار کی خاطر فی الحال اسی پر قناعت کی جاتی ہے۔ البتّہ آخر میں ہم ایک مشہور مفکر ڈاکٹر انیس احمد کا تبصرہ پیش کرتے ہیں۔

''اس کتاب (اسلام اپنی نگاہ میں) میں یہ بات بار بار کہی گئی ہے کہ انگریزی میں ''اللہ'' کی اصطلاح مغربی ذہن کو پریشان کرتی ہے، جبکہ اللہ کی جگہ God کہنا زیادہ درست اور افضل ہے۔

ہمیں اس سے فکری بنیاد پر اختلاف ہے۔ اگر ہندوازم کو پڑھاتے ہوئے ایک امریکی غیر ہندو استاد Brahma کو ہندو God نہیں کہتا بلکہ برہما ہی کہتا ہے اور یہودیت پڑھاتے ہوئے یہودیوں کے God کی جگہ Yahweh ہی کہتا ہے تو اسلام کے درس میں اللہ کیوں نہیں کہا جا سکتا۔ ایک پہلو جسے اکثر مسلم مفکرین نے بھی

1......الوثائق السیاسیہ۔ ڈاکٹر حمید اللہؒ۔ دار النفائس، بیروت۔ طبعہ السابعہ، 2001ء صفحہ 35

Marfat.com

نہیں دیکھا، یہ ہے کہ اللہ اسمِ ذات ہونے اور خود قرآن کے تجویز کردہ اسمِ باری تعالیٰ ہونے کے ساتھ عدد اور جنس کی قید سے آزاد اور اللہ کی صمدیت کی علامت ہے، جبکہ God چاہے بڑے G سے ہو چاہے چھوٹے g سے۔ اس کی جمع اور تانیث، یونانی مذہب ہو یا ہندوازم، دونوں جگہ عدد اور جنس کی شکل میں پائی جاتی ہے، چنانچہ Goddess اور Gods دونوں کا وجود تاریخِ ادیان کا حصہ ہے۔'' 1

مؤلف کے خیال میں ''اللہ'' کی اصطلاح مغربی (عیسائی) ذہن کو اس لیے پریشان کرتی ہے کہ صرف یہ ہی نام کامل وحدانیت کی علامت ہے اور تثلیث کی نفی کرتا ہے جبکہ God پہلے بتوں کی اور بعد میں تثلیث کی علامت بن گیا ہے اور یہ نام اختیار کرنے کے بعد مسلمان اس نظریہ کے قریب آتے ہیں۔

یہ ایک کتاب پر تبصرہ کا اقتباس ہے جس کا نام ''اسلام اپنی نگاہ میں'' ہے، جو ترجمہ ہے The Vision of Islam کا اور اس کے مصنف ہیں ساچیکو مرتا اور ولیم سی چیک، ناشر ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد اور اقبال اکادمی پاکستان لاہور۔ اس کتاب میں اسماء اللہ تعالیٰ اور صفات باری تعالیٰ پر ایک طویل بحث ہے۔ 2

لفظ God کے اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال پر ایک اور رائے کے لیے دیکھیے اسلامی طرز زندگی، جلد سوم، ادارت عادل صلاحی ترجمہ و ترتیب کلیم چغتائی، ایکار پی کے۔ کراچی 2007ء، صفحہ 31-32۔ ان دونوں کو ملا کر پڑھنے سے قرآن کی اس بات پر یقین اور بڑھ جاتا ہے جس میں کہا گیا ہے ''اور تم سے نہ تو یہودی خوش ہونگے اور نہ عیسائی یہاں تک کہ ان کے مذہب کی پیروی اختیار کرو''۔ 3

1......ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور۔ جون 2009ء صفحہ 98-99۔

2......باب سوم صفحہ 111 تا 144۔

3......(البقرہ 2/ 120)

Marfat.com

کیا ان حضرات نے جو اللہ تعالیٰ کے لیے خدا کے نام کو جائز سمجھتے ہیں خود کبھی ذیل کی آیت پر غور فرمایا ہے؟

﴿وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾

''اور (اے بندے) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ کہ کان اور آنکھ اور دل ان سب (جوارح) سے ضرور باز پرس ہوگی۔''[1]

علامہ آلوسیؒ کہتے ہیں:

''والالحاد فی اسمائه سبحانه ان یسمی بما لا توقیف فیه اوبما یوهم معنی فاسدا کما فی قول اهل البد ویا ابالمکارم یا ابیض الوجه یا سخی نحو ذاک''

''اللہ تعالیٰ کے ناموں میں ''الحاد'' یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان ناموں سے موسوم کیا جائے جو توقیفی نہ ہوں یا جن سے معنی فاسد کا وہم ہوتا ہو، جیسا کہ بدوی کا یہ قول: یا ابا المکارم (اے شرافت والے) یا ابیض الوجہ (اے اجلے چہرے والے) یا سخی (اے سخی) یا اسی کے مثل۔''

''یہی بات علامہ ابوسعودؒ نے بھی لکھی ہے اور یہی چیز قاضی بیضاویؒ نے بھی''۔

(سہ ماہی بحث ونظر، دہلی، جون 2007ء، صفحہ 146، بحوالہ روح المعانی 9/ 121۔ تفسیر ابی سعود علی 4/ 471 اور بیضاوی 1/ 30)

(سوچیے اتنے جید علماء کرام کی اس رائے کے بعد اجماع کیسے ہوگیا۔)

1......(بنی اسرائیل 36/17)

Marfat.com

باب......13

حامیان لفظ خدا کے اجتماعی تضادات

یہ تو ان حضرات کے باہم اختلافات و تضادات ہیں۔ میری نظر میں ان کا سب سے بڑا اجتماعی تضاد یہ ہے کہ:

1...... بقول خود ان صاحبان کے اس بات پر علماء میں سخت اختلاف ہے کہ اسماء اللہ عزوجل توقیفی ہیں یا اصطلاحی ہیں اس لیے یہ کہنا کہ اس پر اجماع ہے درست ثابت نہیں ہوتا۔

2...... باوجود اس اقرار کے کہ جمہور (اکثریت) کی رائے میں اسماء اللہ تبارک وتعالیٰ توقیفی ہیں یعنی ان میں کمی بیشی نہیں کی جاسکتی وہی اسماء رہیں گے جن کی قرآن وحدیث نے اجازت دی ہے:

یہ ایک قلیل اقلیت کی رائے پر عمل پیرا ہیں مثلاً علامہ آلوسیؒ (م 1270ھ) کی رائے کو (جن کے اصول بہت سخت ہیں ان کو بھلا کے) قول فیصل مانتے ہوئے خدا اور دیگر اسماء کے استعمال کو جائز مانتے ہیں جبکہ اول تو علامہ آلوسیؒ خود عرب ہیں اور تیرہویں صدی کے عالم ہیں جبکہ لفظ خدا کا استعمال تو چوتھی صدی سے خراسان میں شروع ہو چکا تھا۔ 900 سال کے بعد والے محترم عالم کی رائے کیسے فیصل اور اجماع ہوگئی اور اگر آپ کو قرآن وسنت کو چھوڑ کر صرف علماء کرام کی رائے پر عمل کرنا ہے تو پھر امام الحرمینؒ (متوفی 478ھ)[1] کی رائے کیوں نہیں مانتے جو خاص اسی ملک اور دور میں دی گئی جہاں فارسی نے اپنا احیاء شروع کیا اور خراسانی/ ساسانی/ سامانی حکمرانوں نے عرب دشمنی میں اس کو رائج کیا۔ آیئے دیکھتے ہیں وہ کیا رائے تھی۔

1......امام الحرمینؒ کی مختصر تاریخ کے لیے دیکھیے تاریخ ابن خلقان، نفیس اکیڈمی، کراچی 2000ء جلد 3 صفحہ 132۔

Marfat.com

''امام الحرمینؒ فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کے جو اسماء اور صفات شرع میں وارد ہوئے ہیں ہم ان کا اطلاق کریں گے اور جن سے شرع نے منع کیا ہے ان کے اطلاق سے باز رہیں گے، اور جو اسماء اور صفات شرع میں نہیں آئے ان کے جواز یا عدم جواز کسی کا ہم حکم نہ کریں گے۔ اس لیے کہ شرع کے احکام نص سے معلوم ہوتے ہیں اور اگر ہم جواز یا عدم جواز کا حکم کر دیں تو ہم نے ایک حکم کیا بغیر حکم شرع کے، پھر اطلاق کے جائز ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ دلیل یقینی ہو (یعنی آیت یا حدیث متواتر) بلکہ وہ دلیل کافی ہے جو موجب ہوتی ہے عمل کو اگر چہ علم کو موجب نہ ہو (یعنی خبر واحد کافی ہے) البتہ قیاس کو اس میں دخل نہیں ہوسکتا۔ (یہاں سے آگے امام نوویؒ متوفی 676ھ کا بیان ہے) تمام ہوا کلام امام الحرمین کا اور ان کا درجہ اور رتبہ ہر ایک علم میں خصوصاً اس فن میں یعنی علم کلام میں تو انتہا درجہ کا ہے اور یہ جو انہوں نے کہا کہ ہم جواز اور عدم جواز کسی کا حکم نہیں کریں گے جب تک دلیل شرعی نہ ہو تو بناء اس کی اس مذہب پر ہے جو مختار ہے اور صحیح ہے محققین کے نزدیک کہ اصل اشیاء میں یہ ہے کہ کوئی حکم نہ کیا جائے جب تک شرع وارد نہ ہو نہ حلت نہ حرمت نہ اباحت کا کیونکہ اہل سنت کے نزدیک حاکم شرع ہے۔ اور ہمارے بعض علماء نے کہا کہ اصل اشیاء میں اباحت اور بعض نے کہا کہ اصل حرمت ہے اور بعضوں نے کہا کہ اصل توقف ہے اور مختار وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا اور اہل سنت نے اختلاف کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ان اسماء اور صفات کا جو شرع میں وارد نہیں ہوئے اطلاق کیا جائے یا نہ کیا جائے بشرطیکہ وہ اسماء اور صفات جمال اور جلال اور کمال اور مدح کے ہوں تو بعضوں نے ان کا اطلاق جائز رکھا ہے اور بعضوں نے منع کیا ہے، جب تک کوئی دلیل قطعی جیسے آیت یا حدیث متواتر یا اجماع نہ ہو اور خبر واحد سے جو اسم یا صفت ثابت ہو اس کے اطلاق میں اختلاف ہے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا صحیح یہ ہے کہ اس کا اطلاق جائز ہے انتہٰی ماقال النوویؒ

Marfat.com

(السراج الوہاج میں ہے کہ اللہ جل جلالہ کے اسماء اور صفات میں وقوف صحیح ہے یعنی جو اسماء اور صفات شرع میں وارد ہوئے ہیں انہی کا اطلاق کرنا چاہیے اور اپنی طرف سے نئے نام اور صفات تراشنا بہتر نہیں گو ان کے معنیٰ عمدہ ہوں) امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات اس باب میں نہایت عمدہ اور جامع کتاب ہے۔"[1]

قارئین کرام! آپ نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ 5 علماء کرام میں سے 4 عالم صاحبان جن کا تعلق خود خراسان، فارسی علاقہ سے تھا اس بات کے قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی بھی ایسے نام سے نہیں پکارا جاسکتا جو قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہیں گو ان کے معنیٰ عمدہ ہوں۔ صرف ایک عالم قاضی عیاضؒ نے فرمایا کہ ان اعلام کا اطلاق جائز ہے یہ رائے رکھنا ان کا حق تھا مگر ایسے حضرات کی تعداد قلیل ہے مختار مذہب (اکثریت کی رائے) یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وہ نام جو قرآن وسنّت میں وارد ہوئے ہیں انہی کا اطلاق کیا جائے۔

اس بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تیسری صدی ہجری تک تو یہ مسئلہ تھا ہی نہیں اور چوتھی صدی سے لیکر آج تک اس مسئلہ پر اکثریّت نے سخت اختلاف کیا ہے، اس لیے یہ کہنا کہ یہ مجمع علیہ ہے بڑے دل گردے کی بات ہے۔ اجماع کہہ کر مرعوب تو کیا جاسکتا ہے مگر ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

ایک اور بڑا اجتماعی تضاد

رہا یہ سوال کہ جو لوگ لفظ خدا و دیگر ناموں کے استعمال کی نفی کے لیے کوئی دلیل دیں کہ اللہ تعالیٰ کو کسی دوسرے نام سے موسوم نہیں کیا جاسکتا، بذات خود اس ضد اور

1...... تفصیل کے لیے دیکھیے صحیح مسلم، شرح نووی، دار الکتب علمیہ بیروت (1415ھ) جلد دوم صفحہ 78 اور 79، کتاب الایمان، باب 39 حدیث 149، اردو ترجمہ ہم نے علامہ وحید الزمانؒ، اسلامی کتب خانہ، لاہور (س ن) جلد اول صفحہ 179-180 سے لیا ہے۔ دیگر تراجم میں اس عمدہ بحث کو نہایت مختصر کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

اصرار کی غمازی ہے جو کہ حامیان لفظ خدا نے اختیار کی ہوئی ہے اس لیے کہ جو صاحبان اس کے حامی ہیں، قرآنی وشرعی دلیل تو ان کو دینی ہے اور چونکہ وہ ان کے پاس نہیں اس لیے خود لاجواب ہونے کے بجائے ان کو لاجواب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو قرآن وسنت کی طرف بلا رہے ہیں۔

ایک اور اجتماعی تضاد (یا زیادتی جو میرے خیال میں یہ حضرات کرتے ہیں) کہ جب قرآن کریم، احادیث اور دینی کتابوں کے اردو میں تراجم کرتے ہیں تو اللہ کا ترجمہ خدا ہی کرتے ہیں جس سے عام قاری یہی سمجھتا ہے کہ اصل کتاب میں بھی خدا ہی لکھا ہوگا۔

غور فرمایئے یہ ترجمہ اردودان مسلمانوں کے لیے کر رہے ہیں ان کے لیے اگر اللہ کا ترجمہ کرنے کے بجائے اللہ ہی لکھ دیں تو کیا قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ کیا وہ نسل درنسل پیدائشی مسلمان اللہ تعالیٰ سے واقف نہیں جو یہ حضرات ترجمے میں اللہ کے بجائے خدا لکھتے ہیں؟ اس سے بڑی ضد کی علامت کیا ہوگی۔

کیا ان حضرات کی اللہ سے (نعوذ باللہ) دشمنی ہے کہ اس کا نام نہیں لیتے اور کیا یہ خدا کے دوست ہیں کہ ضرورت بلاضرورت اسی نام کو لیتے ہیں جیسا کہ دشمنی اور دوستی میں ہوتا ہے۔ یہ حضرات کیوں نہیں مانتے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی دوسرے نام سے پکارنے پر تو جید علماء کرام کا خود ان کے بقول سخت اختلاف ہے۔ مگر اللہ کو اللہ تعالیٰ کہنے پر رسول اللہ ﷺ سے لیکر آج تک کسی کو اختلاف نہیں پھر یہ متفقہ نام کو چھوڑ کر خدا کہنے پر کیوں بضد ہیں، کیا ان صاحبان کو یہ نہیں معلوم کہ جن مسلمانوں کے لیے یہ اللہ کا ترجمہ "خدا" کر رہے ہیں وہ تو ہر روز صرف اذان اور پانچ وقت نمازوں میں اللہ اکبر کی تقریباً 400 مرتبہ تکرار کر رہے ہیں۔ کیا انہیں نہیں معلوم کہ وہ کس کو پکار رہے ہیں۔ کیا انہیں ترجمے کی ضرورت ہے اور جو نو مسلم آ رہا ہے تو وہ تو خود خدا/God کو چھوڑ کر اللہ کے پاس آ رہا ہے۔ اسے پھر کیوں خدا/God یاد دلایا جا رہا ہے۔

Marfat.com

ایک حدیث رسول اللہ ﷺ ملاحظہ فرمائیے:

عن ابن عمر قال خطبنا عمر بالجابية فقال يا ايها الناس انى قمت فيكم كمقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فينا فقال اوصيكم باصحابى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يفشو الكذب حتى يحلف الرجل ولايستحلف ويشهد الشاهد ولايستشهد الا لايخلون رجل بامرأة الا كان ثالثهما الشيطان عليكم بالجماعة من سرته حسنته وسآء ته سيّئته فذلك مومن.

''حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ عمرؓ نے جابیہ کے مقام پر ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! میں تم لوگوں کے درمیان رسول اللہ ﷺ کا قائم مقام ہوں اور آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اپنے صحابہؓ کی اطاعت کی وصیت کرتا ہوں پھر ان کے بعد آنے والوں کی اور پھر ان سے متصل آنے والوں کی۔ (یعنی تابعین اور تبع تابعین کی) اس کے بعد جھوٹ رواج پکڑ جائے گا یہاں تک کہ آدمی بغیر قسم کھلائے قسم کھانے لگے گا۔ اور بغیر گواہی طلب کیے گواہی دینے کے لیے موجود ہوگا۔ خبردار کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے۔ اس لیے کہ ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ تم لوگوں کا جماعت کے ساتھ رہنا ضروری ہے۔ جسے اس کی نیکی خوش کردے اور برائی بری لگے وہی مؤمن ہے۔''[1]

غور فرمائیے! رسول اللہ ﷺ صحابہؓ، تابعین اور تبع تابعین کی پیروی کی وصیت فرما رہے ہیں اور خود مفتی صاحبان کا اقرار ہے کہ ان میں سے ہر کسی نے اللہ تعالیٰ کو توقیفی نام ہی سے پکارا اور کوئی شہادت نہیں ملتی کہ انہوں نے اس وقت کی دنیا کے ایک تہائی حصہ پر محیط اسلامی دنیا میں جس میں سینکڑوں، ہزاروں ملک، مذاہب اور

1 ...... ترمذی، کتاب الفتن، حدیث 2303، مستدرک حاکم، کتاب العلم، حدیث 387۔

Marfat.com

زبانیں مدغم ہو چکی تھیں، کسی کو بھی اللہ وحدہ لاشریک کو اپنے پرانے معبودوں کے نام سے پکارنے کی اجازت دی ہو۔ حامیان لفظ خدا/God نے کیا اس حدیث پر عمل کیا۔ کیا یہ ان کا بڑا اجتماعی تضاد نہیں ہے۔

اس حدیث میں دیگر دو اہم باتیں بھی کہی گئی ہیں:

اوّل: ''اس کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا''

قارئین کرام! تابعین اور تبع تابعین کا دور دوسری صدی ہجری میں ختم ہو گیا۔ ائمہ اربعہ اور ان کے شاگردوں کا دور تیسری صدی میں ختم ہو گیا، اور لفظ ''خدا'' کا استعمال چوتھی صدی سے شروع ہو گیا۔

دوم: ''جسے اس کی نیکی خوش کر دے اور برائی بری لگے وہی مؤمن ہے''

قارئین کرام! رسول اللہ ﷺ کی بنائی ہوئی اس کسوٹی پر اپنے آپ کو پرکھ کر دیکھیے:

کیا آپ کو اپنے وحدہ لاشریک معبود کو اللہ تعالیٰ کہہ کر خوشی ہوتی ہے یا خدا کہہ کر ہوتی ہے۔

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب﴾

''خوب آگاہ رہو دلوں کو اطمینان اللہ کے ذکر سے ہوتا ہے۔''[1]

ایک اور حدیث پڑھیے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملة کلهم فی النار الاملة واحدة قالوا من هی یارسول اللہ؟ قال ما انا علیه واصحابی.

1......(الرعد 13/28)

Marfat.com

"بنی اسرائیل بہتر (72) فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر (73) فرقوں میں بٹ جائے گی، یہ سب آگ میں جائیں گے، سوائے ایک فرقہ کے، صحابہؓ نے پوچھا، یارسول اللہ! وہ کونسا فرقہ ہے؟ فرمایا: وہ جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔"[1]

آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے علاوہ مزید پانچ صحابۂ کرامؓ نے تھوڑے تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ روایت کیا ہے، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت معاویہ (۲) حضرت عوف بن مالک (۳) حضرت انس (۴) حضرت عمرو بن عوف (۵) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ان چھ حضرات کی روایتیں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرنے میں متفق ہیں کہ میری امت تہتّر (73) فرقوں میں بٹ جائے گی، جن میں سے ایک فرقہ نجات پائے گا باقی سب فرقے آگ میں جائیں گے، رہا یہ سوال کہ وہ نجات یافتہ فرقہ کونسا ہے؟ تو اس کا جواب ان روایتوں میں مختلف الفاظ سے دیا گیا ہے۔ ایک جواب حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی روایت میں اوپر آیا ہے، کہ "وہ فرقہ وہ ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں"۔

حضرت ابوامامہؓ کی روایت میں اس فرقہ کو "السّواد الاعظم" کے نام سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔

حضرت عمرو بن عوفؓ کی روایت میں ہے کہ فرقہ "الاسلام وجماعتہم" ہے، یعنی "اسلام اور مسلمانوں کی جماعت" باقی تینوں صحابۂ کرامؓ کی روایتوں میں ہے کہ وہ فرقہ "الجماعۃ" ہے۔

1...... جامع ترمذی، ابواب الایمان، باب افتراق ہذہ الامۃ، حدیث 2641، امام ترمذیؒ نے یہ حدیث قوی سند کے ساتھ روایت کر کے فرمایا ہے کہ: "ھذا حدیث حسن غریب مفسر لانعرفه مثل هذه الا من هذا الوجه"۔

Marfat.com

روایات کی اس تفصیل سے دو باتیں سامنے آئیں۔

1......وہ نجات یافتہ فرقہ اُن لوگوں کا ہے جو آنحضرت ﷺ اور صحابۂ کرامؓ کی سنّت کے متبع ہوں۔

2......اس نجات یافتہ فرقہ کا نام رسول اللہ ﷺ نے بعض احادیث میں ''السّواد الاعظم'' اور بعض روایات میں ''الجماعۃ'' بتایا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ''السّوادالاعظم'' اور ''الجماعۃ'' درحقیقت اس نجات پانے والے ایک ہی فرقہ کے دو نام ہیں، اور یہ فرقہ ایسے لوگوں کا مجموعہ ہے جو آنحضرت ﷺ اور صحابۂ کرامؓ کی سنت پر قائم ہوں۔ صرف انہی لوگوں کا راستہ راہِ ہدایت ونجات ہے، اس کے خلاف سب راستے گمراہی اور جہنم کی طرف جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ حدیث میں ''الجماعۃ'' اور ''سوادِاعظم'' کے اتباع کا حکم نہایت تاکید سے دیا گیا، جن کی خصوصیت یہ بتائی گئی ہے کہ ''اُن پر اللہ کا ہاتھ ہے'' اُن کے اتباع کی تاثیر یہ بتائی گئی کہ وہ نفس وشیطان کی حیلہ سازیوں سے بچاتا ہے۔

اب ان احادیث پر دوبارہ غور فرمایئے! رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کا عمل کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ نے کبھی خدا/ God کہا۔ نہیں، ہرگز نہیں۔ ان مقدس ہستیوں نے تو ساری زندگی اللہ کو اللہ تعالیٰ ہی کہا تو آپ کس کے عمل پر چلیں گے:

چند حضرات کی رائے مانیں گے اور کئی صدیوں بعد کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی بھی نام سے پکارا جاسکتا ہے۔

سنّت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کہنے کی ہے اور یہی ہم امتیوں کو کہنا چاہیے۔ یہی میری گزارش ہے علماء/ مفتیان/ خطباء وائمہ مساجد صاحبان سے۔

Marfat.com

اب یہ اہم حدیث بھی پڑھ لیجیے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ:

ان امتی لاتجتمع علی ضلالة فاذا ارأیتم اختلافاً فعلیکم بالسواد الاعظم.

''میری امت کسی گمراہی پر متفق نہیں ہوگی پس جب تم (لوگوں میں) اختلاف دیکھو تو ''سواد اعظم'' کو لازم پکڑلو (یعنی اس کا اتباع کرو)''

اس حدیث کا پہلا جملہ تو پیچھے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے آچکا ہے، یہاں اس کا دوسرا جملہ ''پس تم اختلاف دیکھو تو سواد اعظم کو لازم پکڑلو'' کا بیان کرنا مقصود ہے، آنحضرت ﷺ کا یہ جملہ حضرت انسؓ کے علاوہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک اور روایت میں اس طرح نقل کیا ہے کہ:

فاتبعو السواد الاعظم فانه من شذ شذَّ فی النَّار.

''پس تم ''سواد اعظم'' کا اتباع کرو، کیونکہ جو شخص الگ راستہ اختیار کرے گا جہنم میں جائے گا۔''

معلوم ہوا کہ امت کا ''سوادِ اعظم'' ہمیشہ حق پر رہے گا، کبھی غلط بات پر متفق نہ ہوگا، ورنہ اس کے اتبّاع کا حکم نہ دیا جاتا۔

''الجماعۃ'' اور ''سوادِ اعظم'' سے کیا مراد ہے؟

''السواد الاعظم'' عربی زبان میں عظیم ترین جماعت کو کہا جاتا ہے۔ یہاں مسلمانوں کا وہ فرقہ مراد ہے جو آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کے طریقہ پر ہو، چنانچہ چار صحابۂ کرام (۱) حضرت ابوالدرداء (۲) حضرت ابواُمامہ (۳) حضرت واثلۃ بن الاسقع اور (۴) حضرت انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ انہوں نے

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ''سواد اعظم'' کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''وہ لوگ جو اس طریقہ پر ہوں جو میرا اور میرے صحابہؓ کا ہے۔''[1]

قارئین کرام غور فرمایئے کہ اتباع رسول مقبول ﷺ، صحابۂ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کیا ہے۔

اللہ وحدہ لاشریک کو اللہ تعالیٰ کہنا یا خدا/God/ ایشور وغیرہ کہنا جو ان مقدس حضرات نے کبھی بھی/ کہیں بھی/ ہرگز استعمال نہیں کیا۔ اور اس کا اعتراف تمام علماء کرام و مفتیان عظام کو ہے، وہ اس کا اقرار کرتے ہیں، فتویٰ بھی دیتے ہیں کہ:

''اللہ کو اللہ کہنا ہی افضل ہے''

اور پھر یہ بھی یاد رکھیے کہ اردو/ فارسی بولنے والے مسلمان امت کا صرف 20 فیصد ہیں اور بقیہ ''سواد اعظم'' یعنی 80 فیصد سے زیادہ تو اللہ تعالیٰ کو اللہ ہی کہتا ہے، خدا نہیں کہتا۔ تو آپ بھی اس سواد اعظم کا ساتھ دیجیے۔ اقلیت کا نہیں۔

سب سے آخری مگر سب سے اہم!

سوال یہ ہے کہ حامیان لفظ خدا یہ نہیں بتاتے کہ:

کیا اجماع ایسے مسائل پر ہو سکتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دور اور خیر القرون میں پیدا ہوئے اور اس پر ان مقدس حضرات نے کوئی رائے نہ دی یا حکم نافذ نہ کیا جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اس مسئلہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے یا اس کی نفی کرتے تھے۔

اور دیگر یہ کہ:

جو رسم و روایت یا عادت چوتھی صدی سے شروع ہوئی، کیا اس پر تیرہویں صدی کے ایک عالم کی رائے لیکر اسے اجماع قرار دیا جا سکتا ہے، اور جبکہ اہلِ سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق:

1...... تفصیل کے لیے دیکھیے، فقہ میں اجماع کا مقام صفحہ 32-46۔

Marfat.com

''ائمہ مجتہدین کو شارع، معصوم اور انبیاء کرام علیہم والسلام کی طرح خطاؤں سے پاک سمجھنا قطعی طور پر غلط ہے، وہ شارع، معصوم اور خطاؤں سے پاک نہیں ہیں۔ان کے ہر اجتہاد میں احتمالِ خطا موجود ہے''۔ [1]

''ائمہ مجتہدین بہت سے گزرے ہیں مگر تقلید صرف چار اماموں: امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کی کی جاتی ہے۔'' [2]

اور ان چاروں اماموں نے رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو دیگر مذاہب کے معبودوں کے نام سے جن میں خدا بھی شامل تھا، کبھی نہیں پکارا۔

ملا علی قاریؒ حضرت ابو ہریرہؓ کی ننانوے اسمائے حسنیٰ والی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

''قال فی المعالم من قوله تعالیٰ وذروا الذین یلحدون فی اسمائه الالحاد فی اسمائه تعالی تسمیته بمالا ینطق به کتاب وسنة''

''معالم التنزیل میں فرمان باری ''وذروا الذین یلحدون فی اسماۂ'' کے تحت مصنف (امام بغویؒ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں الحاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ان اسماء کا اطلاق کیا جائے جو کتاب وسنت میں نہیں آئے ہیں۔''

سہ ماہی بحث ونظر دہلی، جون 2007ء، صفحہ 145 بحوالہ مرقات 3/20 (ہمارے پاس ''مرقاۃ المفاتیح'' کا مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ کا جو نسخہ ہے اس میں یہ جلد 5 صفحہ 167 پر ہے، مزید دیکھیے تفسیر البغویؒ ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان، جلد 2 صفحہ 218)۔

1......عقائد اہلِ السنۃ والجماعۃ - مدلل، شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد طاہر مسعود، مکتبہ سراجیہ، جامع مفتاح العلوم، سرگودھا، 2007ء صفحہ 192۔

2...... حوالہ بالا۔ صفحہ 193۔

Marfat.com

باب......14

جس نام سے پکارو اللہ کے سب نام اچھے ہیں؟

بعض حامیان لفظِ خدا:

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۖ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا﴾

”کہہ دو کہ تم (اللہ کو) اللہ (کے نام سے) پکارو یا رحمٰن (کے نام سے) جس نام سے پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں“[1]

کی تفسیر و تشریح یہ کرتے ہیں کہ اس آیت کی رو سے اللہ تعالیٰ کو کسی بھی نام سے پکارا جا سکتا ہے اور اس لیے خدا/God/ایشور وغیرہ کہنا جائز ہے۔

قرآن کریم کی یہ تفسیر و تشریح قولاً و فعلاً نہ تو:

1......اس ذات اقدس ﷺ سے ثابت ہے جن پر یہ کلام نازل ہوا۔

2......نہ ان صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے جن کے سامنے یہ کلام نازل ہوا اور جن حضرات نے اسلام کا پیغام صرف 35 سال میں اس وقت کی دنیا کے ایک تہائی حصہ میں نافذ کر دیا۔

3......نہ ہی خیر القرون کے تابعین و تبع تابعینؒ سے ثابت ہے جو ان صحابہ کرامؓ کے تبلیغ و تعلیم اسلام میں ان نئے علاقوں میں ممد و معاون تھے۔

4......نہ ہی امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ سے ثابت ہے جن کا فقہ آج بھی سارے عالم اسلام میں نافذ ہے۔

5......نہ ہی تیسری صدی تک ان محدثین کرامؒ سے ثابت ہے جنہوں نے سارے

1......(بنی اسرائیل 17/110)

Marfat.com

عالم اسلام میں تلاش کر کے صحیح واحسن احادیث جمع کیں۔

6......نہ ہی پانچویں صدی ہجری تک کے ان محدثین سے ثابت ہے جنہوں نے ضعیف وموضوع احادیث تک جمع کرلیں تاکہ آئندہ نسلیں ان کی تحقیقات کر کے حقیقت معلوم کرلیں۔ (دیکھیے تتمہ دوم)

7......اور پھر ان تمام ادوار کے مفسرین جن میں صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین ودیگر امام شامل ہیں سے بھی ثابت نہیں جنہوں نے قرآن کی تفسیر کی ابتداء کی۔

اور آج تک تفاسیر بالروایت میں اس کی وہ تفسیر وتشریح نہیں ملتی جو اب پندرہویں صدی میں ہمارے کچھ صاحبان کرتے ہیں، ایسے حضرات کی خدمت میں چند احادیث اور تفسیر قرطبی سے اقتباس پیش کرتے ہیں اور التجا کرتے ہیں کہ وہ اپنے خیالات پر ایک مرتبہ پھر غور فرمالیں۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبو مقعدہ من النار.[1]

''حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرے۔''

عن ابن عباس عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اتقوا الحدیث عنی الا ما علمتم من کذب علی متعمداً فلیتبوّأ مقعدہ من النار ومن قال فی القرآن برأیہ فلیتبوّأ مقعدہ من النار.[2]

''حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری طرف سے کوئی بات اس وقت تک نہ نقل کرو جب تک تمہیں یقین نہ ہو کہ یہ میرا ہی قول ہے اور جو شخص میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے گا وہ اور ایسا شخص جو قرآن کی تفسیر

1......ترمذی، کتاب التفسیر، حدیث 2950۔

2......ترمذی، کتاب التفسیر، حدیث 295 اور ابوداؤد کتاب العلم، حدیث 3651۔ اس میں حدیث کا آخری حصہ ''من قال فی القرآن........نہیں ہے۔'' راوی عبد اللہ بن زبیرؓ۔

Marfat.com

اپنی رائے سے کرے گا دونوں جہنم میں ٹھکانہ تلاش کر لیں۔"

عن جندب بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال فی القرآن برأیہ فاساب فقد اخطأ.[1]

"حضرت جندبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی اور وہ صحیح تھی تب بھی اس نے غلطی کی۔"

امام ابوعبد اللہ القرطبیؒ (م 681ھ) اپنی تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں لکھتے ہیں:

تفسیر بالرائے کی وضاحت:

ابوبکر محمد الانباری نحوی لغوی نے اپنی کتاب "الرّد" میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث کی دو توجیہات کی گئی ہیں، ایک یہ کہ جس نے قرآن کے مبہم الفاظ و عبارات کا وہ مطلب بیان کیا جو اسے سلف صالحین و تابعین سے منقول نہ ملا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مستحق ہے اور دوسری توجیہہ جو کہ زیادہ برمحل اور معنی کے لحاظ سے زیادہ صحیح ہے یہ ہے کہ جس نے قرآن کی تفسیر میں ایسی بات کہی جس کے بارے میں اسے معلوم تھا کہ صحیح بات اس کی بجائے اور کوئی ہے تو اس شخص کا ٹھکانہ جہنم میں تیار ہے۔

حضرت جندبؓ کی حدیث کے بارے میں امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم نے اس میں رائے سے مراد خواہش نفس لیا ہے یعنی جس نے قرآن کی تفسیر اپنی خواہش کے مطابق کی اور ائمہ سلف سے اسے نقل نہ کیا اُس نے غلطی کی خواہ اس کی رائے صحیح ثابت ہو جائے کیوں کہ اس نے قرآن مجید کے بارے میں ایسا فیصلہ دیا جس کا مآخذ و مصدر معلوم نہیں اور نہ ہی حدیث کے علماء اور رواۃ میں سے کسی کا قول اس بارے میں ملتا ہے۔

---

1 ...... ترمذی، کتاب التفسیر، حدیث 2952 اور ابوداؤد، کتاب العلم، حدیث 3652۔

Marfat.com

علامہ ابن عطیہ (م 541ھ) کہتے ہیں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص سے قرآن مجید کی کسی عبارت کی تفسیر معلوم کی جائے تو وہ علماء کے اقوال کی طرف رجوع اور نحو واصول وغیرہ ضروری علوم کے تقاضے دیکھے بغیر جو دل میں آئے وہی تفسیر کرنے بیٹھ جائے۔ یہاں اس بات کی ممانعت نہیں ہے کہ لغت کے ماہرین الفاظ قرآن کے لغوی معانی اور علماء نحو اس کے نحوی مباحث بیان کریں یا فقہاء اس کے معانی کی وضاحت کریں اور ان میں سے ہر ایک متعلقہ علم کے قوانین اور شواہد کی روشنی میں اپنے غور وفکر اور اجتہاد سے جو سمجھتا ہے اسے بیان کردے۔ کیوں کہ اس طرح تفسیر بیان کرنے والا صرف اپنی رائے کی بناء پر کچھ کہنے والا شمار نہیں ہوتا۔

مؤلف (امام قرطبیؒ) کا تبصرہ:

میرے خیال میں یہ بات صحیح ہے اور اسی کو متعدد علماء نے اختیار کیا ہے کیوں کہ جو شخص صرف اپنے تخیل اور دل میں آنے والی بات سے قرآن کی تفسیر کرتا ہے اور اس کی بنیاد تفسیری اصولوں پر نہیں ہوتی، وہ درحقیقت غلطی پر ہے اور اس کے مقابلہ میں جو شخص ٹھوس اصولوں کی رہنمائی میں تفسیر بیان کرتا ہے جن کے مآخذ ومصادر پر علماء سلف کا اتفاق ہے وہ قابل تعریف ہے۔

تفسیر صرف علماءِ سلف سے منقول اقوال کا نام نہیں:

بعض علماء کہتے ہیں کہ تفسیر کا دارومدار صرف منقولات اور ماثورات پر ہے۔ اس کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾[1] ہے۔ یعنی پھر اگر تم میں باہم کسی چیز کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا کرو۔ مگر اس آیت سے مراد لینا ٹھیک نہیں کیوں کہ تفسیر قرآن سے منع کرنے کا مطلب یا تو یہ ہوگا کہ اس سلسلہ میں صرف

1۔۔۔۔۔(النساء 59/4)

Marfat.com

منقول اقوال پر اکتفاء کیا جائے اور غور و خوض کے ذریعے قرآن کے معانی اخذ کرنے کو بالکل ترک کر دیا جائے، یا اس سے مراد کچھ اور ہوگا۔

اس کا یہ مطلب لینا تو بالکل غلط ہے کہ قرآن کے بارے میں کوئی شخص نئی بات نہ کہے بلکہ صرف وہی بولے جو پہلے علماء سے سنا ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کو پڑھتے تھے اور اس کی تفسیر میں ان کے اقوال ایک دوسرے سے مختلف ہوتے تھے اور یقیناً یہ تمام اقوال انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نہیں سنے تھے۔

تفسیر بالرائے کی ممنوع صورتیں:

تفسیر بالرائے سے منع کرنے کا جہاں تک تعلق ہے اس کا اطلاق درج ذیل دو صورتوں میں ہوسکتا ہے: پہلی صورت یہ ہے کہ مفسر کسی خاص مسئلہ پر اپنی رائے اور طبعی میلان رکھتا ہو اور اس خواہش کی تائید کے لیے وہ قرآن مجید کے کسی حصہ کی تفسیر اپنے اس میلان کے مطابق کر لے تا کہ اپنے موقف کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اسے بطور دلیل پیش کر سکے۔ حالانکہ اگر اس کا یہ طبعی میلان اور خواہش کا عمل دخل نہ ہو تو قرآن سے یہ مفہوم اس کے ذہن میں نہ آئے۔ اس طرح کی تفسیر کبھی تو لوگ جان بوجھ کر کرتے ہیں جیسا کہ اہل بدعت اپنی بدعات کے جواز کا ثبوت قرآن سے فراہم کرتے ہیں، حالانکہ ان کو معلوم ہوتا ہے کہ آیت سے حقیقتاً یہ مراد نہیں۔ ایسے لوگوں کا مقصد صرف مخالفین کو مخمصے میں ڈالنا ہوتا ہے۔

بعض لوگ ایسی تفسیرات کم علمی میں کر جاتے ہیں اس صورت میں اکثر یوں ہوتا ہے کہ آیت میں کئی معانی کا احتمال ہوتا ہے جن میں سے مفسر کا ذہن اسی معنی کی طرف مائل ہو جاتا ہے جو اس کے طبعی میلان سے مطابقت رکھتا ہو۔ اس طرح وہ کسی خاص معنی کو اپنی خواہش کے مطابق ترجیح دیتا ہے اور اس کی یہ ترجیح تفسیر بالرائے شمار ہوتی ہے گویا اس کی رائے ہی اس معنی کو ترجیح دینے کی بنیاد بنی اور اگر وہ نہ ہوتی تو یہ معنی اس

Marfat.com

کے ہاں ترجیح نہ پاتا۔

بعض اوقات انسان کے پیش نظر کوئی جائز غرض ہوتی ہے اور وہ اس کے بارے میں رہنمائی اور اس کی تائید کے لیے قرآن سے دلیل تلاش کرتے ہوئے کسی ایسی آیت کا سہارا لے لیتا ہے جس کے بارے میں اسے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کا دراصل یہ مطلب نہیں ہے۔ وہ اس طرح قیاس کے ذریعے لغوی معانی میں تصرف کرتے ہیں جو کہ جائز نہیں۔ یہی طریقہ تفسیر فرقہ باطنیہ کے پیروکار اپنے غلط مقاصد کے لیے اختیار کرتے اور اس طرح دھوکے سے لوگوں کو اپنے فاسد عقائد کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ یہ لوگ قرآنی آیات کو اپنی رائے اور اپنے مذہب کے مطابق ایسے امور پر منطبق کرتے ہیں جن کے بارے میں بالیقین جانتے ہیں کہ ان سے وہ مراد نہیں۔ یہ تمام انداز ایسی تفسیر بالرائے کی صورتیں ہیں جو کہ ممنوع ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ لغت عرب کے ظاہری معانی کو لے کر قرآن مجید کی تفسیر کے لیے اُٹھ دوڑے اور اس کی نادر عبارات، مبہم اور مبدل الفاظ، اختصارات، حذف، اضمار اور تقدیم و تاخیر وغیرہ کے متعلق سلف سے جو اقوال منقول ہیں ان سے مدد اور تائید حاصل نہ کرے۔ اب جو شخص پہلے سے موجود تفسیر میں تو مہارت حاصل نہیں کرتا اور صرف عربی لغت کے علم کی بناء پر معانی کا استنباط اور استخراج کرنے چل پڑتا ہے وہ بہت زیادہ غلطیاں کرے گا اور اس کی یہ کوشش بھی تفسیر بالرائے کے زمرے میں داخل ہوگی۔

تفسیرِ قرآن میں احتیاط:

علامہ ابن عطیہؒ فرماتے ہیں کہ سلف صالح میں سے بڑے بڑے حضرات جیسے سعید بن مسیّب اور عامر شعبی وغیرہ تفسیر قرآن کو بہت ذمہ داری کا کام سمجھتے تھے اور اپنے تقویٰ و احتیاط کی بناء پر اس سے توقف فرماتے تھے، حالانکہ ان کی بصیرت اور علمی

Marfat.com

مقام کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ ابوبکر بن الانباری کہتے ہیں: علماءِ سلف اور ان میں سے بڑے بڑے ائمہ قرآن مجید کے غیر صریح مقامات کی تفسیر سے گریز کرتے تھے۔ ان میں سے بعض حضرات یہ سوچتے کہ اس کی جو تفسیر ہمارے ذہن میں آ رہی ہے شاید اللہ تعالیٰ کی مراد وہ نہ ہو۔ اس خیال سے وہ اپنی رائے کا اظہار نہ کرتے اور بعض حضرات اس خوف سے توقف فرماتے کہ کہیں اُن کی بیان کی ہوئی تفسیر کو لوگ ایک مستقل اسلوب بنا کر اس کی پیروی شروع نہ کر دیں اور مجھے اس کا امام شمار کرنے لگیں۔ اس طرح ہوسکتا ہے بعد میں آنے والا کوئی شخص کسی حرف کی تفسیر اپنی رائے سے کرے جس میں غلطی ہو جائے اور وہ لوگوں میں مشہور یہ کر دے کہ اس تفسیر میں میرے مقتدا و امام فلاں بزرگ ہیں۔ اس سلسلہ میں ابن ابی ملکیہ سے منقول ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک حرف کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا:

أیّ سماء تظلنی؟ وأی أرض تقلنی؟ وأین أذهب؟ وکیف أصنع؟ إذا قلت فی حرف من کتاب اللہ بغیر ماأراد اللہ تبارک وتعالیٰ. [1]

"کونسا آسمان مجھ پہ سایہ کرے گا، کون سی زمین میرا بوجھ برداشت کرے گی، میں کہاں جاؤں گا اور کیا کروں گا اگر قرآن کے کسی ایک حرف کے بارے میں میری زبان سے ایسی بات نکل گئی جو اللہ تعالیٰ کا مقصود نہیں۔" [2]

اب ہم آپ کی خدمت میں سورۂ اسرائیل 17 آیت 110 کی تفسیر ابن کثیرؒ (م774ھ) سے نقل کرتے ہیں۔ یہ تفسیر امت کے چاروں فقہ میں معتبر و مستند مانی جاتی ہے۔

1......شعب الإیمان: التاسع عشر...... فصل فی ترک التفسیر بالظن 2:424۔

2......تفصیل کے لیے دیکھیے تفسیر قرطبی اردو ترجمہ، شریعہ اکیڈمی، اسلام آباد، 2004ء، جلد اوّل۔ باب 9 صفحہ 81 تا 87 اور الجامع الاحکام القرآن، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 2002ء۔

Marfat.com

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ﴾

ترجمہ: آپ فرمایئے یا اللہ کہہ کر پکارو یا یا رحمٰن کہہ کر پکارو۔ جس نام سے پکارو اس کے سارے نام (ہی) اچھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب رسول ﷺ سے فرماتا ہے کہ آپ ان مشرکین سے کہہ دیں جو اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت کا انکار کرتے ہیں اور اسے رحمٰن کہنے سے کتراتے ہیں: ادْعُوا اللّٰهَ...... یعنی اسے اللہ کہہ کر پکارنے اور رحمٰن کہہ کر پکارنے میں کوئی فرق نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے خوبصورت اور بہترین نام ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ O هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ O هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ﴾ 1

ایک مشرک نے نبی کریم ﷺ کو سجدہ کی حالت میں یا رحمٰن یا رحیم کہتے ہوئے سن لیا تو کہنے لگا کہ یہ تو واحد کو پکارنے کا دعویٰ کرتے ہیں اب دو کو پکار رہے ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ 2

غور فرمایئے ابن کثیرؒ نے خوبصورت اور بہترین نام کی مثال بھی قرآنی اسماء ہی سے دی ہے۔ غیر مسلموں کے معبودوں کے نام کی نہیں۔

1......(الحشر 24/22)

2......ترجمہ تفسیر ابن کثیرؒ، ضیاء المصنفین، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور 2004ء، جلد 3 صفحہ 122۔

Marfat.com

اب برصغیر کے مشہور مفسر علامہ قاضی محمد ثناء اللہؒ (م1225ھ) کی تفسیر مظہری سے اس آیت کی تفسیر پیش خدمت ہے یہ تفسیر برصغیر کے دونوں اہم طبقہ فکر میں مستند اور معتبر سمجھی جاتی ہے۔

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾

آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ تم اللہ کو (لفظ اللہ کہہ کر) پکارو یا رحمٰن جس سے بھی پکارو۔ (دونوں درست ہیں) کیونکہ اس کے اچھے اچھے نام بہت سے ہیں۔ بغوی کے بیان میں حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے آیا ہے کہ مکہ میں ایک رات کو نماز کے اندر سجدے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ یا رحمٰن۔ ابوجہل بولا محمد ﷺ ہم کو تو ہمارے معبودوں (کو پکارنے) سے منع کرتا ہے اور خود دو معبودوں کو پکارتا ہے۔ اس پر آیت بالا نازل ہوئی۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی ذات کے دونوں نام ہیں، بولنے میں تعدد ہے مگر یہ تعدد حدت ذات سے مانع نہیں۔ وہی ذات مستحق عبادت ہے کوئی دوسرا مستحق معبودیت نہیں۔ آیت میں لفظ اَوْ تخییر کے لیے ہے (یعنی تم کو اختیار ہے کہ ایک ذات کو لفظ اللہ کہہ کر پکارو یا لفظ رحمٰن کہہ کر) بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ یہودیوں نے کہا تھا آپ لفظ رحمٰن (اللہ کے لیے) کہتے ہیں (یہ لفظ تو توریت کا ہے) اللہ نے توریت میں بکثرت ذکر کیا ہے اس پر آیت بالا کا نزول ہوا، مطلب یہ ہے کہ دونوں لفظ برابر ہیں، دونوں کا مقصد ایک ہی ہے۔ پکارنے سے مراد ہے نام لینا۔ اللہ کے سب نام اچھے ہیں کیونکہ ان سے صفات جلال و جمال کا ظہور اور ہر عیب و نقص سے پاکی کا مظاہرہ ہوتا ہے، اللہ کے اسماء کی تفصیل اور اس سے متعلق مباحث سورۃ الاعراف کی آیت 7 وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا. [1]

---

1 ..... تفسیر مظہری، جلد ہفتم، صفحہ 102۔ دار الاشاعت، کراچی، 1999ء۔

Marfat.com

اس سے پہلے سورۃ الاعراف آیت 180 کی تفسیر میں آپ لکھ چکے ہیں کہ:
یعنی جن ناموں کے معنی تمام معانی سے اچھے ہیں وہ اللہ ہی کے نام ہیں ان سے مراد وہ الفاظ ہیں جو صرف صفات پر نہیں دلالت کرتے بلکہ اس ذات کو بتاتے ہیں جو صفات کی حامل ہے دونوں میں بڑا فرق ہے (دوسری زبانوں کے اندر جو اللہ کے نام ہیں وہ محض صفات پر دلالت کرتے ہیں جیسے ''پرماتما'' یعنی روح کائنات، واجب الوجود، علت تامہ، بھگوان وغیرہ) ''فادعوہ بھا'' پس انہی ناموں سے پکارا کرو۔ 1

آگے چل کر علامہ ثناء اللہؒ فرماتے ہیں:

''اہل علم کہتے ہیں کہ اللہ کے ناموں میں الحاد کا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے وہ نام رکھ چھوڑے ہیں جو اللہ نے اپنے لیے اختیار کیے، نہ اللہ کی کتاب میں آئے، نہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں۔ خلاصہ یہ کہ اللہ کے نام صرف توقیفی (تنزیلی) ہیں۔ 2

قارئین کرام آپ نے عرب و ہند کی 2 مستند و معتبر تفاسیر کے اقتباسات ملاحظہ فرمائے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حامیان لفظ خدا کی سورۂ بنی اسرائیل کی آیت 110 کی تفسیر بالرائے اور باضرورت ہے۔

غور فرمایئے! یہ حضرات اپنی بات منوانے کے لیے کس حد تک جا سکتے ہیں۔ اگر سنت رسول ﷺ و تقلید صحابہ کرامؓ اور ائمہ اربعہ کے مقابلے علامہ آلوسیؒ کی رائے سے کام نہ بنے تو وہ قرآنی آیت کی، اپنی ضرورت کے مطابق تشریح کرنے سے بھی نہیں کتراتے۔ آخر لفظ خدا کی حمایت میں یہ حضرات اس حد تک کیوں جانے کو تیار ہیں یہ ایک حل طلب معمہ ہے جس کا جواب یہ صاحبان ہی دے سکتے ہیں اور یہ ان پر واجب ہے۔

1......ایضاً۔ جلد 4 صفحہ 294۔
2......ایضاً جلد 4 صفحہ 296۔

Marfat.com

اب آخر میں، ہم صحیح مسلم کی ایک حدیث [1] پیش کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی شارح مسلم امام نوویؒ (م 676ھ) نے قاضی عیاضؒ (م 544ھ) کے حوالے سے جو نقل کیا ہے وہ بھی تحریر کرتے ہیں اور حامیان لفظ خدا کو بصد احترام غور وفکر کی دعوت دیتے ہیں کہ ان جید علماء کی اس رائے کے بعد بھی سورہ بنی اسرائیل 17 آیت 110 کی وہ تشریح کی جاسکتی ہے جو یہ حضرات کرتے ہیں؟

عن ابن عباس ان رسول اللہ ﷺ لما بعث معاذا الی الیمن قال انک تقدم علیٰ قوم اھل کتاب فلیکن اول ماتدعوھم الیه عبادة اللہ فاذا عرفوا اللہ فاخبرھم .... إلیٰ آخرہ .

''ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول ﷺ نے جب معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن بھیجا تو ان سے کہا تم جاؤ گے اہل کتاب میں سے ایک قوم کے پاس تو سب سے پہلے جس طرف تم ان کو بلاؤ وہ اللہ جل جلالہ کی عبادت ہے پھر جب وہ اللہ کو پہچان لیں تو ان کو بتاؤ......... الخ۔''

''قاضی عیاضؒ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ اللہ کو نہیں پہچانتے اور یہی قول ہے بڑے بڑے متکلمین کا اگرچہ وہ ظاہر میں اللہ کی پرستش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کو پہچانا اگرچہ عقل اس بات کو جائز رکھتی ہے جو شخص رسول کو نہ مانے وہ اللہ کو پہچان لے۔ قاضی عیاضؒ نے کہا جو شخص اللہ کو اور مخلوقات کے مشابہ سمجھتا ہے یا اللہ کو مجسّم جانتا ہے اور اجسام کی طرح یہودیوں میں سے، یا اللہ کی اولاد ہونا جائز جانتا ہے یا اس کی بی بی یا بیٹا ثابت کرتا ہے یا حلول اور

1...... کتاب الایمان، باب الدعاء إلیٰ الشھادتین و شرائع الاسلام، حدیث نمبر 123۔ صحیح مسلم بشرح نووی، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، ریاض۔ جلد اول صفحہ 515 اور 521۔ اردو ترجمہ علامہ وحید الزمانؒ۔ اسلامی کتب خانہ، لاہور۔ جلد اول صفحہ 98، 99۔

Marfat.com

انتقال اور امتزاج اجسام کی طرح اس کیلئے جائز سمجھتا ہے نصاریٰ میں سے یا اس کے اوصاف ایسے بیان کرتا ہے جو اُس کے لائق نہیں یا اُس کیلئے شرک یا مخالف برابر والا ثابت کرتا ہے مجوس اور بت پرستوں میں سے، ان سب کا معبود درحقیقت اللہ نہیں اگرچہ وہ اس کا نام اللہ رکھیں تو درحقیقت انہوں نے سچے اللہ کو نہیں پہچانا۔ اس نکتہ کو سمجھ کر یاد رکھنا چاہیئے۔" (نووی)

وحدت کی عالمگیر علامت اللہ تعالیٰ

ایک مسلمان!

قرآن کریم کی تعمیل میں اللہ تعالیٰ ہی کہے گا۔

ایک اہل سنت والجماعت!

سنت رسول مقبول ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کے عمل کے مطابق اللہ تعالیٰ ہی کہے گا۔

ایک حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی!

اپنے اپنے امام کی تقلید میں اللہ تعالیٰ ہی کہے گا۔

مگر کچھ اہل اکابرین:

اللہ تعالیٰ کو نہ صرف خدا کہنے پر اصرار کریں گے بلکہ ہر مذہب اور عقیدے کے معبود کے نام کو بھی جائز قرار دیں گے۔

کیا اکابرین محترم نے کبھی یہ کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا فرض، واجب یا لازم ہے؟
کیا اکابرین کا قول وفعل، ائمہ اربعہؒ، صحابہؓ اور سنت رسول ﷺ پر مقدم ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَآ اَلۡفَيۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ

اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ نے نازل فرمائی ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو اس چیز کی پیروی کرینگے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ (البقرہ 2: آیت 170)

Marfat.com

باب......15

لفظ خدا/God کے حامیوں کے نظریات
اور ان سے اختلاف رکھتی احادیث وقرآنی آیات

گزشتہ صفحات میں ہم نے ان حضرات کا نقطہ نظر پیش کیا ہے جن کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی بھی مذہب وزبان کے معبودوں کے نام سے پکارا جانا جائز ہے اس لیے کہ یہ تمام مذاہب کے بانی اور موجودہ ماننے والے بھی توحید کے قائل تھے اور ہیں۔ اس باب میں ہم قرآن پاک کی وہ چند آیات پیش کریں گے جو ثابت کرتی ہیں کہ یہودی وعیسائی حضرات کے متعلق اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں۔ یاد رہے کہ مجوسی مذہب کا قرآن کریم میں صرف ایک مرتبہ ذکر آیا ہے۔ تاہم جو حکم اہل کتاب کے لیے ہے اس میں بیشتر کی رعایت مجوسیوں (اور ہندوؤں کو) حاصل نہیں ہے گویا ان کا درجہ یہودیوں اور عیسائیوں سے کمتر ہے۔ اس لیے ہمارے خیال میں، جو وعیدیں ان دو مذاہب کے ماننے والوں کے لیے ہیں، یہ اس سے زیادہ کے مستحق ہوں گے۔ واللہ اعلم

﴿وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○ اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○﴾

ترجمہ: اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ پہلے کافر بھی اسی طرح کی باتیں کہا کرتے

Marfat.com

تھے یہ بھی انہی کی ریس کرنے لگے ہیں۔ اللہ ان کو ہلاک کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ اور مسیحؑ ابن مریمؑ کو اللہ کے سوا اللہ بنالیا حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اللہ واحد کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔ 1

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝﴾

ترجمہ: وہ لوگ بے شبہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مریمؑ کے بیٹے (عیسیٰؑ) مسیح اللہ ہیں۔ حالانکہ مسیح یہود سے یہ کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا بھی ربّ ہے اور تمہارا بھی (اور جان رکھو کہ) جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا اللہ اس پر بہشت حرام کردے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ وہ لوگ (بھی) کافر ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔ حالانکہ اس معبود یکتا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اگر یہ لوگ ایسے اقوال (وعقائد) سے باز نہیں آئے تو ان میں جو کافر ہوئے ہیں وہ تکلیف دینے والا عذاب پائیں گے۔ 2

اب غور فرمایئے ان آیات کی موجودگی میں کیا یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ:

1......(سورۂ توبہ 9 آیت 30-31)

2......(سورۂ مائدہ 5، آیت 72-73)

Marfat.com

''انگریزی لفظ ''گوڈ'' God کے سلسلہ میں بھی ظن غالب یہی ہے کہ اس کا استعمال صحیح ہوگا اس لیے کہ یہ زبان جن قوموں کی آغوش میں پروان چڑھی ہے یعنی عیسائی اور یہودی ان کے اندر فی الجملہ توحید کا تصور موجود ہے۔ وہ اپنے شرک کو بھی شرک کہنا یا کہلانا پسند نہیں کرتے۔''[1]

آپ خود سوچیے! آپ کس کی بات مانیں گے قرآن کریم کی یا ان چند علماء و مفتی صاحبان کی جن کے قول تحقیق کے متلاشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان یہود و نصاریٰ کو مشرک اور کافر تک کا حکم لگا رہے ہیں جبکہ یہ صاحبان ان کے صرف کہنے پر ان کو وحدانیت کے قائل کا سرٹیفکیٹ عطا فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے، عالم الغیب ہے وہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے، دلوں کے بھید سے مکمل واقف ہے وہ ان کو منکر وحدانیت قرار دیتا ہے اور قرآن کریم میں ایک اعلان کرتا ہے جبکہ عالم و مفتی صاحب صرف ان کے کہنے پر اور نہ کہلوانے پر ان کو موحد/توحید کے ماننے والا مانتے ہیں اور اسی بنا پر لفظ God ''گوڈ'' کو اللہ تعالیٰ کے لیے جائز قرار دیتے ہیں۔ یہاں تک ہی نہیں بلکہ ایک اور قدم آگے بڑھ کر ان کا خیال ہے کہ اگر تحقیق کے بعد ثابت ہو جائے کہ رام جی اور کرشن جی میں بھی اللہ تعالیٰ کا مرتبہ، اس کی ذات وصفات اور توحید کے منافی کوئی بات نہیں ہے تو اس (رام و کرشن جی) کے ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ کے موسوم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (اللّٰھم اغفرلی ولہٗ)

حق حق ہے، باطل باطل اور باطل رنگ بدلتا ہے

میرے خیال میں یہ انداز فکر ان چند علماء و مفتی صاحبان نے عیسائی صاحبان

1..... قاموس الفقہ، جلد اوّل صفحہ 421-422، یہ استدلال بھی بہت بودا ہے۔ دیگر یہ کہ عیسائی آبادی کے 25 فی صد سے بھی کم لوگوں کی مادری زبان انگریزی ہے، ان کی اکثریت ہسپانوی اور فرانسیسی بولتی ہے۔ اور یہودیوں کے لیے تو یہ بالکل درست نہیں، ان کی آج بھی سرکاری زبان عبرانی ہے۔

Marfat.com

سے مستعار لیا ہے۔ اس کا ثبوت درج ذیل نکات سے ملتا ہے:

1...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بقول بائبل (Gosspel of Mathew, Chapter:27, Verse:46) پھانسی پر فرمایا تھا۔

(Eli, Eli, Lama Sabachthani)

''اے میرے خدا، اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا''[1]

2...... مگر جب انجیل گریک میں لکھی گئی تو معبود کا نام Theos ہو گیا، جب رومن میں لکھی گئی تو Deus ہو گیا اور جب انگریزی میں پہلی مرتبہ ترجمہ ہوئی تو Anglo Saxon بت پرستوں کے معبود گوڈ (God) کو اپنایا گیا اور پھر یہ نام انگریزی میں گوڈ ہو گیا، مگر گریک، رومن اور ہسپانوی میں بدستور Deus، Thoes اور Dios ہی رہا۔ اور جب نو آبادیاتی نظام کے ساتھ عیسائیت نے دیگر نو آبادیاتی اقوام میں فروغ پایا تو پھر عیسائیوں کے معبود تثلیث کا نام مقامی مذاہب و زبان کے مطابق بدلتا گیا۔ مثلاً ایران و برصغیر میں خدا اور خداوند ہو گیا۔ ایک باطل نظریہ اور معبود کے لیے تو یہ بالکل درست طریقہ تھا کہ باطل ہمیشہ بدلتا رہتا ہے اور وہ حالات کے ساتھ مصالحت کرتا رہتا ہے، اس لیے کہ وہ باطل ہے اور لوگوں کو لبھانے کے لیے اپنے انداز بدل لیتا ہے مگر حق اول تا آخر حق ہے۔ حق کبھی نہیں بدلتا اپنی قبولیت کے لیے وہ نہ انداز بدلتا ہے نہ رنگ بدلتا ہے نہ نام بدلتا ہے نہ صفات بدلتا ہے اس لیے کہ:

حق اول تا آخر ابد سے ازل تک حق ہے اور وہ اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہے۔

﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ﴾

اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اسلام جب مدینہ سے نکل کر ہر روز

1...... نیا عہد نامہ، متی کی انجیل، پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور۔ 2002ء، صفحہ 80۔

Marfat.com

875 کلومیٹر کی رفتار سے اس وقت کی ایک تہائی دنیا میں پھیلا اور سینکڑوں ممالک، مذاہب اور زبانوں کو مغلوب کر لیا تب بھی اس نے اپنے معبود کا نام نہیں بدلا اور بدلتا بھی کیسے کہ وہی حق تھا، ہے اور رہے گا۔ تو مسلموں کے دل جیتنے کے لیے بھی نہ رسول اللہ ﷺ نے نہ خلفائے راشدینؓ نے نہ صحابہؓ، تابعین و تبع تابعین نے اور نہ ہی ائمہ اربعہ نے کسی کو بھی اس حق تعالیٰ اللہ وحدہ لاشریک کو کسی بھی مشرک و باطل معبود کے نام سے نہیں پکارنے دیا اس لیے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا آخری کلام ہے اور اس سے قبل کے تمام صحائف کو منسوخ کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں اس لیے ان کی شریعت آخری شریعت ہے اور تمام دیگر شریعتوں کو جن میں شریعت موسوی اور شریعت عیسوی بھی شامل ہیں منسوخ کرتی ہے اور اس کی تصدیق ان احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

عن جابرؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ((لاتسألوا أهل الكتاب عن شيء، فإنهم لن يهدوكم وقد ضلوا، وإنكم إما أن تصدقوا بباطل وإما أن تكذبوا بحق، وإنه. والله. لوكان موسىٰ حيا بين أظهركم ما حل له إلا أن يتبعني)). وفي بعض الأحاديث: (لو كان موسىٰ وعيسى حيين لما وسعهما إلا اتباعي))

"جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب سے کچھ نہ پوچھو، وہ خود گمراہ ہیں تو تمہیں راہ راست کیسے دکھائیں گے بلکہ ممکن ہے تم کسی باطل کی تصدیق کر لو یا حق کی تکذیب کر بیٹھو، اللہ کی قسم اگر موسیٰؑ بھی تم میں زندہ موجود ہوتے تو انہیں بھی بجز میری تابعداری کے اور کچھ حلال نہ تھا، بعض احادیث میں اس طرح ہے: اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔"[1]

مسند احمد میں ایک اور حدیث اس طرح ہے:

1......ابویعلیٰ جلد 2 صفحہ 315 (3132) دارالکتب علمیہ، بیروت۔ مسند احمد، دارالحدیث، قاہرہ، 1995ء، مسند جابر نمبر 15094 (3/387) دارمی فی السنن، 1/115۔ الہیثمی فی المجمع 1/174، البزار 124۔

Marfat.com

عن عبد الله ابن ثابتؓ قال: جاء عمرؓ إلى النبی ﷺ فقال: یارسول الله، إنی مررت بأخ لی من قریظة، فکتب لی جوامع من التوراة، ألا أعرضها علیک؟ قال: فتغیر وجه رسول الله ﷺ. قال عبد الله بن ثابت: قلت له: ألا تری مابوجه رسول الله ﷺ؟ فقال عمر: رضینا بالله ربا، وبالإسلام دینا، وبمحمد رسولا. قال: فسری عن رسول الله ﷺ وقال: ((والذی نفس محمد بیده لو أصبح فیکم موسٰی علیه السلام، ثم اتبعتموه وترکتمونی لضللتم، إنکم حظی من الأمم، وأنا حظکم من النبیین.))

''عبد اللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا، یا رسول اللہ میں نے ایک دوست قریظی یہودی سے کہا تھا کہ وہ تورات کی جامع باتیں مجھے لکھ دے۔ اگر آپ فرمائیں تو میں انہیں پیش کروں۔ حضور ﷺ کا چہرہ متغیر ہوگیا، حضرت عبد اللہ بن ثابتؓ نے کہا کہ تم نہیں دیکھتے کہ آپ کے چہرہ کا کیا حال ہے؟ تو حضرت عمرؓ کہنے لگے: میں اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر، محمد ﷺ کے رسول ہونے پر خوش ہوں اس وقت حضور ﷺ کا غصہ دور ہوا، اور فرمایا: قسم ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر حضرت موسیٰ تم میں آجائیں اور تم ان کی تابعداری میں لگ جاؤ اور مجھے چھوڑ دو تو تم سب گمراہ ہو جاؤ، تمام امتوں میں سے میرے حصے کی امت تم ہو اور تمام نبیوں میں سے تمہارے حصے کا نبی میں ہوں۔''[1]

مندرجہ بالا آیات واحادیث سے میرے خیال میں ہمیں تین سبق ملتے ہیں:

1 ...... قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا اعلیٰ ترین و آخری کلام ہے۔

---

1 ...... مسند احمد، حدیث 18251۔

Marfat.com

2......قرآن کریم دیگر تمام کتابوں اور صحائف کو منسوخ کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت عمر فاروقؓ پر اس لیے ناراض ہوئے کہ قرآن مقدس کو چھوڑ کر کیوں توریت کے صفحات کو پڑھ رہے تھے۔

3......اور چونکہ پہلے کی تمام کتابیں، صحائف و شریعتیں منسوخ ہو چکی تھیں اس لیے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام (اور عیسیٰ علیہ السلام) بھی حیات (اس وقت موجود) ہوتے تو انہیں بھی کوئی اختیار نہ ہوتا سوائے اس کے کہ وہ شریعت محمدی ﷺ پر عمل پیرا ہوں یعنی وہ اپنی شریعت کے مطابق اللہ وحدہ لاشریک کو یہواہ Yahwah اور Eli نہیں کہہ سکتے تھے بلکہ صرف اور صرف کہتے:

اللہ تعالیٰ

محترم علماء حضرات و مفتی صاحبان غور فرمائیے!

اس صحیح حدیث کی رو سے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے عظیم نبی کو سوائے شریعت محمد ﷺ کے ماننے کے کوئی اختیار نہیں تھا تو ہم جیسے غلامان محمد ﷺ کو یہ اختیار کہاں سے آگیا کہ اللہ تعالیٰ کو ان باطل معبودوں کے نام سے پکاریں جن سے رسول اللہ ﷺ نے کبھی نہیں پکارا۔

حضرت عیسیٰ اور شریعت محمدی ﷺ

صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو آپ بھی شریعت محمدی ﷺ پر عمل کریں گے اور اسی کو نافذ فرمائیں گے۔ اب ذرا غور فرمائیے!

یہ اس لیے ہوگا چونکہ تمام پیغمبر قرآن کریم کے مطابق یہ عہد کر چکے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

﴿ وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ O فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ O﴾

''اور جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ضامن ٹھہرایا) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا کہ تم (اس عہد و پیمان کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں تو جو اس کے بعد پھر جائیں وہ بدکردار ہیں۔''[1]

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے عہد لیا کہ اس کی زندگی میں اگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو بھیجے تو اس پر فرض ہے کہ وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی امداد کرے اور اپنی امت کو بھی یہی تلقین کرے کہ وہ بھی حضور ﷺ پر ایمان لائے اور آپ کی تابعداری میں لگ جائے۔[2]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت شریعت محمدی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے حق تعالیٰ کو اللہ وحدہ لاشریک کے مبارک اسم سے پکاریں گے یا عیسائیوں کی طرح God، خدا اور خداوند کے نام سے پکاریں گے۔[3] ذرا تصور کیجیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ،

1......(سورۂ آل عمران 3 / 81 اور 82)

2......تفسیر ابن کثیر (عربی) جلد 2 صفحہ 68 اور اردو ترجمہ جلد 1 صفحہ 506 بحوالہ تفسیر طبری 6 / 55۔

3......اب عیسائی بھی فارسی اور اردو میں گوڈ کو خدا / خداوند کہتے ہیں دیکھیے انجیل مقدس، اردو ترجمہ۔

Marfat.com

اللہ پکار رہے ہونگے اور ہم مسلمان خدا/ خداوند/ گوڈ/ رام/ کرشن/ بدھا کی لے الاپ رہے ہونگے۔اور عیسائی، ہندو اور بدھ بھی یہی نام پکار رہے ہونگے، یہ کیسا منظر ہوگا، جب کوئی عام آدمی یہ منظر دیکھے گا تو کیا سوچے گا کہ ان میں مسلمان کون ہے، عیسائی کون ہے، ہندو کون ہے اور بدھ کون ہے وغیرہ وغیرہ۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور علماء حق سوچ رہے ہونگے کہ کیا ان لوگوں نے قرآن کی اس آیت پر غور نہیں کیا:

﴿وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ O﴾

"اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور سچی بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ۔"[1]

"امام عبد بن حمیدؒ نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اس کا مطلب ہے کہ یہودیت و نصرانیت کو اسلام کے ساتھ نہ ملاؤ جبکہ تم جانتے ہو کہ اللہ کا دین اسلام ہے اور یہودیت و نصرانیت بدعت ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں۔"[2]

طوالت کے خوف سے مشرکین و کافرین کے موضوع پر بہت ساری آیات میں ہم نے چند پر اکتفا کیا ہے اور اس باب کا اختتام سورۃ توبہ کی آیت 29 سے کرتے ہیں اس التجا کے ساتھ کہ وہ صاحبان جو ہر مذہب و زبان کے معبودوں کا نام اللہ وحدہ لاشریک کے لیے استعمال کرنا جائز سمجھتے ہیں وہ اس آیت کا کیا مطلب لیتے ہیں۔اگر ان کا استدلال صحیح ہے تو پھر ہر یہودی، عیسائی، مجوسی، ہندو، بدھ و دیگر مذاہب و عقائد کے ماننے والوں پر جو جزیہ دور رسالت سے لیکر صدیوں تک نافذ رہا وہ کیوں؟ اگر وہ جائز تھا تو پھر وہ باطل مذہب کے ماننے والے ٹھہرے اور ان باطل مذاہب کے معبود

1......(سورۃ البقرۃ 2/42)

2......تفسیر طبری، جلد 1 صفحہ 292۔ تفسیر ابن کثیر عربی جلد 1 / 245، تفسیر در منثور اردو ترجمہ، جلد اوّل صفحہ 174۔ان میں دیگر روایات بھی ہیں۔ دیکھیے در منثور اردو اور ابن کثیر اردو۔

Marfat.com

بھی باطل ٹھہرے اور اگر ان مذاہب عقائد کے ماننے والے معبودوں کا نام حق تعالیٰ کے لیے جائز ہے تو پھر کیا وہ جزیے کا نفاذ ناجائز نہ تھا۔ اور اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟؟؟

اور اس پر بھی غور فرمایئے کہ اگر اہل کتاب مذاہب کے لیے یہ وعید ہے تو پھر مجوسیت اور ہندومت، جو ہر صورت ان اہل کتاب سے کمتر درجے کے ذمی ہیں، ان کے معبود کے نام کیسے جائز ہو سکتے ہیں، ان لوگوں کے لیے قرآن کریم کی آیات یہ مہر ثبت کرتی ہیں کہ یہ اسلامی توحید کے ماننے والے نہیں ہیں اور اسی لیے ان پر جزیہ لازم قرار دیا گیا۔

﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَّ هُمْ صَاغِرُونَ ۝﴾

''جو لوگ اہل کتاب میں سے اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روزِ آخرت پر (یقین رکھتے ہیں) اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کی ہیں اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔''[1]

﴿وَ إِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللهِ ط إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ ج وَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝﴾

''اور اے نبی ﷺ اگر تم ان لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے۔ وہ تو محض گمان پر چلتے اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔ درحقیقت تمہارا ربّ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کے راستے

1......(سورۂ توبہ 9 آیت 30)

Marfat.com

سے ہٹا ہوا ہے اور کون سیدھی راہ پر ہے۔" 1

ایک اور آیت میں فرمایا گیا ہے کہ اکثریت، دولتِ ایمان سے بہرہ ور نہیں ہوگی:

﴿وَ مَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَ لَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ﴾

"مگر خواہ تم کتنا ہی چاہو ان میں سے اکثر لوگ مان کر چلنے والے نہیں ہیں۔" 2

اور اس آیت کی حقانیت اس حقیقت سے ثابت ہوتی ہے کہ آج بھی دنیا کی تقریباً پونے سات ارب کی آبادی کی اکثریت صراط مستقیم سے بھٹکی ہوئی ہے۔

کیا اسماء باری تعالیٰ توقیفی ہیں؟

"علماء کے مابین اس بارے میں سخت اختلاف ہے کہ اسمائے باری تعالیٰ توقیفی ہیں یا اصطلاحی؟ شیخ ابوالحسن اشعریؒ، ابوالقاسم قشیریؒ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، قاضی بیضاویؒ، علامہ ابوسعودؒ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ جمہور کی رائے یہ ہے کہ اسمائے باری تعالیٰ توقیفی ہیں۔ البتہ امام غزالیؒ، قاضی ابوبکر باقلانیؒ اور معتزلہ کے نزدیک اصطلاحی ہیں۔ علامہ فخر الدین رازیؒ کے بارے میں بعض عبارتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ توقیفی کے قائل ہیں اور بعض عبارتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اصطلاحی کے قائل ہیں، روح المعانی کے مصنف علامہ محمود آلوسیؒ کا رجحان اسی طرف ہے کہ اسمائے باری تعالیٰ اصطلاحی ہیں۔"

(سہ ماہی بحث ونظر، دہلی، جون 2007ء صفحہ 147۔) غور فرمایئے! اگر علماء کرام کے درمیان سخت اختلاف ہے تو پھر اجماع کیسے ہوا)۔

1......(سورۃ الانعام: 116-117)

2......(سورۃ یوسف: 103)

Marfat.com

باب......16

تو، تیری، تیرا، تجھے اور آپ
کیسی احتیاط، کتنی بے احتیاطی

قارئین کرام! آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ قرآن کریم واحادیث کا ترجمہ ہو یا کوئی دوسری دینی یا دعاؤں کی کتاب ہر ایک میں جب بھی اللہ تعالیٰ کو خطاب کیا گیا ہے تو اللہ تبارک تعالیٰ کو تو، تیرا یا تجھے سے مخاطب کیا گیا ہے۔آپ حضرات یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ یہ تمام الفاظ ہماری تہذیب اور اردو زبان میں بدتمیزی کی علامت ہیں۔ عام طور پر یہ الفاظ اپنے چھوٹوں کے لئے بھی نہیں بولے جاتے چہ جائیکہ کہ خالقِ کائنات کیلئے استعمال ہوں۔میری کتاب **کتاب الدعاء والاستغفار** کئی مہینوں تک اس لئے التواء میں پڑی رہی کہ میں ہر جگہ آپ اور دیگر مہذب الفاظ سے دعا کرنا چاہتا تھا مگر علماء حضرات کا اصرار تھا کہ اس کو واحد کے صیغے میں رکھیں تو، تجھے، تیرا وغیرہ کیونکہ لفظ آپ ودیگر الفاظ سے جمع کی بو آتی ہے۔اس وقت مجھے پتہ چلا کہ (اس معاملے میں) علماء کرام وحدت کے عقیدے کو کتنی اہمیت دیتے ہیں اور کوئی بھی ایسا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہتے ہیں جس سے دوئی یا کثرت کا احتمال بھی ہو۔میرا استدلال یہ تھا کہ لفظ آپ نہ واحد کی علامت ہے نہ جمع کی، یہ ایک مودبانہ لفظ ہے! میرا استدلال یہ بھی تھا کہ جب کوئی بیٹا اپنے باپ کو آپ کہتا ہے یا کوئی بیوی اپنے شوہر کو آپ کہتی ہے تو اس کے وہم وگمان میں بھی کوئی دوئی یا تثلیث نہیں ہوتی۔مگر میری بات نہیں مانی گئی اور میری کتاب تقریباً ایک سال سے زیادہ التواء میں پڑی رہی۔

لیکن اس بحث میں یہ کہا جا رہا ہے کہ اگر عقیدہ درست ہو تو خدا (جو ہزاروں سال سے دوئی کی علامت ہے) کا لفظ اللہ وحدہ لاشریک کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہی منطق لفظ ''آپ'' کے استعمال پر کیوں نہیں لاگو کی جا رہی ہے۔اور اللہ

Marfat.com

تبارک وتعالیٰ عظیم وبرتر، کے لیے صرف وحدت کی خاطر وہ الفاظ استعمال ہو رہے ہیں جو عرف عام میں بھی مہذب نہیں ہیں۔ کیا یہ کھلا تضاد نہیں ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

"یا اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھایئے"

علامہ آلوسیؒ نے ایک نئی بحث یہ چھیڑی ہے کہ اسمائے باری کے سلسلے میں تین صورتیں ہیں:

"فکل ماورد الشرع به جوزناه وما ورد المنع منه منعناه ومالم یوجد فیه اطلاق ولامنع فقد قال بعض اصحابنا بالمنع منه."

"ہر وہ نام جس کے بارے میں شریعت وارد ہوئی ہے، اس کو ہم نے جائز قرار دیا ہے اور جس کے بارے میں ممانعت وارد ہے، ہم نے اس سے منع کیا، اور جس کے بارے میں اس میں اس طرح کا کوئی حکم نہیں ہے تو ہمارے بعض اصحاب نے اس سے بھی منع کیا ہے۔"

ان بعض اصحاب پر اعتراض کرتے ہوئے علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی نام کے اطلاق یا عدم اطلاق کے بارے میں کوئی حکم وارد نہ ہوا ہو تو عدم جواز کا حکم جواز کے مقابلے میں اولیت نہیں رکھتا۔ بلکہ دونوں جانب برابر ہوتے ہیں اس لیے:

"بل الحق فی ذالک ھو الوقوف"

"ایسی جگہ حق بات یہ ہے کہ توقف اختیار کیا جائے۔"

(بحث ونظر، دہلی، جون 2007ء صفحہ 150، بحوالہ روح المعانی 9/ 121) قارئین کرام! سوچیے اس اختلافی صورت میں لفظ خدا پر اجماع کیسے ہوگیا۔

Marfat.com

باب...... 17

مجوسیوں کی ہر چیز مکروہ، حرام اور نا جائز!

مجوسیوں کے معبود کا نام خدا کس طرح جائز؟

بعثت نبوی کے وقت مملکت فارس میں مجوسیت بطور مذہب رائج تھی۔ بحرین (موجودہ عراق وغیرہ) اس کا ایک حصہ تھا۔ اور وہاں علاوہ یہودیوں کے مجوسی بھی رہتے تھے۔ گورنر نے جب اسلام قبول کرلیا تو آپ ﷺ نے ان کے نام ایک دعوتی خط دربارۂ مجوس ہجر بنام منذر روانہ کیا اور فرمایا:

''اپنی رعایا پر اسلام پیش کیجئے۔ درصورت اقرار ان کے اور ہمارے مفاد اور ذمہ داری یکساں ہیں۔ جو شخص اسلام لانے سے انکار کرے اس کی خوشی! تب اسے جزیہ دینا ہوگا اور ان کا ذبیحہ اور ان کی عورتوں سے مناکحت ترک ہوگی۔'' 1

یاد رہے کہ قرآن نے یہودیوں اور عیسائیوں کے ذبیحہ کو اور ان کی دختران کے ساتھ نکاح کو جائز اور حلال قرار دیا ہے۔ مجوسیوں کی عورتوں سے شادی کیلئے اس لئے منع کیا گیا کہ وہ اپنی بہنوں، بیٹیوں اور حتیٰ کہ ماؤں سے بھی شادی کرلیا کرتے تھے جس سے قبل اسلام کے بدو بھی نفرت کیا کرتے تھے۔ 2

1 ...... ''ذبیحہ اور مناکحت کے سلسلہ میں بت پرست یا آتش پرست مشرکین اور مجوسیوں کی حیثیت وہ نہیں جو اہل کتاب کی ہے۔ اس تفریق کی بنیاد وہ بات ہے جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہے۔ یہی مسلک امت نے اختیار کیا ہے اور

---

1 ......سیاسی وثیقہ جات، ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ، اردو ترجمہ ابو یحییٰ امام خان نوشہروی، مجلس ترقی ادب لاہور 1960ء، وثیقہ نمبر 61۔

2 ...... The Life and Work of Prophet of Islam, Dr. Muhammad Hamidullah, Vol 1 Page 486 translated from French by Dr. Mahmood Ahmed Ghazi, 1998.

Marfat.com

یہی زیرعمل رہا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔"[1]

2......مجوسی عورتوں کے ساتھ مسلمان عورتوں کا حمام میں جانا ممنوع ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ بعض مسلمان عورتیں مشرک عورتوں کے ساتھ حمام میں جاتی ہیں، اس سے روک دو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی غیر مسلم عورت کے سامنے اپنا ستر کھولے۔[2]

3......امام مکحولؒ اور امام عبادہؒ نے مسلمان عورت کے لئے یہودی، نصرانی اور مجوسی عورتوں کو بطور دایہ مکروہ قرار دیا ہے۔[3]

4......مجوسی کے شکار سے سوائے مچھلی کے کچھ مت کھاؤ۔[4]

5......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ اپنی عربی کمان پر ٹیک لگائے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص ایرانی کمان لئے ہوئے گزرا آپ نے اس سے فرمایا کہ یہ ملعون کمان پھینک دو اور عربی کمان سنبھالو......الخ۔[5]

1......کتاب الخراج، امام ابویوسفؒ، اردو ترجمہ اسلام کا نظام محاصل، ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی۔ مکتبہ چراغ راہ، کراچی 1966ء فصل 4 صفحہ 394۔

2......تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر، دار اطیبہ، ریاض، سعودی عرب طبع ثانیہ، 1420 ہجری، جلد 6 صفحہ 47، بحوالہ بیہقی، سنن الکبریٰ جلد 7، صفحہ 95۔ اردو ترجمہ ادارہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور 2004ء جلد 3 صفحہ 481 اور در منثور۔ جلد 6 صفحہ 183۔

3......ایضاً۔ صفحہ 480۔

4......مسند الفردوس، دیلمیؒ 206/5 اور جواہر الاحادیث ترجمہ کنوز الحقائق من حدیث خیر الخلائق، المناوی ترجمہ مولانا امداد اللہ انور ملتان، 2002ء حدیث نمبر 6059۔

5......اسلام اور غیر اسلامی تہذیب، اردو ترجمہ اقتضاء الصراط المستقیم، ابن تمیہؒ، تلخیص و ترجمہ مولوی شمس تبریز خان مع مقدمہ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ مجلس نشریات اسلام، کراچی، 206 صفحہ 63 اور اصل عربی کتاب شائع کردہ دار الکتب علمیہ، بیروت، 1999ء۔

Marfat.com

6...... امام احمد بن حنبلؒ کا خیال ہے کہ مہینوں اور انسانوں کے عجمی نام بھی مکروہ ہیں۔ 1

7...... ابو شیخ اصبہانیؒ کی روایت عطاء بن یسار سے ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نہ عجمی بولو نہ (ان) کی عید کے دن ان کے گرجوں (عبادت گاہوں) میں جاؤ بیہقی نے بھی یہ روایت کی ہے جس میں یہ علت بتائی گئی ہے کہ:

"ان پر غضب نازل ہوتا ہے" 2

8...... سفیان ثوریؒ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ:

"جو عجم میں رہا سہا، نوروز اور دوسری عیدیں مناتا اور ان کی نقل کرتا رہا حتیٰ کہ مر گیا وہ قیامت میں انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔" 3

9...... محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے نوروز کے موقع پر اپنی زبان سے یہ لفظ (نوروز) بھی کہنا مناسب نہیں سمجھا۔ 4

10...... ایک اور روایت کے مطابق حضرت علیؓ نے کسریٰ یزدگرد کی بیٹی شہر بانو حضرت حسنؓ کو عطا کی تو اس کا نام سلامہ رکھا اور اس کے بعد ہی عربوں کا خیال بدلا کہ عجمی عورتیں بھی ان کے بچوں کی ماں بن سکتی ہیں۔ 5

مندرجہ بالا حوالوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ:

1...... مجوسی حضرات کا شکار رذبیحہ حرام ہے

2...... مجوسی عورتوں سے نکاح ناجائز و حرام ہے۔

3...... مجوسی عورتوں کے ساتھ مسلمان عورتوں کا حمام میں مشترکہ غسل کرنا ناجائز ہے۔

1...... ایضاً صفحہ 62 اور 91۔

2 تا 4...... ایضاً صفحہ 90۔

5...... تفصیل کیلئے دیکھئے حضرت امام ابوحنیفہؒ کی سیاسی زندگی۔ مولانا مناظر احسن گیلانیؒ۔ صفحہ 138 بحوالہ الیافعی، جلد 1 صفحہ 191۔

Marfat.com

4......دایہ جو ولادت کیلئے ایک ضرورت ہے اگر مجوسی ہے تو اس کی خدمات مکروہ ہیں۔

5......رسول اللہ ﷺ ایرانی کمان کو ملعون قرار دیتے ہیں:

6......مجوسیوں کے مہینوں اور انسانوں کے نام مکروہ:

7......ان کی عید کے دن ان کے عبادت خانوں میں نہ جاؤ اور نہ وہ عیدیں مناؤ ورنہ انہی کے ساتھ اٹھائے جاؤ گے۔

8......حضرت علی رضی اللہ عنہ تو نوروز کا نام بھی اس موقع پر اپنی زبان پر نہ لاتے تھے۔

اگر مجوسیوں کا یہ سب کچھ ناجائز، مکروہ اور حرام ہے تو مجوسیوں کے معبود خدا کا نام جو ثنویت کی علامت ہے اللہ تعالیٰ کیلئے کیسے جائز ہوسکتا ہے۔

اب آخر میں بخاری کی یہ حدیث بھی ملاحظہ فرمائیے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنهما ان رسول اللہ ﷺ بعث بکتابه رجلا وامره ان یدفعه الی عظیم البحرین فدفعه عظیم البحرین الی کسریٰ فلما قراه مزقه فحسبت ان ابن المسیب رضی اللہ عنه قال: فدعا علیهم رسول اللہ ﷺ ان یمزقوا کل ممزق.

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو ایک خط بنام کسریٰ دے کر بھیجا اور حکم دیا کہ اسے امیر بحرین تک پہنچا دو اور امیر بحرین نے وہ خط کسریٰ تک پہنچا دیا جب کسریٰ نے وہ خط پڑھا تو پھاڑ دیا۔ راوی کہتا ہے کہ ابن مسیّب رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اہل فارس کے لیے بددعا فرمائی "اللہ انہیں پارہ پارہ کردے (ان کو بھی پھاڑ ڈال)۔"[1]

کسریٰ معزول ہوا۔ ایک عام شہری کے ہاتھوں قتل ہوا، اس کی عظیم سلطنت کو

1...... کتاب العلم، باب مایذکر فی المناولة، حدیث 64، کتاب اخبار الاحاد، 7264۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے پھاڑ ڈالا، اس کے ہم مذہب مجوسی آج دنیا میں چند لاکھ رہ گئے مگر ان کے معبود خدا کا نام برصغیر کے مسلمانوں نے زندہ رکھا ہوا ہے۔اور اس کے دفاع میں ہمہ تن وہمہ وقت چاک و چوبند ہیں۔

اس باب کو شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ایک اقتباس کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔ 1

''کسی قوم اور مذہب کا دنیا میں مستقل وجود جب ہی قائم ہوسکتا ہے اور باقی بھی جب ہی رہ سکتا ہے جبکہ وہ اپنے لیے خصوصیات وضع قطع میں، تہذیب وکلچر میں، بودوباش میں، زبان اور عمل میں کرلے۔ اس لیے ضروری تھا کہ مذہب اسلام جو کہ اپنے عقائدِ اخلاق واعمال وغیرہ کی حیثیت سے تمام مذاہب دنیاویہ اور تمام اقوامِ عالم سے بالاتر تھا اور ہے، خصوصیات اور یونیفارم مقرر کرے اور اُن کے تحفظ کو قومی اور مذہبی تحفظ سمجھتا ہو اُن کے لیے جان لڑادے اس کی وہ خصوصیات اور یونیفارم (اللہ کے) تابعداروں اور الٰہی بندوں کے یونیفارم ہوں جن سے وہ اللہ کے سرکشوں اور دشمنوں سے تمیز کرسکے اور علیحدہ ہوجائے اور اُن کی بناء پر باغیان اور بندگانِ بارگاہ الوہیت میں تمیز ہوا کرے چنانچہ یہی راز من تشبّہ بقومٍ فھو منھم کا ہے جس پر بَسا اوقات نوجوانوں کو بہت غصّہ آجاتا ہے اسی بناء پر جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے تابعداروں کے لیے خاص خاص یونیفارم تجویز فرمائے۔ کہیں فرمایا جاتا ہے:

فرق ما بيننا وبين المشركين العمايم على القلانس (او كما قال)

''ہم میں اور مشرکین میں فرق ٹوپیوں پر عمامہ باندھنے سے ہوتا ہے۔''

اسی بناء پر مخالفت اہل کتاب سے مانگ نکالنے میں اختیار کی گئی ہے، اسی بناء پر ازار اور پاجامہ میں ٹخنے کھولنے کا حکم کیا گیا تاکہ اہل تکبّر سے تمیز ہوجائے اسی طرح

1......داڑھی کا فلسفہ، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ دارالاشاعت، کراچی، 2007ء، صفحہ 106-107۔

Marfat.com

بہت سے احکام اسلام میں پائے جاتے ہیں جن کے بیان میں بہت طول ہے اور جن میں یہودیوں سے، نصاریٰ سے، مجوسیوں سے، مشرکوں سے امتیاز اور علیحدگی کا حکم کیا گیا ہے اور ان امور کو امتیاز بنایا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو مردوں اور مردوں کو عورتوں سے علیحدہ علیحدہ یونیفارم میں دیکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے اور عورتوں کے یونیفارم میں رہنے والے مرد، اور مردوں کے یونیفارم میں رہنے والی عورت پر لعنت کی گئی۔ ان ہی امور میں سے عربی میں خطبہ جاری کرنا بھی ہے اور انہیں امور میں سے مونچھ کا منڈوانا، کترانا اور داڑھی کا بڑھانا بھی ہے۔

صحیح بخاری اور مسلم میں ہے:

خالفوا المشركين وَفروا للحىٰ واحفوا الشوارب.

''مشرکین کے طریق سے خلاف رہو اور بڑھاؤ داڑھیوں کو اور کم کرو مونچھوں کو۔''[1]

جزوا الشوارب وارخوا اللحىٰ خالفوا المجوس.

''کترواؤ مونچھوں کو اور بڑھاؤ ڈاڑھیوں کو۔ خلاف کرو مجوسیوں کے۔''[2]

ان روایات کے مثل اور بہت سی روایتیں کتب حدیث میں موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں مشرکین اور مجوس داڑھی منڈواتے تھے اور مونچھیں بڑھاتے تھے جیسا کہ آج عیسائی اور ہندو قوم کر رہی ہے اور یہ امر ان کے مخصوص یونیفارم میں داخل تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف کرنے کا حکم دیا۔''

حامیانِ لفظ خدا غور فرمائیں جس ذات اقدس کو اپنی امت کے لیے مجوسیوں اور مشرکین کی داڑھی مونچھ میں مماثلت منظور نہیں اس کے دین میں اللہ تعالیٰ کے لیے مجوسیوں اور مشرکین کے معبودوں کے نام خدا اور گوڈ کس طرح جائز ہو سکتے ہیں؟

1......بخاری، کتاب اللباس، حدیث 6952۔

2......مسلم، کتاب الطهارة، حدیث 260۔

Marfat.com

باب......18

کیا اللہ تعالیٰ کی بے عیب ذات کو ایک عیب دار نام دیا جا سکتا ہے؟

کیا لفظ خدا اور دیگر معبودوں کے ناموں کو اسماء الحسنیٰ قرار دیا جا سکتا ہے؟

تمام مسلمانوں کا مکمل ایمان ہے کہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہی مکمل اور بے عیب ہے اور اسی لئے اس کا اسم ذات ''اللہ'' بھی ایک بے عیب نام ہے جو کسی بھی دیگر ذات کیلئے استعمال نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی ذات بے عیب نہیں۔ اور چونکہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اس لئے اس کی کوئی جمع بھی نہیں۔

اب، یہ دیکھتے ہیں کہ کیا لفظ ''خدا'' (یا گوڈ یا کسی اور معبود کا نام) ایک بے عیب نام ہے۔ کیا یہ صرف ایک معبود کیلئے ہی استعمال ہوتا ہے یا پھر یہ نام ''خدا'' معبودوں کے علاوہ دیگر فانی اور نامکمل (اور گناہ گار) انسانوں کیلئے بھی عام استعمال ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمیں لغت نامہ دھخدا، فرہنگ فارسی اور دیگر لغات سے مندرجہ ذیل معلومات ملتی ہیں۔

1......خدا دو ہیں، خدائے خیر، خدائے شر، خدا کی جمع خدایان ہے۔

(یعنی یہ لفظ واحد معبود کیلئے ہی نہیں بولا جاتا ہے بلکہ کئی معبود کے لئے بھی بولا جاتا ہے جبکہ اللہ صرف اور صرف ایک معبود کیلئے ہی بولا جاتا ہے)۔

2......خدا، ایران کے بادشاہ اور دیگر بادشاہوں کیلئے بھی بولا جاتا تھا مسلمانوں نے جب بخارا فتح کیا تو اس وقت بخارا کے بادشاہ کا خطاب خدائے بخارا تھا؟[1]

3......خدائی نامہ اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں شاہان/ پہلوانان ایران کا ذکر ہوتا ہے۔

1...... The Great-Arab Conquests, Hush Kennedy, Weidenfeld & Nicolson, London, 2007, Page 260 and 261

Marfat.com

4.....خدا، خاوند کے کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اسی لئے ایک غیر شادی شدہ عورت کو ناکتخدا کہا جاتا ہے یعنی دوشیزہ:

5.....کدخدا۔ شوہر والی عورت، شادی شدہ۔[1]

6.....خدا کے معنی "صاحب" کے بھی ہیں جس کے معنی ہیں۔ ہم صحبت، ہم سفر، صاحب ملک، صاحب خانہ، وزیر، خواجہ وغیرہ۔[2]

7.....دھخدا۔ خداوند دہ، صاحب دہ، رئیس دہ قریہ/گاؤں کا حکومت کی طرف سے مقرر کردہ عملدار۔ صاحب قریہ/گاؤں۔[3]

8.....یہاں برصغیر میں میر تقی میر کو خدائے سخن کہا جاتا ہے۔[4]

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ لفظ خدا بادشاہان ایران سے لے کر ایک گاؤں کے سربراہ تک کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ سب فانی و نامکمل انسان ہیں اور ساری زندگی گناہ آلود ہوتے ہیں۔

کیا لفظ خدا جامع الصفات ہے، کیا یہ ایک بے عیب نام ہے، اور کیا آپ یہ پسند فرمائیں گے کہ جو نام فانی اور گناہ ولغزش سے آلودہ انسانوں کیلئے استعمال کیا جاتا ہے، وہ ہی نام اس کائنات کے بے عیب خالق وحدہ لاشریک کے لیے استعمال کیا جائے؟

لفظ خدا ایک بھی وہ شرط پوری نہیں کرتا جن کا ذکر بحث ونظر کے مضمون میں مختلف حوالوں سے کیا گیا ہے۔ جو لفظ ایک قریہ گاؤں کے مکھیہ کیلئے استعمال ہوتا ہو، وہ خالق کائنات کا نام ہوسکتا ہے؟ جو لفظ ایک دوشیزہ اور شادی شدہ عورت کے لئے

1.....مزید تفصیل کیلئے دیکھئے فرہنگ فارسی محمد معین۔ جلد 3 صفحہ 2921 اور تاریخ طبری کے ماخذ ڈاکٹر جواد علی ترجمہ نثار احمد فاروقی، دوست ایسوسی ایٹس، لاہور 1998ء صفحہ 132، 133۔

2.....فرہنگ فارسی۔ جلد 2، صفحہ 2119۔

3.....ایضاً۔ صفحہ 1585 اور لغات کشوری۔ صفحہ 199۔

4.....تاریخ ادب اردو، ڈاکٹر جمیل جالبی مجلس ترقی ادب، لاہور جلد سوم، حصہ اول، صفحہ 503۔

Marfat.com

استعمال ہوتا ہو وہ لفظ خالق و مالک کائنات اللّٰہ وحدہ لاشریک کیلئے کیسے استعمال ہوسکتا ہے؟ کیا ہم اتنا بھی غور نہیں کرسکتے۔ کیا ایسا لفظ ذو الجلال والاکرام، حی وقیوم، علیم و خبیر، علی الکبیر، القادر، القدیر، المقتدر، العزیز، الجبار، المتکبر عزوجل کیلئے استعمال کرتے ہوئے ہمیں کچھ بھی احساس نہیں ہوتا۔ کیا یہ خدا ''ان اللہ علیٰ کلی شیء قدیر'' کی تعریف میں آتا ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کیلئے کیسے استعمال ہوسکتا ہے۔

یہ کیسا نام ہے؟

1...... بقول حامیان لفظ خدا ہم جب خدا کہتے ہیں تو وحدانیت کے تصور کے ساتھ کہتے ہیں۔

2...... لیکن جب مجوسی خدا کہتے ہیں تو ان کی نیت / مراد خدائے خیر اھورامزدا ہوتی ہے یا خدائے شراہرمن ہوتی ہے۔

3...... اور جب کوئی عیسائی خدا یا خداوند کہتا ہے تو اس کی مراد/نیت تثلیث ہوتی ہے یعنی، خدا باپ، خدا بیٹا اور روح القدس۔

4...... اور جب یہ نام کوئی ہندو لیتا ہے تو اس کی مراد/نیت رام، کرشن، برھما اور ایشور ہوتے ہیں۔ یادرہے خدا سنسکرت میں بھی ہے۔[1]

اہم سوال یہ ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک کے لئے ایسا نام کیوں اختیار کیا جائے جو بولنے والے کی نیت کے ساتھ ساتھ اپنے معنی بدل لیتا ہے۔ کیا یہ نام اس ذات کے نام کا بدل ہوسکتا ہے جو وحدانیت کی عالمگیر علامت ہے خواہ اس کو مسلمان بولیں یا غیر مسلم، اس لئے کہ دنیا میں صرف اور صرف مسلمان ہی وحدانیت اللہ تعالیٰ کے نقیب ہیں اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے معبود کا نام ہے اور یہ ساری دنیا جانتی ہے۔

1...... لغت نامہ۔ دھخدا۔ جلد 20 صفحہ 302۔

Marfat.com

کیا یہ بات لفظ خدا کا نقص نہیں ہے، عیب نہیں ہے کہ ہر بولنے والے کی نیت کے ساتھ معنی بدلتے رہتے ہیں۔ کیا یہ نام اللہ تعالیٰ کا ترجمہ یا بدل یا ہم معنی ہو سکتا ہے جو کسی کی ہی زبان سے ادا ہو، اس کے صرف ایک ہی معنی ہیں کہ وہ وحدہ لاشریک ہے اور ہمہ صفات ہے جس کی تفصیل قرآن کریم و احادیث میں موجود ہے اور ہر جگہ ایک ہی معنی رکھتی ہے۔ آخر اس نام کیلئے اتنی ضد کیوں ہے؟ اور خاص طور پر یہ جانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کہنا ہی افضل ہے۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم ذو معنیٰ الفاظ سے متعلق کیا فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا﴾

''اے ایمان والو تم نہ کہو راعِنا اور کہو اُنظُرنا اور سنتے رہو۔''

''بعض یہودیوں نے ایک شرارت ایجاد کی، کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے حضور میں آ کر لفظ راعنا سے آپ ﷺ کو خطاب کرتے، جس کے معنی ان کی عبرانی زبان میں ایک بددعاء کے ہیں، اور وہ اسی نیت سے کہتے تھے، مگر عربی زبان میں اس کے معنیٰ ''ہماری مصلحت کی رعایت فرمایئے'' کے ہیں، اس لیے عربی داں اس شرارت کو نہ سمجھ سکتے تھے، اور اس اچھے معنیٰ کے قصد سے بعضے مسلمان بھی حضور ﷺ کو اس کلمہ سے خطاب کرنے لگے، اس سے ان شریروں کو اور گنجائش ملی، آپس میں بیٹھ کر ہنستے تھے، کہ اب تک تو ہم ان کو خفیہ ہی بُرا کہتے تھے، اب علانیہ کہنے کی تدبیر ایسی ہاتھ آ گئی کہ مسلمان بھی اس میں شریک ہو گئے، حق تعالیٰ نے اس گنجائش کے قطع کرنے کو مسلمانوں کو حکم دیا کہ اے ایمان والو! تم (لفظ) راعنا مت کہا کرو اور (اس کی جگہ لفظ) انظرنا کہہ دیا کرو (کیونکہ اس لفظ کے معنیٰ اور راعنا کے معنی عربی زبان میں ایک ہی ہیں) راعنا کہنے میں یہودیوں کی شرارت چلتی ہے، اس لیے اس کو ترک کر کے دوسرا لفظ استعمال کرو) اور (اس حکم کو اچھی طرح) سُن لیجیو، (اور یاد رکھیو)

Marfat.com

اور (ان) کافروں کو (تو) سزائے دردناک ہو (ہی) گی (جو پیغمبر ﷺ کی شان میں ایسی گستاخی اور وہ بھی چالاکی کے ساتھ کرتے ہیں۔)

مسئلہ: اس آیت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر اپنے کسی جائز فعل سے دوسروں کو ناجائز کاموں کی گنجائش ملتی معلوم ہو تو یہ جائز فعل بھی اس کے لیے جائز نہیں رہتا۔

اسی کی ایک دلیل وہ حدیث ہے جس میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''بیت اللہ کی تعمیر جو قریش نے زمانۂ جاہلیت میں کی تھی، اس میں کئی چیزیں بناء ابراہیمیؑ کے خلاف کر دی ہیں، میرا دل چاہتا ہے کہ اس کو منہدم کر کے از سر نو بناء ابراہیمی کے مطابق بنا دوں، لیکن اس سے ناواقف عوام کے فتنہ میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہے اس لیے بالفعل ایسا نہیں کرتا، ایسے احکام کو اصولِ فقہ کی اصطلاح میں سدّ ذرائع سے تعبیر کیا جاتا ہے، جو سبھی فقہاء کے نزدیک معتبر ہے، خصوصاً حضرات حنابلہ اس کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔''[1]

ہمارے یہاں کسی معاملے میں تحقیق کا معیار کیا ہے اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ ایک بہت بڑے عالم مفتی صاحب اور دوسرے مفتی صاحب نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ ''گوتم بدھ کی تعلیمات میں توحید کا عنصر بہت زیادہ ہے اور اللہ کی وحدانیت اور عمل صالح کی طرف بار بار دعوت دی ہے۔''[2]

جبکہ!

حقیقت یہ ہے وہ کسی معبود خدا یا برتر قوت کے وجود پر خاموش ہیں نہ انھیں قائل خدا کہا جا سکتا ہے نہ منکر خدا، وہ تقدیر یا قسمت کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ ان کی موت کے بعد ان کے پیروکاروں نے ان کو بھی معبود بنا دیا۔ جس کا مظاہرہ آپ ہر پگوڈا میں دیکھ

1..... معارف القرآن، مفتی محمد شفیعؒ، جلد اوّل صفحہ 280۔

2..... کتاب الفتاویٰ۔ پہلا حصہ صفحہ 361-362۔

Marfat.com

سکتے ہیں۔[1] اور ان بدھوں میں سے بعض کے نزدیک بدھا، اللہ اور حضرت عیسیٰؑ (نعوذ باللہ) ایک ہی ذات کی مختلف شکلیں ہیں۔[2]

شبہات میں پڑنے سے بچو

اب ہم چند ایسی احادیث پیش کرتے ہیں جو ہمیں بتاتی ہیں کہ جہاں کہیں شبہات ہوں ان کو ترک کر دینا چاہیے۔

وعن الحسنؓ بن علیؓ قال حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دع ما یریبک الی مالا یریبک فان الصدق طمانینۃ و ان الکذب ریبۃ رواہ احمد والترمذی و النسائی وروی الدارمی الفصل الاول.

"اور حضرت حسنؓ ابن علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کو (خود سنا ہے اور اسے) یاد رکھا ہے کہ 'جو چیز تم کو شک میں ڈالے اس کو چھوڑ دو اور اس چیز کی طرف میلان رکھو جو تم کو شک میں نہ ڈالے کیونکہ حق دل کے اطمینان کا باعث ہے اور باطل شک و تردد کا موجب (احمدؒ، ترمذی، نسائی نے اسے روایت کیا اور دارمیؒ نے حدیث کا صرف پہلا حصہ (یعنی دع مایریبک الی مالا یریبک) نقل کیا ہے۔"

تشریح:

ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ شبہات میں پڑنے سے بچو اور جو چیزیں شبہات میں مبتلا کرنے والی ہوں ان سے اجتناب کرو۔ بعض علما کے نزدیک یہ مطلب ہے کہ از قسم اقوال و اعمال جس چیز کی حلت و حرمت کے بارے میں تمہارا ضمیر شک میں مبتلا ہو جائے تو اس چیز کو چھوڑ کر اس چیز کو اختیار کر لو جس کے بارے میں تمہارا ضمیر کسی

1...... تفصیل کیلئے دیکھئے گوتم بدھ، سوانح عمری، دھرما نند کوسمبی، ترجمہ پرکاش پنڈت، بک ہوم، لاہور، صفحہ 170۔

2...... Encyclopaedia Britannica, Fifteenth Ed, 1982 Vol 3 Page 398

Marfat.com

شک میں مبتلا نہ ہو۔[1]

جید علماء وامام صاحبان کی آراء کے ہوتے ہوئے کیا ہم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی اور نام کے استعمال پر سخت اختلاف ہے۔

و عن عطیة السعدیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبلغ العبدان یکون من المتقین حتی یدع مالا باس به حذرا بما به باس رواہ الترمذی و ابن ماجه.

''اور حضرت عطیہ سعدیؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بندہ اس وقت تک (کامل) پرہیز گاروں کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ان چیزوں کو نہ چھوڑ دے جن میں کوئی قباحت نہیں ہے تاکہ اس طرح وہ ان چیزوں سے بچ سکے جن میں قباحت ہے۔''[2]

تشریح:

حرام، مکروہ اور مشتبہ چیزوں سے اجتناب کے بعد احتیاط کے پیش نظر بعض مباح چیزوں سے بھی بچنا تقویٰ و پرہیز گاری کا کامل ترین درجہ ہے، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم لوگ حرام میں مبتلا ہو جانے کے خوف سے دس حلال حصوں میں سے نو حصے چھوڑ دیتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم لوگ حرام میں مبتلا ہو جانے کے خوف سے از قسم مباح ستر حصے ترک کر دیتے تھے''[3]

وعن و ابصةؓ بن معبد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا وابصة جئت تسال عن البر والاثم قلت نعم قال فجمع اصابعه فضرب بها صدرہ و قال استفت نفسک استفت قلبک ثلاثا البر ما

---

1 ...... مظاہر حق، شرح مشکوٰۃ شریف، نواب قطب الدین خان دہلوی بترتیب جدید مولانا عبداللہ جاوید، دارالاشاعت۔ کراچی۔ 1994ء جلد سوم صفحہ 43۔

2 ...... ترمذیؒ، ابن ماجہؒ۔

3 ...... ایضاً۔ جلد سوم صفحہ 45 اور 46۔

Marfat.com

طمانت اليه النفس و اطمان اليه القلب والاثم ماحاک فی النفس و تر دد فی الصدر و ان افتاک الناس رواه احمد و الدار می.

''اور حضرت وابصہ ابن معبد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ''وابصہ! تم یہی تو پوچھنے آئے ہو کہ نیکی کیا ہے اور گناہ کیا ہے؟'' میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! ان کا بیان ہے کہ (یہ سن کر) آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو اکٹھا کیا اور میرے سینے پر مار کر فرمایا کہ ''اپنے آپ سے دریافت کرو۔ اپنے دل سے دریافت کرو'' آپؐ نے یہ الفاظ تین مرتبہ فرمائے اور فرمایا کہ ''نیکی وہ ہے جس سے انسان خود مطمئن ہو جائے اور جس سے اس کے دل کو سکون حاصل ہو جائے، اور گناہ وہ ہے جس سے انسان کا وجود خلش محسوس کرے اور جس سے اس کے دل و سینہ میں شک و تردّد پیدا ہو جائے اگر چہ لوگ اسے صحیح کہیں۔''[1]

تشریح:

اس ارشاد گرامی میں نیکی و بدی اور اچھائی و برائی کو پہچاننے کی ایک ایسی واضح علامت بتائی گئی ہے جس کو ہر صالح انسان اپنے ہر قول و فعل کی کسوٹی بنا سکتا ہے، جس قول اور جس عمل پر اپنا جی مطمئن ہو جائے اور دل سکون محسوس کرے تو سمجھنا چاہیے کہ وہ قول یا عمل، نیک اور اچھا ہے اور جس قول یا عمل پر طبیعت میں خلش و چبھن اور دل میں شک و تردد کی کسک پیدا ہو جائے، سمجھ لینا چاہیے کہ وہ قول یا فعل غلط اور برا ہے۔ چنانچہ حدیث کا حاصل یہی ہے کہ ہر قول و فعل کے بارے میں خود اپنے ضمیر کی راہنمائی حاصل کرو۔ جس چیز سے خاطر جمعی حاصل ہو اور دل میں خلجان نہ ہو کہ یہ بری ہے سمجھو کہ وہی نیکی ہے اور جس چیز سے خاطر جمعی حاصل نہ ہو اور دل میں تردد و خلجان پیدا ہو اُسے سمجھو کہ وہی گناہ ہے اگر چہ لوگ اس چیز کے بارے میں یہی کیوں نہ کہیں کہ یہ صحیح اور اچھی ہے اور کوئی مفتی صاحب اس کے صحیح ہونے کا فتویٰ ہی کیوں نہ دے دے لہٰذا

1......احمدؒ، دارمی۔

Marfat.com

ان کے کہنے پر عمل نہ کرو۔1

نیز یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہیے کہ اپنے دل سے دریافت کرنے کا یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ کسی چیز کے بارے میں کوئی واضح شرعی فیصلہ سامنے نہ ہو، چنانچہ جب کسی چیز کے حکم کے بارے میں قرآن کی آیتوں میں تعارض نظر آئے تو واجب ہے کہ حدیث کی طرف رجوع کیا جائے حدیث جس آیت کے مطابق فیصلہ کرے اسی آیت پر عمل کیا جائے۔ اگر حدیثوں میں بھی تعارض ہو تو پھر علماء کے اقوال میں سے اس قول کے مطابق عمل کرے جس کو اپنا دل صحیح وراجح تسلیم کرے اور اس پر مطمئن ہو جائے۔"2

قارئین کرام! اس کتاب میں ہم یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہؓ سے لے کر آئمہ اربعہ امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے پکارا اور جمہور علماء کا بھی یہ ہی قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفی ہیں اور اس لئے اس ذات علی الکبیر المتعال کو ان ہی اسماء سے پکارنا چاہیے جو قرآن وسنت سے ثابت ہیں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کا اسم ذات ہے جو قرآن کریم میں 2699 مرتبہ وارد ہوا ہے:

تمام مفتی حضرات کا بھی فتویٰ ہے کہ:

اللہ کو اللہ ہی کہنا افضل ہے۔

لیکن کچھ حضرات کی یہ رائے ہے اور وہ اس پر عمل پیرا بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو خدا، God اور ان دیگر ناموں سے بھی پکارا جا سکتا ہے جن سے دیگر مذاہب وزبان کے ماننے والے پکارتے ہیں خواہ وہ دوئی رثنویت، تثلیث اور کثرت معبود کے قائل ہوں۔

اب آپ خود سے پوچھئے جیسا کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:

1......مظاہر حق، جدید شرح مشکوٰۃ شریف۔ جلد سوم صفحہ 44۔

2......مظاہر حق، جدید شرح مشکوٰۃ شریف۔ جلد سوم صفحہ 45۔

Marfat.com

آپ کا دل اللہ کے کلام، سنت رسول ﷺ، صحابہؓ، اور ائمہ اربعہ کے عمل پر چل کر مطمئن ہوگا یا چند علماء کی ذاتی رائے پر، جن میں باہم اختلاف بھی ہے، عمل کرنے سے ہوگا۔ یہی درخواست ہم علماء کرام و مفتیان عظام سے کریں گے۔

متشابہات

اسماء اللہ تعالیٰ میں متشابہات کے متلاشی صاحبان نے کیا اس پر بھی غور فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے:

1...... سنیچر اور اتوار کے مقابلے میں جمعہ کا انتخاب کیوں کیا۔

2...... داڑھی بڑھانے اور مونچھ منڈوانے کی ہدایات کیوں دیں۔

3...... عید الفطر منانے کی ترغیب و ہدایات کیوں دیں۔

4...... یہ صلوٰۃ (نماز) میں رکوع صرف مسلمانوں ہی کا اعزاز کیوں ہے؟

5...... صوم (روزہ) تو دیگر مذاہب میں بھی ہے۔ یہ سحری کی تاکید اور ثواب کیوں رکھا گیا۔

6...... رسول اللہ ﷺ کو تو صلوٰۃ (نماز) کے لیے بیت المقدس کی طرف رخ کرنا بھی پسند نہیں تھا اسی لیے بار بار آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے مکہ کی طرف رُخ کروا دیا۔

7...... اور یہودیوں اور عیسائیوں کے عبادت کے لیے بلانے کے انداز کے مقابلے میں اذان دینے کی ہدایت کیوں کی گئی۔[1]

اور اب آخر میں اس نکتہ پر غور فرمائیے کہ اللہ کو اللہ تعالیٰ کہنے پر تو ہر مسلمان متفق ہے۔ اور اس میں کسی شک، شبہ، تردد اور متشابہات کا شائبہ تک نہیں جبکہ لفظ خدا پر سخت اختلاف ہے، شبہ ہے، تردد ہے اور متشابہات میں شامل ہے۔ آپ کس کا انتخاب کریں گے۔ آپ کا دل کہاں اور کس نام پر مطمئن ہوگا۔

1...... تفصیل کے لیے دیکھیے بخاری، کتاب الأذان باب بدءِ الأذان، حدیث 602-603۔

Marfat.com

باب......19

اطیعو اللہ واطیعو الرّسول

حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول ﷺ کا!

اس بحث کو اختتام تک پہنچانے سے پہلے آپ کی خدمت میں قرآن کریم کی چند آیات پیش کرتے ہیں جو اس بات کا حکم دیتی ہیں کہ:

1......اللہ تعالیٰ کا حکم مانو۔

2......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانو ان کا اتباع کرو۔

3......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

یہ اس لئے ضروری ہے کہ گزشتہ صفحات میں جو عرض کیا ہے اور ہم جو معروضات اب پیش کریں گے ان کے سمجھنے میں آسانی پیدا ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾

''کہہ دو کہ اللہ کی فرمان برداری کرو اور رسول اللہ (ﷺ) کی۔''[1]

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا﴾

''وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت (کی کتاب) اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے اور حق ظاہر کرنے کیلئے اللہ ہی کافی ہے۔''[2]

غور فرمایئے! دیگر مذاہب کے معبودوں کے نام مستعار لے کر کیا ہم نے اللہ کے دین کو غالب کیا؟

1......(النور 54/24)

2......(الفتح 28/48)

Marfat.com

﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

''اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔''[1]

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ﴾

''مومنو! اللہ کا ارشاد مانو اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو اور اپنے عملوں کو ضائع نہ ہونے دو۔''[2]

﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾

''اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اگر منہ پھیر لو تو ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف پیغام کا کھول کھول کر پہنچا دینا ہے۔''[3]

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

''(اے رسول ﷺ لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''[4]

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴾

''جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمان برداری کرے گا اور اس سے ڈرے گا تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔''[5]

1......(آل عمران 132/3)
2......(محمد 33/47)
3......(التغابن 12/64)
4......(آل عمران 31/3)
5......(النور 52/24)

Marfat.com

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا﴾

''اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا (یعنی) انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ جاننے والا کافی ہے۔''[1]

اور

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾

''تمہارے واسطے رسول اللہ کا (طرز عمل) پیروی کیلئے بہترین نمونہ ہیں (یعنی) اس شخص کو جسے اللہ (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔''[2]

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا﴾

''جو اللہ کے رسول کی اطاعت کرتا ہے، حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔''[3]

1......(النساء 4/69-70)
2......(الاحزاب 33/21)
3......(النساء 4/80)

Marfat.com

﴿وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

''اور اللہ اور اس کے رسول ؐ کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔''[1]

قرآن کریم میں تقریباً 40 مقامات پر محمد ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور نافرمانی کرنے والوں کے لیے سخت وعید آئی ہے۔

غور فرمائیے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کہنے میں ہے یا خدا، گوڈ اور دیگر ہر مذہب، عقیدے اور زبان کے معبودوں کے نام سے پکارنے میں۔

اور اب دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں کیا نصیحت فرمائی:

فاعقلوا ایها الناس قولی! فانی قد بلغت!

قد ترکت فیکم مالن تضلوا بعده ا ن اعتصمتم به کتاب اللّٰه تبارک و تعالٰی۔

وقد ترکت فیکم ما ان اعتصمتم به فلن تضلوا ابدا، امرًا بینا کتاب اللّٰه و سنة نبیه۔[2]

لوگو! میری بات سمجھو! کیونکہ میں نے سب کچھ تم تک پہنچا دیا ہے۔

1...... میں نے تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑ دی ہے کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو گے اگر اسے مضبوطی سے تھامے رہے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔

2...... اور میں نے تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑ دی ہیں کہ اگر ان کو تھامے (پکڑے) رہے تو پھر کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے صاف وروشن اللہ کی کتاب اور اس

1......(آل عمران 3/132)

2...... مسلم، ترمذی، طبرانی، الہیثمی وغیرہ۔ تفصیلی حوالہ جات اور ان پر تحقیقی رائے کیلئے دیکھئے حجۃ الوداع، پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد، بیت الحکمت، لاہور 2005، صفحہ 183 تا 210۔

Marfat.com

کے نبی ﷺ کی سنت۔

صحیح بخاری کی روایت ہے۔

صلّوا کما رأیتمونی اصلی.[1]

نماز ایسے پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

حجتہ الوداع پر بھی فرمایا۔

خذوا عنی مناسککم.[2]

مجھ سے حج کی ادائیگی کے طریقے سیکھو۔

غور فرمایئے کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج پر تو ہم عمل کریں گے سنت رسول ﷺ پر اور اللہ تعالیٰ کو خدا پکاریں گے، چند علماء کی رائے اور عمل پر۔ کیا یہ مناسب ہے۔

یہ بھی غور فرمایئے رسول اللہ ﷺ کے قول اور فعل میں کہیں خدا اور God ملتا ہے۔ اور آپ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کہنے میں ہے یا خدا/God؟؟؟

علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں:

''زجاجؒ نے کہا ہے کہ کسی کے لیے مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس نام سے پکارے کہ اللہ نے خود کو جس نام سے موسوم نہیں کیا۔''

(بحث ونظر دہلی، جون 2007ء، بحوالہ زاد المسیر، 3/293۔ ہمارے پاس اس تفسیر کی جو کاپی ہے اس میں یہ قول صفحہ 224 پر ہے۔)

ان جید علماء کی اس رائے کے بعد بھی کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ لفظ خدا پر اجماع ہو چکا ہے۔

1......حدیث نمبر 605 اور 5662۔

2......سنن الکبریٰ البیہقی، اس حدیث کو الفاظ کے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ مسلم، داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور احمد رحمہم اللہ علیہم نے بھی روایت کیا ہے۔

Marfat.com

باب......20

فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو۔

اس کتاب میں ہم نے کوشش کی ہے کہ وہ تمام دلائل ممکنہ حد تک (مگر مختصراً) جمع کر دیئے جائیں جو لفظ خدا کے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے استعمال کا جواز اور عدم جواز پیدا کرتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اختلاف کی نوعیت یہ ہو کہ امت کے جمہور علماء کی اکثریت یہ کہتی ہو کہ اسماء اللہ عزوجل توقیفی ہیں مگر وہ علماء حضرات جو ان کو اصطلاحی جانتے ہیں، وہ بھی بہت شد و مد سے اس کا دفاع کرتے ہیں جس کی رو سے وہ اللہ تعالیٰ کو نہ صرف خدا/God کہنے کو جائز سمجھتے ہیں بلکہ بعض حضرات اس بحث کو یہاں تک لے جاتے ہین جس کی رو سے ''ہر مذہب و زبان میں جو معبود کا نام ہے وہ اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور وہ جائز ہے''۔

ایسی صورت میں آیئے دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کیا کہتا ہے۔ سورۃ النساء 4 آیت 59 میں فرمان اللہ رب العلمین ہے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۠﴾

''مومنو! اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرو اور جو اختیار والے ہیں تم میں، پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر۔ یہ خوب ہے۔ اور بہتر تحقیق کرنا ہے۔''[1]

اب یہ بات تو طے ہے کہ اس موضوع پر نزاع رجھگڑا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کو صرف

Marfat.com

ان ناموں سے پکارا جائے جو قرآن وسنت سے ثابت ہیں (یعنی توقیفی ہیں) لیکن یہ بھی کہا جاتا ہے چونکہ صدیوں سے اللہ تعالیٰ کو خدا کہا جا رہا ہے اس لئے اس کو اجماع سمجھا اور کہا جائے اور یہ کہ خدا کہنا اور دوسرے مذاہب کے معبودوں کے نام سے پکارنا جائز ہے۔ ایسی صورت میں اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ کیا مندرجہ بالا آیت پر عمل کرتے ہوئے ہمیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہیے؟ اور ظاہر ہے کہ ہر مسلمان اس کا جواب ہاں میں ہی دے گا تو پھر ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف دیکھنا ہوگا کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔

اول تو یہ ہے اپنے کلام میں سب سے پہلے جو نام ہمیں بتایا گیا وہ اللہ ہے اور سورہ اخلاص میں "قل ھو اللہ الاحد" (کہو کہ اللہ ایک ہے) فرما کر اور اس نام کو اپنے کلام میں 2699 مرتبہ بتکرار ذکر کر کے بتا دیا کہ یہ ہی اس کا اسم ذات ہے اور یہ ہی نام اس کو پسند ہے جس کی تصدیق، اس نے ان آیات میں بھی کی ہے:

﴿اِنِّی اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

"بیشک میں اللہ، تمام جہانوں کا رب ہوں"[2]

﴿اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾

"اور اللہ ہی معبود واحد ہے۔"[3]

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

"پس خوب جان لو کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے۔"[4]

1......ترجمہ موضح القرآن، مولانا شاہ عبدالقادرؒ دہلوی، ناشر ایچ۔ ایم سعید کمپنی کراچی۔
2......(القصص 28/30)
3......(النساء 4/171)
4......(محمد 47/19)

Marfat.com

اور پھر ایک وارننگ بھی دیدی!

﴿فَلَا تَضۡرِبُوۡا لِلّٰهِ الۡاَمۡثَالَ﴾

"تو (لوگو) اللہ کے بارے میں (غلط) مثالیں نہ بناؤ۔"[1]

ثابت ہوا کہ اللہ اسم ذات ہے اور دوسرے تمام نام صفاتی ہیں اور ان ہی ناموں پر ہمیں ایمان لانے کو کہا گیا اسی لیے ہم ایمان لاتے ہیں امنت باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ (میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے۔)

اور جس کا نام ہم نے کلمہ طیبہ میں لیا "**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**"۔

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول اور عمل وتعلیمات سے بتا دیا کہ انہوں نے ساری نبوی زندگی میں لوگوں کو صرف اللہ وحدہ لاشریک کی طرف بلایا۔ خود ہمیشہ اللہ کہا، اور تمام لوگوں کو اللہ کو واحد ماننے کے لئے کہا اور کسی کو اپنے پرانے معبودوں کے نام سے پکارنے کی اجازت نہیں دی، حتیٰ کہ عیسائی ہرقل، مجوسی کسریٰ اور ان کے عاملین (گورنروں) کو جب دعوت اسلام دی تو سمجھانے کی خاطر بھی ان کے معبودوں کی مثال نہیں دی اور پھر یہ کہہ کر مہر لگا دی۔

بسم اللہ خیر الاسماء

"اللہ کے نام سے جو سب ناموں سے اچھا نام ہے۔"

یعنی اللہ، اللہ تبارک وتعالیٰ ہے اس کا دوسرا کوئی اسم ذات ہو ہی نہیں سکتا اور جب ہمارے علماء حضرات ومفتی صاحبان بھی یہ قبول کرتے ہیں کہ:

اللہ کو اللہ کہنا ہی افضل ہے۔

1......(سورۃ النحل، آیت 74)

Marfat.com

تو آیئے اس پر عمل کریں اور اللہ کو اللہ تعالیٰ ہی کہیں۔

اور اب آخر میں قرآن کریم کی یہ آیت ملاحظہ فرمایئے:

﴿فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾

''تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں۔ اور جو فیصلہ تم کردو اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے۔''[1]

اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

''یا اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھایئے۔''

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَ نَا ط

''اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ نے نازل فرمائی ہے اس کی اور رسول اللہ کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ جس طریق پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے وہی ہمیں کافی ہے''۔

(سورۃ المائدۃ 5: آیت 104)

1......(سورۃ النساء 65/4)

Marfat.com

باب...... 21

محمڈن/محمڈنزم/خدا/اللہ تعالیٰ

کیا علماء حضرات یہ کر سکتے ہیں؟

ایک اہم بات جس کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ انگریزی میں انیسویں صدی تک اسلام اور مسلمانوں کے لیے Mohammadanism اور Mohammadans کا نام سرکاری اور غیر سرکاری طور پر استعمال ہوتا تھا اور اسلام پر لکھی گئی کتابیں بھی ان ہی ناموں اور الفاظوں کے ساتھ لکھی جاتی تھیں حتیٰ کہ بڑے بڑے مسلمان مفکرین اور رہنما رسائل و اخبارات میں بھی اسلام اور مسلمانوں کے لئے یہ ہی نام استعمال کرتے تھے۔[1] چونکہ حاکم وقت کی زبان انگریزی کا چلن تھا۔ لیکن جیسے ہی انگریز بہادر برصغیر سے رخصت ہوا انگریزی تو رہ گئی مگر، یہ الفاظ اب شجر ممنوعہ ہیں، کوئی بھی یہ الفاظ استعمال نہیں کرتا کہ اب ہم خود مسلمان بیدار و آزاد ہیں اور خود اپنے حاکم ہیں۔ لفظ خدا بھی جیسا کہ ہم نے ان صفحات میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، مجوسی نسل کے چھوٹے چھوٹے خراسانی حکمرانوں کی احیائے فارسی قومیت اور فارسی زبان کے دور میں رائج ہوا جبکہ خود ایران کے مسلمانوں کی 10 سے 15 نسلیں پیدائش سے لے کر موت تک اللہ، اللہ کہتی ہوئی گزر گئی تھیں۔ یہ حکمرانوں کی ضرورت اور اس وقت کے قوم پرست امراء کی شرارت تھی۔ کوئی شرعی ضرورت نہیں تھی۔ ہندوستان میں بھی چونکہ مسلمان پانچویں صدی ہجری میں افغانستان/خراسان سے آئے جہاں چوتھی صدی کے آخر سے ہی یہ نام رواج پا چکا تھا اس لئے برصغیر میں بھی رائج ہو گیا۔ مطلق العنان حکمرانوں کے خوف اور نہایت کمزور

1......ایک بہت بڑے عالم صاحب نے بھی اپنے ایک خط میں محمڈن لفظ استعمال کیا تھا۔ احتراماً ان کا حوالہ نہیں لکھا جا رہا ہے۔

Marfat.com

دینی تعلیم و ماحول میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ''خدا'' یعنی مجوسی معبودوں کے نام پر اعتراض نہیں کر سکا۔ لیکن اب حالات بالکل مختلف ہیں۔ دینی تعلیم کی سینکڑوں جامعات اور ہزارہا مدارس ہیں۔ نہایت جید عالم، مفتی محدث اور مفسرین ہیں۔ دینی جماعتیں سیاست وحکمرانی میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ علماء پر کسی قسم کا جبر نہیں ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ آج لفظ خدا کے استعمال پر عام آدمی بھی سالہا سال سے اعتراض کر رہا ہے۔ اخبارات، رسائل میں بحث ہو رہی ہے، عام آدمی اور عالم اس موضوع پر مضامین لکھ رہے ہیں، مفتی صاحبان فتوے دے رہے ہیں۔ اور خود مفتی و عالم صاحبان یہ اقرار کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کہنا افضل ہے۔ یہ سب مطلق العنان حکمرانوں سے آزادی اور تحریر وتقریر کا ثمر ہے۔ ان ظالم اور جابر مطلق العنان حکمرانوں کے دور میں جبکہ ہر چیز ان کی ملکیت اور عوام آزاد شہری نہیں بلکہ بادشاہ کی رعایا غلام تھے آزادئ اظہار قطعی مفقود تھی۔ یہ سب کچھ ناممکن تھا۔

علماء حضرات کی بے بسی اور بے کسی کا آپ اس سے اندازہ لگایئے کہ خلافت عباسیہ میں جب ''خلق قرآن'' کے فتنے نے سر اٹھایا تو امام احمد بن حنبلؒ کے علاوہ تقریباً تمام علماء حضرات ایک ایک کر کے سرنگوں ہو گئے اور پھر امام احمد بن حنبلؒ کے ساتھ جو قید و بند کی صعوبتیں گزریں وہ بھی تاریخ میں قلمبند ہیں۔

آپ شاہی ظلم اور خوف وہراس کا دوسری صدی ہجری میں اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ امام احمد بن حنبلؒ کو کوڑے مارتے ہوئے شہر بغداد میں گھمایا جاتا تھا اور کوئی بھی خاص وعام ان کی مدد کے لیے آگے نہیں آتا تھا۔ جبکہ اس دور میں تابعین و تبع تابعین بھی موجود تھے۔

اب ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیے کہ اگر دوسری ہجری میں خود عرب وعراق میں یہ عالمِ جبر وظلم تھا تو پانچویں صدی ہجری سے لے کر 12 ویں صدی ہجری تک ہندوستان

Marfat.com

میں جوایک دیارِ غیر تھا، کیا عالم ہوگا اور کس عالم و مفتی کی مجال ہوگی کہ وہ بادشاہ وقت جو فوج کا بھی سربراہ تھا، کے کروفر کے سامنے یہ کہہ سکے کہ لفظ خدا جو صرف دوئی/ ثنویت کی علامت ہے، اللہ وحدہ لاشریک کیلئے استعمال نہیں کرنا چاہیے یہ شہنشاہ کا لقب اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، اختیار نہیں کرنا چاہیے، یہ دربار میں رکوع و سجود کا رواج غیر شرعی ہی نہیں بلکہ یہ دونوں رواج مجوسی تہذیب کے ہیں، مسلمانوں کا ورثہ نہیں ہیں۔ کیا ظل الٰہی کو کوئی یہ بات کہہ سکتا تھا کہ وہ اور اس کے امراء، جو ہندو راجکماریوں اور خواتین سے شادی رچا رہے ہیں یہ سب حرام ہے؟ کیا کسی کی جرأت تھی کہ وہ جشن نوروز پر اعتراض کر سکے یا اس میں شرکت نہ کرے کہ یہ ایک مجوسی جشن تھا۔[1] اور جس کا حضرت علیؓ نام لینا بھی پسند نہیں فرماتے تھے۔

''مجالس نوروز میں اکثر علماء صلحا بلکہ قاضی و مفتی بھی قدح نوشی کرتے تھے۔''[2]

یہ آواز بادشاہ کے سامنے کیسے اٹھتی کہ خراسان سے مجوسیوں کی تعریف و توصیف میں لکھا ہوا فردوسی کا شاہنامہ مت لاؤ بلکہ شاہ مدینہ کی احادیث لاؤ تا کہ اس کی سنت کو ہم پڑھائیں اور اس کا بول بالا ہو۔ اس پر ہم بھی عمل کریں، بادشاہ بھی عمل کرے اور عوام الناس بھی۔

اس وقت کے حالات اس کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ یہ ایک قابل فہم بات ہے۔ مگر آج علماء اور مفتی صاحبان کے سامنے کیا بات مانع ہے کہ اگر وہ واقعی یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کے بجائے اللہ کو اللہ تعالیٰ ہی کہنا افضل ہے تو اپنے فتوؤں پر خود بھی عمل کریں، دیگر علماء، خطیب اور امام صاحبان سے عمل کروائیں اور عوام کو بھی ہر نماز سے پہلے جس طرح صفیں درست کرنے، کندھے سے کندھا ملانے اور شلوار ٹخنوں سے اوپر

1......تاریخ المسعودی جلد اول۔ صفحہ 185 (اردو) نفیس اکیڈمی، کراچی، 1985۔

2......تاریخ ہندوستان، محمد ذکاء اللہ دہلوی۔ جلد 5 صفحہ 842۔

Marfat.com

کرنے کے لیے فرماتے ہیں بالکل اسی طرح یہ تلقین بھی کریں اور ہر لمحہ خود بھی یہ یاد رکھیں کہ اللہ کو اللہ تعالیٰ ہی کہنا چاہیے کہ قرآن وسنت کے مطابق یہی افضل ہے، یہ جمہوریت کا دور ہے، جمہور علماء کی رائے کہ اللہ تعالیٰ کے نام توقیفی ہیں، پر علماء اور مفتی بھی عمل کریں اور عام آدمی سے بھی عمل کروائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾

''یا اللہ تعالیٰ ہم (سب کو) سیدھا راستہ دکھا دے۔''

﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾

''ہمارے لئے اللہ کافی ہے وہ ہی بہترین کارساز ہے۔''

ماہِ ربیع الاول اور خدا

ماہِ ربیع الاول میں ہر محراب و منبر سے، جلسہ وجلوس میں، عالم، مفتی، خطیب اور امامِ مسجد صاحبان تمام مسلمانوں کو یہی تلقین کریں گے کہ سنت رسول مقبول ﷺ پر شب وروز مکمل عمل کیا جائے۔

کیا یہ حضرات یہ بھی نصیحت کریں گے کہ سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کو اللہ کہنا ہی اولیٰ اور افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی خدا نہیں کہا۔

Marfat.com

باب......22

علماء کرام ومفتیان عظام سے ایک مؤدبانہ گزارش!

اس بات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمایئے کہ کہیں ہم عادات، روایات اور شاہی ضروریات کو اجماع کا مرتبہ دے کر لفظ خدا کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کیلئے جائز قرار دے کر کوئی ایسا اصول یا جواز تو نہیں پیدا کر رہے ہیں کہ ہر وہ عمل اور فعل، عادات، روایات، رسومات جو بغیر کسی شرعی جواز کے، محض اس لیے اجماع قرار پا کر جائز ہو جائیں کہ ان پر صدیوں سے کروڑوں مسلمان عمل پیرا ہیں، اور ہزاروں مفتی، عالم، محدث، مفسر صاحبان نہ صرف ان کی حمایت کر رہے ہیں بلکہ خود بھی ان پر عمل پیرا ہیں۔

آپ از راہ کرم اپنے اردگرد نظر دوڑایئے، مشاہدہ کیجئے، کہ آج کل مسلمانان برصغیر میں ایسے کتنے عقائد، روایات، رسومات ہیں جن کا دار و مدار ہی صرف قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کی توضیحات، تشریحات اور شخصی رائے پر مبنی ہے اور رسول اکرم ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین، چاروں امام صاحبان کے قول، فعل اور عمل سے کوئی مثال نہیں ملتی۔

ہماری آپ مفتی صاحبان، علماء کرام کی خدمت میں یہ انتہائی عاجزی سے درخواست ہے کہ لِلّٰہ غور فرمایئے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہو رہا ہے کہ اس نام نہاد فراخدلی میں ہم ایک عادت کو اجماع قرار دے کر بہت ساری عادات کے جائز ہونے کا جواز تو پیدا نہیں کر رہے، یہ بات اس لئے بھی اہمیت اختیار کر جاتی ہے کہ خود آپ حضرات کا فتویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو توقیفی اسماء سے پکارنا ہی بہتر ہے، اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کہنا ہی افضل ہے۔

لِلّٰہ غور فرمایئے! ایسا نہ ہو کہ، عیسائیت کی طرح حکمران اور عوام جو کچھ کرتے جائیں کچھ عرصے کے بعد آپ اس کو اجماع کا نام دے کر شرعی جواز پیدا کر دیں۔ یہ

Marfat.com

پیش نظر رہے کہ اس پالیسی کی وجہ سے اصل عیسائیت اور آج کی عیسائیت کا کیا حال ہے، یہ مذہب کس طرح بدل گیا۔

آپ سے میری یہ التماس ہے میری کوئی بات نہ مانیں نہ سنیں میری کتاب کو نہ پڑھیں اور جہاں چاہیں پھینک دیں اللہ کے لیے اپنے فتوے پر تو خود عمل فرمائیں اور دوسرے مسلمانوں سے عمل کروائیں جس کی رو سے:

اللہ کو اللہ تعالیٰ کہنا ہی افضل ہے۔

علاوہ ازیں، ہر مذہب، عقیدے اور زبان کے نام کو جائز قرار دینے میں کہیں ہم وہ غلطی تو نہیں کر رہے جو 15 ویں صدی کے بعض لوگوں نے مسلم ممالک میں پریس نہ لگنے دینے میں کی تھی جس کا خمیازہ امت مسلمہ تقریباً 560 سالوں سے آج تک بھگت رہی ہے۔ یہ سیاسی غلامی اور معاشی محتاجی اسی غلط فیصلہ کا نتیجہ ہے۔ پندرہویں صدی عیسوی کے دنیا کے حاکم مسلمان 17 ویں اور 18 ویں صدی میں مکمل محکوم ہو گئے۔

دیگر یہ کہ جس طرح زبان، غذا اور لباس حتیٰ کہ فرد کا ذاتی نام انسانی سوچ اور فکر پر اثر انداز ہوتا ہے، کیا غیر شرعی معبودوں کے نام اثر پذیر نہ ہونگے اور یہ جو سوچ پیدا ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی بھی نام سے پکارا جا سکتا ہے خدا کے نام کے اثرات تو نہیں؟ اس کی ایک تکلیف دہ مگر شاہکار مثال یہ ہے کہ ایک صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ:

"رسول کریم ﷺ نے زرتشت کے صحیح مذہب کی تجدید کی اور آپ ﷺ کے ہاتھوں تمام بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لیے اس کی تکمیل ہوئی۔"[1] (العیاذ باللہ)

یہ لفظ خدا کے استعمال کا کمال ہے کہ یہ صاحب قرآن کریم اور احادیث مبارکہ

1...... مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، پروفیسر چودھری غلام رسول چیمہ، علم و عرفان پبلشرز، لاہور 2006 صفحہ 325۔

Marfat.com

جو اسلام کو دین ابراہیمی کہتی ہیں اور اسی کی تکمیل کی تصدیق کرتی ہیں، سب کو بھول کر زرتشت کے ''صحیح'' مذہب کی تکمیل کی بات کرتے ہیں۔ یہ صاحب لفظ خدا کے استعمال کی وجہ سے بھول گئے کہ زرتشت مگی/مغ تھا۔ آتش پرستی کرتا تھا۔ دو خداؤں کا مبلغ تھا، گاتھا میں جو اس کا کلام ہے، سورج وغیرہ کی پرستش کا قائل تھا۔ انہیں یہ بھی یاد نہیں رہا کہ یہ حج سعی، قربانی سنتِ ابراہیمی ہے۔ سنتِ زرتشت نہیں۔ انہیں یہ بھی یاد نہیں رہا کہ قرآن کریم میں زرتشت کا کوئی ذکر سرے سے ہی نہیں۔

ازراہ کرم وعنایت قرآن کریم کی اس آیت پر بھی غور فرمایئے:

﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا﴾

''آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔''[1]

''دین کو مکمل کر دینے سے مراد اس کو ایک مستقل نظام وفکر وعمل اور ایک ایسا مکمل نظام تہذیب وتمدن بنا دینا ہے جس میں زندگی کے جملہ مسائل کا جواب اصولاً یا تفصیلاً موجود ہو اور ہدایت اور رہنمائی حاصل کرنے کے لئے کسی حال میں اس سے باہر جانے کی ضرورت پیش نہ آئے۔''[2]

کیا اس آیت کا کسی بھی طریقے سے، کسی بھی منطق سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ دین تو مکمل کر دیا مگر خود اللہ تعالیٰ کے ناموں میں کمی رہ گئی جو ہم ہر مذہب، عقیدے اور زبان سے مستعار لے کر اب عجم میں پوری کر رہے ہیں اور کیا اس کا مطلب کسی بھی منطق سے یہ نکلتا ہے کہ اور تمام نعمتیں پوری ہوئیں مگر خود اللہ تعالیٰ کے اسماء کی نعمتیں

1......(المائدہ 3/5)

2......تفہیم القرآن۔ مولانا مودودیؒ۔ ادارہ ترجمان القرآن، لاہور 1989، جلد اوّل۔ صفحہ 444۔

Marfat.com

پوری نہ ہوئیں (نعوذ باللہ من ذالک) اس لیے اسے پورا کرنے کے لئے ہم میں سے کچھ علماء و مفتی صاحبان دردر بھیک مانگ کر پوری کررہے ہیں۔ اور اس کا مثل ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔ دیگر مذاہب میں اس کے ہمنام کی تلاش کررہے ہیں۔

اسی طرح مسلم اور ترمذی کی اس حدیث پر بھی دوبارہ غور فرمائیے:

عن العباسؓ بن عبد المطلب انه سمع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول ذاق طعم الایمان من رضی باللّٰه ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللّٰه علیه وسلم رسولا۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے، ایمان کا مزا چکھا اس نے جو راضی ہو گیا اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغمبر ہونے پر۔[1]

تشریح:

نوویؒ نے نقل کیا صاحب "تحریر" سے کہ راضی ہونا یعنی قناعت کرنا اور کافی جاننا اور کچھ نہ چاہنا تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سوا اللہ کے اور کسی کو طلب نہ کرے اور سوا اسلام کے دوسرے کفر کے راستوں پر نہ چلے اور رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے موافق رہے۔ پھر جس میں یہ صفات ہوں گی، بے شک ایمان کی حلاوت اس کے دل میں معلوم ہو گی اور وہ اس کا مزا چکھے گا۔

قاضی عیاضؒ نے کہا مزا چکھنے سے یہ مراد ہے کہ اس کا ایمان صحیح ہو گا اور اس کے دل

1...... تفصیل کے لئے دیکھئے۔ صحیح مسلم شرح نوویؒ۔ کتاب الایمان۔ باب 11۔ حدیث۔ 56 جلد 2 صفحہ 3 اور ترمذی، کتاب الایمان، حدیث 2623۔ ترجمہ علامہ وحید الزمانؒ، اسلامی کتب خانہ لاہور۔ جلد اوّل صفحہ 121۔

Marfat.com

کو اطمینان ہوگا، اس واسطے کہ جب وہ ان چیزوں سے راضی ہوا تو یہ دلیل ہے اس کے کمال معرفت اور نفاذِ بصیرت کی اور اس کے ساتھ اس کا دل بھی خوش ہوگا، اس لیے کہ جو شخص کسی چیز سے راضی ہوتا ہے تو وہ اس پر سہل ہوتا ہے۔ اس طرح جب مومن کے دل میں ایمان بیٹھ جاتا ہے تو تمام عبادتیں اور اطاعتیں اس پر آسان ہو جاتی ہیں اور لذت دیتی ہیں۔ تحفۃ الاخیار میں ہے کہ اللہ کی حکمرانی پر راضی ہونے کی یہ نشانی ہے کہ اس کی قضا اور قدر پر راضی رہے۔ رنج اور تکلیف اور مصیبت میں اس کا گلہ شکوہ نہ کرے اور دین اسلام پر راضی ہونے کی علامت یہ ہے کہ اسلام کے احکام پر مضبوط ہو جائے، کفر کی رسومات کے گرد نہ پھٹکے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغمبر ہونے پر راضی ہونے کی یہ پہچان ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر چلے اور بدعت سے عداوت رکھے اور جس کو یہ بات حاصل نہیں اس کو ایمان کے مزے کی خبر نہیں۔ انتہیٰ۔"

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ "رضاء سے مقصود ظاہری و باطنی دونوں اعتبار سے اپنے آپ کو سپرد کر دینا ہے، اس کے مصائب پر صبر، اس کی نعمتوں پر شکر، اس کی قدر و قضاء پر راضی، اس کے دینے نہ دینے پر خوش رہے اور تمام شرعی احکامات و امر و نواہی پر عمل کرے۔ اور حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حق ادا کرے اس کی سنتوں میں، اس کے اخلاق میں، اس کی معاشرت میں، زہد فی الدنیا میں اور آخرت کی طرف فکر و توجہ میں کامل اس کی اتباع کرے۔ ایمان کا مزہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ اسے اطمینان قلب، طمانیت نفس حاصل ہو جائے۔ بشاشت قلب کے ساتھ ایمان کے اعمال میں لگے گا۔ حلاوت ایمانی اسے حاصل ہوگی اور اس کی وجہ سے اعمال صالحہ میں لگنا آسان ہو جائے گا۔ واللہ اعلم۔"[1] (ان الفاظ کو بار بار پڑھیے اور غور فرمایئے۔)

1...... تفہیم المسلم شرح صحیح مسلم شریف مولانا محمد زکریا اقبال، دار الاشاعت، کراچی۔ 2005، جلد اول صفحہ 245۔

Marfat.com

آپ نے ملاحظہ فرمایا ایمان کا مزہ شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق عمل میں ہے اور آپ نے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی فرمایا اگر ہم یہ نہیں کر سکتے تو پھر یہ عمامہ پہننا، داڑھی رکھنا، ٹخنوں سے اوپر شلوار رکھنا چہ معنی دارد، ہم راضی ہوئے اللہ رب العالمین پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اور اسلام پر اور اس میں زرتشت کے خدا (جو دو ہیں) کی گنجائش کہاں ہے۔ گوڈ (God) جو تثلیثی معبودوں کا نام ہے، وہ کیسے جائز ہے؟

سوچیے! بشاشت واطمینان قلب اور ثواب ''اللہ تعالیٰ'' کہنے میں ہے یا خدا/God کہنے میں۔

صوفی حضرات سے عرض ہے کہ آپ تو ''اللہ ھو'' کی ضرب کے قائل ہیں۔ کیا ''خدا ھو'' کا نعرہ لگا سکتے ہیں؟؟؟

اور اب آخر میں اس آیت کو لیجئے:

﴿وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

''اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور سچی بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ''[1]

غور فرمایئے! حق کیا ہے اور باطل کون ہیں۔

1......اللہ وحدہ لاشریک حق ہے ہر دوسرا معبود باطل ہے۔

2......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی برحق ہیں اور خاتم النبیین ہیں پھر آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہر شخص کافر و دجال ہے۔

3......قرآن کریم کلام حق ہے دیگر تمام کتب اب منسوخ ہیں کہ یہی اللہ تعالیٰ کا کلام آخر ہے اور یہی اب نافذ العمل ہے۔

1......(البقرہ 2/آیت 42)

Marfat.com

لِلّٰہ سوچیے، اب خدا، God، رام، کرشن اور بدھا وغیرہ کی گنجائش کہاں ہے۔

اور جب آپ خود مانتے ہیں کہ سچی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کہنا ہی افضل ہے تو لِلّٰہ اسی سچ کو مت چھپایئے اور ہر وقت دہراتے رہیے اور مسلمانوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے افضل نام کی تلقین کیجیے اور خود بھی اس پر عمل کیجیے اس لئے کہ اسی سورۃ کی آیت 44 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾

"(یہ) کیا (عقل کی بات ہے کہ) تم لوگوں کو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے تئیں فراموش کیے دیتے ہو حالانکہ تم کتاب (اللہ) بھی پڑھتے ہو، کیا تم سمجھتے نہیں۔"

"اس آیت سے ثابت ہوا کہ حق بات کو غلط باتوں کے ساتھ گڈ مڈ کر کے اس طرح پیش کرنا جس سے مخاطب مغالطہ میں پڑ جائے جائز نہیں ہے اسی طرح کسی خوف یا طمع کی وجہ سے حق بات کو چھپانا بھی حرام ہے، مسئلہ واضح ہے۔ اس میں کسی تفصیل کی ضرورت نہیں۔"[1]

محترم مفتی و عالم صاحبان غور فرمایئے تقویٰ کیا ہے:

اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کہنا یا خدا/God کہنا اور ہر مذہب کے معبود کے نام سے پکارنا۔

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾

"(تمام احکام) اللہ کی حدیں ہیں۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے پیغمبر ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں۔

1...... معارف القرآن۔ مفتی محمد شفیعؒ، جلد اوّل صفحہ 208۔

Marfat.com

وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔"[1]

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾

"جو لوگ ایمان لائے اور جن کے دل یادِ اللہ سے آرام پاتے ہیں (ان کو) اور سن رکھو کہ اللہ کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں۔"[2]

(ایک مرتبہ پھر پڑھیے "اللہ کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں۔")

آخر میں ایک اور حدیث پیش خدمت ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کی رحیمی اور کریمی پر دلالت کرتی ہے اور ہماری بدعہدی اور ناشکراپن عیاں کرتی ہے:

عن ابی سلام خادم النبی عن النبی ﷺ قال ما من مسلم او انسان او عبدٍ یقول حین یمسی و حین یصبح رضیت باللّٰہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیًا الا کان حقا علی اللّٰہ ان یرضیہ یوم القیامۃ۔

"حضرت ابو سلام سے روایت ہے جو آنحضرت ﷺ کے خادم تھے، انہوں نے روایت کی آنحضرت ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی مسلمان یا جو آدمی یا جو بندہ (یہ راوی کا شک ہے کہ کون سا کلمہ ارشاد فرمایا) شام اور صبح کو یہ کہے رضیت باللّٰہ ربًا و بالاِسلام دیناً و بمحمدٍ نبیًا تو اللہ ضرور اس کو راضی کرے گا قیامت کے دن۔"[3]

تشریح:

یعنی راضی ہوا میں اللہ کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور

1......(سورۃ النساء 13/4)

2......(سورۃ الرعد 28/17)

3......ابن ماجہ، الدعاء، حدیث 3870، ابوداود، الادب حدیث 5072، اس میں "یوم القیامۃ" نہیں ہے۔

Marfat.com

حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے سے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اگر ہم اس ذات اقدس واطہر کی مخلوق، بندے، ازل تاابد غلام جب اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں تو وہ رحیم وکریم خوش ہوتا ہے اور قیامت کے دن خوش کرنے کا وعدہ فرماتا ہے اور ہم اس اقرار و وعدے کے باوجود اسی وحدہ لاشریک کے لیے جو قرآن میں 2699 جگہ اپنی ذات کا نام اللہ لیتا ہے، ہر مذہب وعقیدے کے نام کی، بلاضرورت اور شرعی دلیل کے، بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ اور اس کو ان تمام معبودوں کے نام سے پکارنے پر بضد ہیں جن کو قرآن کریم باطل قرار دے چکا ہے۔

آپ حضرات سے یہ بھی گزارش ہے کہ یہ مت دیکھیے آج آپ کیا ہیں۔ یہ سوچیے کہ کل آپ کو تاریخ کس نام سے پکارے گی۔

امام ابوحنیفہؒ، احمد بن حنبلؒ اور ان کے رفقاء آج اس لیے نیک نام اور ہیرو ہیں کہ وہ صرف قرآن وسنت پر جمے رہے، اور عباسی خلفاء کے دربار میں لعل ویاقوت سے سجے علماء ومفتی صاحبان آج کیوں گمنام ومطعون ہیں؟ اس لیے کہ انہوں نے قرآن وسنت کو چھوڑ کر شخصی رائے اور منطق پر عمل کیا اور غیر شرعی رسوم وعقائد پر احتجاج نہیں کیا۔ اور دنیا تو شاید اچھی گزاری ہو مگر اپنا کوئی نام ونشان نہ چھوڑ سکے اور قبر کا حال تو اللہ علیم وخبیر ہی جانتا ہے۔ برصغیر کے چھوٹے بڑے بادشاہوں اور اکبر بانی دین الٰہی کے درباروں میں ہزاروں عالم ومفتی رہے ہونگے مگر گمنام اور مولانا عبدالحقؒ محدث دہلوی اور شاہ ولی اللہؒ دہلوی کا نام اس لیے اللہ تعالیٰ نے باقی ومشہور رکھا کہ اوّل الذکر پہلی مرتبہ کتب احادیث (وسنت) ہند لائے اور آخر الذکر اور ان کے صاحبزادوں نے قرآن کا پہلی مرتبہ ترجمہ کرکے قرآن وسنت کا علم عام کیا۔

آیئے آج آپ بھی قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم اور

Marfat.com

سنت رسول اللہ ﷺ کو عام کردیجیے اور:

اللہ کو اللہ تعالیٰ ہی کہیے اور کہلوایئے۔

﴿الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا﴾

''(اے نبی) کہہ دو کہ ہم تمہیں بتائیں جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں۔ وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہوگئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کررہے ہیں۔''[1]

''اردو میں اللہ تعالیٰ کے لئے ''خدا'' کا لفظ بول چال اور تحریر میں عام ہے۔ لیکن اصلاً یہ لفظ فارسی زبان کا ہے اور فارس کے آتش پرستوں کے ہاں بالخصوص یہ لفظ استعمال ہوتا ہے، جو دو خداؤں کے قائل ہیں، ایک کو وہ اہرمن اور دوسرے کو یزداں کہتے ہیں۔ اسی طرح انگریزی کا لفظ گاڈ (GOD) ہے جسے اہل تثلیث اور بھگوان کا لفظ ہے جسے مورتیوں کے پجاری ہندو استعمال کرتے ہیں۔ ہمیں اردو میں ان تمام الفاظ کے استعمال سے گریز اور صرف اللہ کا لفظ ہی لکھنا اور بولنا چاہیے۔ یہ بہتر بھی ہے اور باعث ثواب بھی۔ بنابریں اس مختصر تفسیر کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس میں کوشش کی گئی ہے کہ ''خدا'' کا لفظ سوائے ناگزیر تراکیب کے کہیں استعمال نہ ہو۔ اس میں جو ترجمہ دیا گیا ہے، وہ دراصل مولانا محمد جونا گڑھی کا ہے جو ان کی مترجم تفسیر ابن کثیر کے ساتھ ہے۔ اس میں البتہ متعدد جگہ اصلاحات کی گئی ہیں۔ ان میں ایک اصلاح یہ بھی ہے کہ خدا کا لفظ جہاں جہاں بھی استعمال ہوا تھا اس کو اللہ کے لفظ سے بدل دیا گیا ہے۔ اس طرح ترجمہ اور تفسیر دونوں میں لفظ ''خدا'' کے استعمال سے اجتناب کیا گیا ہے۔ اس اہتمام والتزام کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اللہ کے لئے اللہ ہی کا لفظ استعمال کریں، جو قرآن کریم کا لفظ ہے جس کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور ''خدا'' کا لفظ ہماری زبان میں جو عام ہوگیا ہے اس سے لوگ احتراز اور گریز کریں۔''

حافظ صلاح الدین یوسف

مفسر تفسیر احسن البیان، دار السلام، لاہور 1429ھ۔ صفحہ 1496۔

1......(الکھف 105,104/18)

Marfat.com

باب......23

اَللّٰہُ

اسم اعظم ہے۔

امام جلال الدین السیوطیؒ نے تفسیر در منثور میں لکھا ہے۔[1]

1......امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللّٰہ اسم اعظم ہے۔

2......امام ابن ابی شیبہؒ اور بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں، ابن الضریسؒ نے فضائل میں، ابن ابی حاتمؒ نے حضرت جابر بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں اللّٰہ کا اسم اعظم "اللّٰہ" ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ قرآن حکیم میں ہر اسم سے پہلے اس کا ذکر فرمادیا ہے۔ (ابن ابی شیبہ) ابن ابی الدنیاؒ نے الدعاء میں الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللّٰہ کا اسم اعظم یا اللّٰہ ہے۔[2]

امام غزالیؒ نے فرمایا اللّٰہ اسم اعظم ہے چونکہ یہ ہی اسمِ ذات جامع صفات ہے۔[3]

دیگر محققین نے بھی کہا کہ اللّٰہ ہی اسم اعظم ہے۔ معارف القرآن میں مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں:

1......اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔2006ء، جلداول، صفحہ 41اور 42۔

2......تفسیر مواہب الرحمٰن۔ جلداول صفحہ 15۔

3......ابو حامد غزالی، مکتبہ القرآن، قاہرہ، صفحہ 60 (مزید تفصیل کے لیے دیکھئے اسم اعظم۔ مولانا امداد اللہ انور دار المعارف ملتان 2004ء صفحہ 72-74 اور 117 اور میری کتاب اسماء اللہ عزوجل قرآن وسنت کے مطابق، جلد اوّل باب ششم، صفحہ 121 تا 140)۔

Marfat.com

اس آیت (سورہ مزمل آیت 20) میں ذکر اللہ کے حکم کو لفظ اسم کے ساتھ مقید کر کے و اذکر اسم ربک فرمایا ہے و اذکر ربک نہیں فرمایا اس میں اشارہ اس طرف نکلتا ہے کہ اسم رب یعنی اللہ اللہ کا تکرار بھی مامور بہ ہے۔ [1]

میرے خیال میں یہ بہت ہی اہم تشریح ہے اور ثابت کرتی ہے کہ ہمارے وحدہ لاشریک معبود کا اسم ذات ''اللہ'' ہے۔

قرآن کریم میں یہ اسم ذات 2699 مرتبہ وارد ہوا ہے۔

ہر دور کے علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کے ترجمہ پڑھنے کا ثواب نہیں ہے، اسی اصول پر اللہ کے ترجمے کا ذکر کرنے پر کوئی ثواب نہیں ہوگا جبکہ اللہ کہنے پر ثواب ہوگا تو پھر سراب کے پیچھے بھاگنے کی کیا شرعی دلیل ہے۔

''اس پوری تفسیر میں لفظ ''خدا'' نہیں ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ لفظ ''خدا'' کہنے میں ''اللہ'' کی طرف سے کسی اجر و ثواب کا وعدہ نہیں ہے جبکہ لفظ ''اللہ'' قرآن کریم کا لفظ ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ قرآن کریم کے ایک ایک لفظ پر دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں اسی وجہ سے میں نے پوری تفسیر میں لفظ ''خدا'' لکھنے سے گریز کیا ہے۔''

مولانا محمد آصف قاسمی نانوتوی

(مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے پڑپوتے)

مفسر، تفسیر بصیرت قرآن، مکتبہ بصیرت قرآن، کراچی۔ پہلی جلد، صفحہ vi۔

1 ...... معارف القرآن، جلد 8، صفحہ 594 بحوالہ تفسیر مظہری۔

Marfat.com

باب......24

عالم، مفتی، خطیب اور مساجد کے امام صاحبان!

تقاضائے عشق و محبتِ رسول ﷺ کیا ہے؟

آیئے دیکھتے ہیں اس سلسلہ میں قرآن و حدیث میں کیا فرمایا گیا ہے:

رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ ایسی محبت کرنا اہل ایمان پر فرض ہے جو اللہ کے علاوہ باقی تمام محبتوں پر غالب ہو۔

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۠O﴾

"اے نبی! کہہ دو، اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے عزیز و اقارب، تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، تمہاری تجارت جس کے مندا پڑنے کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ گھر، اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آجائے (اور یاد رکھو) اللہ تعالیٰ ایسے فاسقوں کی راہنمائی نہیں فرماتا۔"[1]

عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ ((لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ والناس اجمعین))[2]

1......(سورۃ التوبہ، آیت نمبر 24)

2......مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب محبۃ رسول اللہ ﷺ اکثر من الاھل والولد والوالد والناس اجمعین، حدیث 169-170۔

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کوئی آدمی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بیٹے (اور بیٹیوں)، اپنے باپ (اور ماں) اور سارے لوگوں سے بڑھ کر میرے ساتھ محبت نہ کرے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز اور محترم ہے۔

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ﴾

''نبی کی ذات اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی جانوں سے بھی مقدم ہے اور نبی کی بیویاں اہل ایمان کی مائیں ہیں۔''[1]

رسول اکرم ﷺ سے محبت کرنے والا سچا مومن ہے۔

عن العباسؓ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ انه سمع رسول اللہ ﷺ یقول: ((ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد ﷺ رسولاً))[2]

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے ''ایمان کا مزا اس آدمی نے چکھا جو اللہ کے رب ہونے پر راضی ہوا، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوا اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوا''

حضرت عمرؓ کی آپ ﷺ سے محبت:

عن عبداللہ بن هشامؓ قال کنا مع النبی ﷺ وهو آخذ بید عمر بن الخطاب رضی اللہ عنهما فقال له عمر یا رسول اللہ ﷺ! لانت

1......(سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 6)

2...... مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا فهو مؤمن، حدیث 151۔

Marfat.com

احب الی من کل شیء الا من نفسی، فقال النبی ﷺ ((لا والذی نفسی بیده حتی أکون احب الیک من نفسک)) فقال له عمر فانه الآن واللہ لانت أحب الی من نفسی فقال النبی ﷺ ((ألان یاعمر)) رواه البخاری.[1]

(حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے میری ذات کے علاوہ باقی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔" نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے) جب تک میرے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ کرو۔" تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "اللہ کی قسم! اب تو آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔" رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "اے عمر! اب تم پورے مومن ہو۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

ایک خوش نصیب صحابی کی رسول اللہ ﷺ سے محبت پر قرآن مجید کا نزول۔

عن عائشة رضی اللہ عنها قالت: جاء رجل الی النبی ﷺ فقال: یارسول اللہ ﷺ انک لاحب الی من نفسی وأحب الی من اهلی واحب إلی من ولدی وانی لاکون فی البیت فاذکرک فما أصبر حتی آتیک فانظر الیک واذا ذکرت موتی وموتک عرفت انک اذا دخلت الجنة رفعت مع النبیین وانی اذا دخلت الجنة خشیت ان لا أراک، فلم یرد علیه النبی ﷺ حتی نزل جبریل علیه السلام بهذه

1......بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب کیف کانت یمین النبی ﷺ، حدیث 6632۔

Marfat.com

الأية ﴿ومن يطع الله والرسول فاولئک مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصٰلحين وحسن اولئک رفيقا﴾[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ سے اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں اپنے بیٹے سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں، جب گھر میں ہوتا ہوں اور آپ کی یاد آتی ہے تو اس وقت تک صبر نہیں آتا جب تک حاضر خدمت ہو کر آپ ﷺ کا دیدار نہ کرلوں، لیکن جب مجھے اپنی اور آپ کی موت یاد آتی ہے تو جانتا ہوں کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد آپ انبیاء کے ساتھ بلند مقام پر ہوں گے اور میں جنت میں چلا بھی گیا تو (کم درجہ کی وجہ سے) ڈرتا ہوں کہ آپ ﷺ کا دیدار نہیں کر پاؤں گا۔" نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابی کی اس بات کا اس وقت تک کوئی جواب نہ دیا جب تک حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نہ آ گئے:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِيْقًا﴾

"اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی وہ (جنت میں) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے انبیاء میں سے، صدیقین میں سے، شہداء میں سے اور صلحاء میں سے۔ ان لوگوں کی رفاقت کیسی اچھی ہے۔"[2]

اسے ابن مردویہ نے روایت کیا ہے۔

1......مجمع الزوائد، کتاب التفسير، تفسير سورة النساء، قوله تعالىٰ (ومن يطع الله والرسول)۔

2......(سورۃ النساء، آیت نمبر 69)

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جذبہ اتباع رسول ﷺ سنت کی اہمیت اور بہر صورت عمل!

عن زید بن اسلم عن ابیه ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه قال للركن أما واللہ إنی لاعلم أنک حجر لاتضر ولا تنفع ولو لا أنی رأیت النبی ﷺ استلمک مااستلمتک، فاستلمه ثم قال: مالنا وللرمل؟ إنما کنا رأینا به المشرکین وقد اهلکهم اللہ ثم قال شیء صنعه النبی ﷺ فلا نحب ان نترکه. (متفق علیه)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجرِ اَسود کو مخاطب کر کے کہا "واللہ! میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے اگر میں نے نبی اکرم ﷺ کو استلام (حجر اَسود کو ہاتھ لگا کر بوسہ دینا) کرتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا۔" پھر حجر اسود کا استلام کیا، پھر فرمایا "اب ہمیں رَمل کرنے کی کیا ضرورت ہے، رَمل تو مشرکوں کو دکھانے کے لیے تھا اب تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا ہے۔" پھر خود ہی فرمایا "لیکن رَمل تو وہ چیز ہے جو رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور سنت چھوڑنا ہمیں پسند نہیں۔" اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔[1]

حضرات علماء کرام، مفتی، وخطیب ومولوی صاحبان آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی عظیم ہستی نہ چاہتے ہوئے بھی صرف اس لیے استلام ورمل کر رہی ہے کہ یہ سنت ہے اور سنت چھوڑنا انہیں پسند نہیں تھا اور ایک ہم لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کہنے کی سنت پوری نہ کرنے کے لیے چند علماء کی رائے کو سند مان کر خدا اور گوڈ کہنے کو جائز ماننے پر تلے بیٹھے ہیں۔ کیا یہ عشق ومحبت رسول اللہ ﷺ کے شایانِ شان ہے۔

---

1 ...... اللؤلوء والمرجان، الجزثانی، رقم حدیث 1120۔

Marfat.com

اب ایک اقتباس ایک بڑے عالم کی کتاب سے جو میرے خیال میں رسول اللہ ﷺ سے عشق و محبت پر جامع تحریر ہے اور سنت پر عمل کی زبردست اور باعقل تلقین ہے۔

''آخر میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہا جاتا کہ واجب و فرض اور سنت کی بحث اپنی جگہ صحیح لیکن یہ سب چیزیں استدلالی ہیں، گرویدگانِ بارگاہ نبوت کے لیے حجتوں کی یہ کاوشیں درکار نہیں، ان کے لیے تو صرف اتنی حجت کافی ہے کہ یہ فعل محبوب دو عالم ﷺ نے انجام دیا ہے اور فلاں فعل سے اجتناب فرمایا ہے اس فعل و اجتناب کی استدلالی نوعیت کچھ بھی ہو اور صفت حکم وجوب ہو یا سنت و مستحب عاشق کا مذہب تو یہ ہے کہ جو آپ سے ثابت ہے [1] وہ طاعت ہے اور جس سے آپ کا احتراز ثابت ہے۔ [2] وہ معصیت ہے۔ استدلالیوں کے لیے یقیناً معصیت یہی ہے کہ اس سے صراحتاً روکا گیا ہو لیکن عشاق کے نزدیک معصیت یہ ہے کہ اس سے ان کے عشق پرور دل میں کھٹک پیدا ہوتی ہو، عاقل کے نزدیک طاعت و معصیت افعال ہیں۔ لیکن عاشق کے نزدیک جذبات و اخلاق ہیں، وہاں گنہگاروں سے کہا گیا ہے کہ جو بُرا فعل کرے وہ گنہگار ہے۔

یعملون السّوء بجھالۃ ۔ (جو جہالت سے بُری حرکت کرے وہ گنہگار ہے مگر عشاق سے کہا گیا ہے کہ **الاثم ما حاک فی صدرک** (جو تمہارے سینہ میں کھٹک پیدا کرے (وہی گناہ ہے) پس وہاں تو حرکات و سکنات پر نیکی و بدی کا حکم لگتا ہے اور یہاں خیالات پر۔ وہاں عملی دنیا پر حکم لگے گا اور یہاں فکری اور جذباتی دنیا پر۔

---

1 ......اے عالم، مفتی، خطیب و مولوی صاحبان، کیا یہ ثابت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کہا۔

2 ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دوسرے کسی معبود کے نام سے ''جن میں خدا شامل ہے'' کبھی نہ خود پکارا، نہ کسی کو پکارنے کی اجازت دی۔

Marfat.com

پس استدلالیوں کے یہاں فتویٰ مفتی سے لیا جائے گا لیکن عشاق کے یہاں فتویٰ خود اپنے ضمیر سے طلب کیا جائے گا۔[1]

استفتِ قلبک و ان افتاک المفتیون. (اپنے دل سے فتویٰ پوچھو مفتی کچھ بھی فتویٰ دے)۔

عقلاً ہی گنہگار ہوں گے اور یہ عشاق دیانتاً بھی عاصی ٹھہریں گے اُن کے یہاں شرعی گنجائشیں یعنی رخصتیں مذہب ہونگی۔ پس اس اصول پر جبکہ داڑھی شعار محبوب ثابت ہوئی اور مقدار قبضہ بھی اسی کے ساتھ لگی ہوئی ثابت ہوگئی تو اس کے ثبوت کا استدلالی مرتبہ کچھ بھی ہو اور اس کی صفت حکم واجب وفرض یا سنت ومستحب کوئی بھی ہو عاشق کے اتباع وپیروی کے لیے مطلقاً فعل فعلِ محبوب ثابت ہوجانا ہی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اگرچہ مفتی اسے سنت بھی کہے تب بھی عاشق اُسے فرض ہی کہے گا۔

عملی زندگی کا نقشہ سنت ومستحب تک کو عملی فرض بنا لینے سے بنتا ہے انکے مراتب کا فرق نکالنے سے نہیں بنتا۔

علاوہ ازیں سنت ومستحب اور واجب وفرض کی اصطلاحیں عمل کرانے کے لیے نہیں ہیں بلکہ حکم کا مرتبہ بتلانے کے لیے جن کا اثر حکم سے انکار یا پہلوتہی کے موقع پر ظاہر ہوتا ہے نہ کہ عمل پر آمادگی کے موقع پر پس عملی طور پر جب تک مستحبات کو عملی فرض اور عملی واجب نہ سمجھ لیا جائے عملی زندگی کا نقشہ ہی نہیں بن سکتا، بنا بریں عمل کے لیے عاقل ہونا ضروری نہیں مگر عاشق ہونا ازبس ضروری ہے لیکن دعوائے عشق کے بعد عمل

---

1 ...... کیا اللہ تعالیٰ کو "خدا کے نام سے پکارنے پر آپ کے دل میں کھٹک پیدا نہیں ہوتی کہ رسول اللہ ﷺ نے تو خدا کا نام کبھی نہیں لیا۔

(اپنے ضمیر سے پوچھا ہے کہ سنت رسول ﷺ پر عمل کرنا چاہیے یا چند علماء کی ذاتی رائے پر جس کی کوئی شرعی دلیل ہے نہ ضرورت)۔

Marfat.com

کے میدان میں افعال نبوی ﷺ اور احکام رسالت کے مراتب فعلیت دریافت کرنا اس دعویٰ کی تکذیب اور قلت حجت کی دلیل ہوگا۔ جو عشاق کے مذہب میں خود ایک معصیت ہے۔

غرض محبت کے دائرہ میں ترک معصیت ضمیر کی آواز سے ہوتا ہے قانون سے نہیں ہوتا۔ کسی چور کو نہیں دیکھا گیا کہ اس نے تعزیرات ہند کی دفعات ٹٹول ٹٹول کر اور وکلاء سے ممنوعاتِ قانون کے مراتب ممنوعیت پوچھ پوچھ کر چوری سے توبہ کی ہو بلکہ جب بھی کی ہے ضمیر کی آواز پر ہی کی ہے بنابرایں اس ناکارہ کے خیال ناقص میں محبان بارگاہ نبوت اور عشاق باطن بالخصوص سلسلۂ بیعت وارشاد کے افراد کو جن کی زندگی سرتاپا عمل و پیروی ہوتی ہے ان قانونی موشگافیوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں داڑھی اور اس کی مقدار کے لیے محض ثبوت کافی ہے وجوب کی ضرورت نہیں اور جذبات عشق کے بعد ضمیر کی آواز کافی ہے۔ مفتی کے فتویٰ اور واجب وسنت کی تنقیح کی حاجت نہیں۔ لیکن جب وجوب بھی موجود ہو اور مفتی کا فتویٰ بھی، 1 تب تو ان عشاق کے لیے ریش تراشی ڈبل معصیت ثابت ہوگی''۔ 2

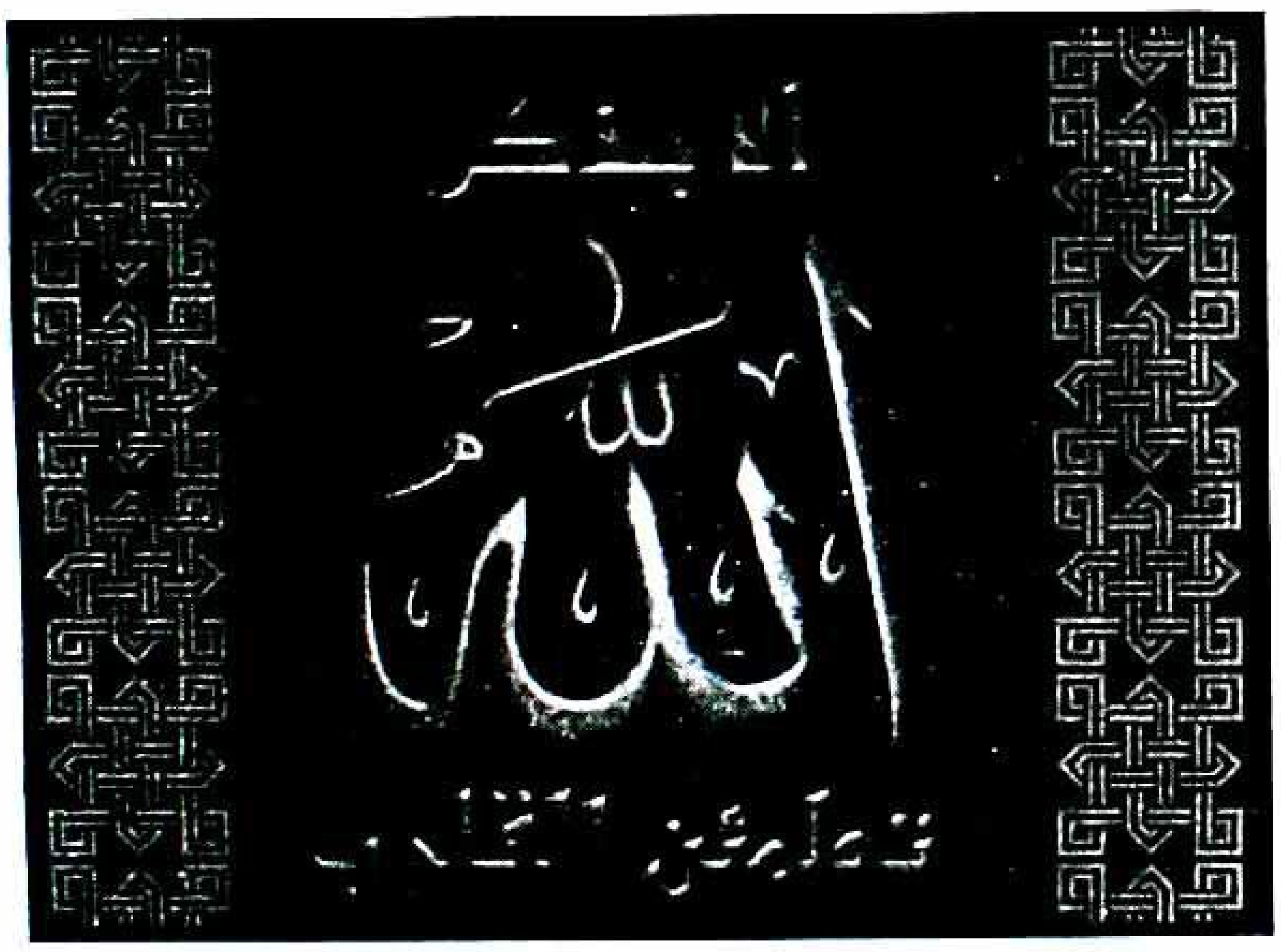

خوب آگاہ رہو، دلوں کو اطمینان اللہ کے ذکر سے ہوتا ہے

---

1 ...... یہاں تو مفتی صاحبان کے فتاویٰ بھی موجود ہیں کہ ..... اللہ کو اللہ کہنا ہی افضل ہے۔

2 ..... داڑھی کی شرعی حیثیت، مولانا قاری محمد طیبؒ، دارالاشاعت، کراچی۔ 2007ء، صفحہ 77 تا 79۔

Marfat.com

حصّہ دوم کا اختتامیہ

حصہ اول میں ہم نے حامیان لفظ خدا کا نقطہ نظر پیش کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے نہ صرف خدا اور گوڈ بلکہ ہر مذہب عقیدے اور زبان کے لفظ کو جو وہ اپنے معبودوں کے لئے استعمال کرتے ہیں جائز قرار دیتے ہیں۔

اس دوسرے حصہ میں ہم نے ان کے ان خیالات پر اپنا خیال آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے تاکہ آپ دونوں نقطہ ہائے نظر کو سامنے رکھ کر اپنا فیصلہ کریں۔ یہ آپ کا حق ہے۔ جس سے کوئی بھی آپ کو محروم نہیں کرسکتا۔ نہ ہی خاموش رہنے کی تلقین کرسکتا ہے۔ قرآن کی رو سے آپ اپنے فعل کے خود ذمہ دار ہیں۔ اور جواب دہ ہیں۔ فیصلہ آپ کا ہے۔ اگر آپ مسلمان ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ کرامؓ کے عمل پر رہتے ہوئے ان کی طرح اللہ کو اللہ تعالیٰ ہی کہیں اور اگر آپ اہل سنت والجماعت ہیں[1] تو پھر ان مقدس ہستیوں کے ساتھ ائمہ اربعہ کی بھی تقلید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کہیں، اس لیے کہ ان چاروں اماموں نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کہا اور جمہور علماء نے بھی اسماء اللہ عزوجل کو توقیفی ہی جانا ہے یعنی ان سے ہٹ کر دوسرے اسماء کے جواز واستعمال پر اجماع/اجتہاد نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کو ان اسماء کے علاوہ جو قرآن وسنت میں وارد ہوئے ہیں کسی نئے نام سے نہیں پکارا جاسکتا۔ اور خاص طور پر جبکہ تمام مفتی وعلماء حضرات بھی بالآخر کہتے ہیں کہ:

اللہ کو اللہ تعالیٰ کہنا ہی افضل ہے۔

1......سنت سے مراد سنت نبویؐ اور جماعت سے مراد جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔ (کتاب الفتاویٰ، زمزم پبلشرز، کراچی، صفحہ 354)۔

Marfat.com

غور فرمائیے۔

ہم ساری زندگی اپنی فانی ذات کے لئے بہتر اور افضل چیز کی تلاش میں گزارتے ہیں حتیٰ کہ مرنے کے بعد بھی افضل ترین جنت (فردوس) کی تمنا/ دعا کرتے ہیں مگر اسی فانی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے افضل نام اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان ناموں سے پکاریں جن کو ہم نے باطل مان کر ہی حق تعالیٰ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ جسمانی اور مالی نعمتوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہیں کہ اس ذات بے مثل کو کمتر اور غیر افضل نام خدا اور گوڈ God کے نام سے بھی پکارنا جائز ہے۔ کیا ہم نے اس طرح اللہ تعالیٰ کا حق پہچانا؟

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ﴾

''اور ان لوگوں نے اللہ کی قدر جیسی کرنی چاہیے تھی نہیں کی، کچھ شک نہیں کہ اللہ زبردست (اور) غالب ہے۔''[1]

''میری کوشش رہتی ہے کہ خدا کی جگہ لفظِ ''اللہ'' ہی استعمال کروں۔ جن اشعار میں خدا کا لفظ استعمال کر دیا وہ تو ہو گیا لیکن جب سے یہ بات بطورِ مسئلہ سمجھ میں آئی تو اس کے بعد کوشش یہی رہتی ہے کہ نظم ونثر میں خدا کی جگہ لفظ ''اللہ'' ہی لکھوں۔''

تسکین کا پیغام ہے اللہ اللہ
توحید کا اِک جام ہے اللہ اللہ
قُفلِ حاجات کی یہ کُنجی ہے نصیر
اللہ بھی کیا نام ہے اللہ اللہ

اقتباس از: متلاشیانِ راہِ حق کے لیے سامانِ تحقیق رسالہ مسمّی بہ لفظ اللہ کی تحقیق، علامہ پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی''۔ سجادہ نشین، گولڑہ شریف۔

1......(الحج 74/22)

Marfat.com

تتمہ اوّل

خدا

زرتشتی معبود Ahura Mazda کے بقول پارسی صاحبان 101 نام ہیں جن کی لسٹ اب دستیاب ہے[1] اور پارسی صاحبان اپنی Boji Prayer میں Yazashne Ritual (دعا) کے دوران ان ناموں کو پڑھتے ہیں، یہ نام خرداوستا (Khorda Avesta) کے رومن اسکرپٹ (Roman Script) سے ترتیب دیئے گئے ہیں اور ہمارے پاس ان کی فہرست ہے اس میں ان اسماء کے انگریزی تراجم بھی ہیں جو خردا اوستا کے انگریزی ترجمہ از تھموراس رستم جی سیٹھنا Tehmuras Rustomjee Sethna سے پورس ھومی ھوے والا صاحب (Porus Homi Havewala) نے مہیا کئے ہیں۔اب یہ نام Internet پر بھی Vispi Homi Buisara کی ویب سائٹ پر دیکھے جاسکتے ہیں۔۔اس فہرست میں اھوزامزدا کے پہلے چار نام ہیں۔

معنی اردو ترجمہ (یہ ترجمہ ہم نے کیا ہے)	انگریزی میں	رومن اسکرپٹ میں	نام اوستا (فارسی)
قابل عبادت یا قابل تعریف۔	Worshipful or Admirable	YAZD	یزد
سب سے طاقتور	All Powerful	Harvesp Tavan	ہروسب توان
ہر چیز کا جاننے والا	All Knowing	Harvesp Agah	ہروسپ آگاہ
سب کا مالک	Master of All	Harvesp Khuda	ہروسپ خدا

اس فہرست میں نمبر 86 پر اھورامزدا کا ایک اور نام ''خداوند'' بھی بتایا گیا ہے۔

1...... Published by Union Press, 13 Homji Street, Fort Bombay, India.

Marfat.com

خداوند	Khudavand	Master of Creation	بہترین پیدا کرنے والا آفریدگار

مندرجہ بالا سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ زرتشتی مذہب کے نیکی کے معبود اھورا مزدا کا نام خدا اور خداوند ہے اور وہ عرف عام میں اسی نام سے مشہور بھی ہے جیسا کہ ہمیں فرہنگ فارسی سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ فرہنگ فارسی ان دونوں ناموں کے متعلق کیا کہتی ہے۔[1]

خدا	پہلوی (زبان کا لفظ)[2] اور[3]
معین صفحہ 475	آفریدگارِ جہاں، اللہ۔
جلد 5 / اعلام آ۔ع	جمع خدایان (اردو معنی پیدا کرنے والا، خالق، خدا)
خداوند	پہلوی (زبان کا لفظ)
معین	خدا، آفریدگارِ جہاں، اللہ
حسن عمید۔ صفحہ 1406	خاوند، صاحب، مالک، بادشاہ، خدا، اللہ

1...... (الف) فرہنگ فارسی، ڈاکٹر محمد معین۔ استاد دانشگاہ تہران، (Professor Faculty of Literature, University of Tehran)، ناشر، موسس انتشارات امیر کبیر، تہران، 1375، باب ہشتم، 1371 شمسی 1996ء، یہ ایک نہایت عمدہ فرہنگ ہے اس کے شروع میں جو مقالہ لکھا گیا ہے وہ فارسی زبان پر معلومات کا خزانہ ہے۔ خاص طور پر اس کی اصل اور پھر مختلف ادوار جن سے یہ زبان گزری اور وہ الفاظ جو اس زبان میں مختلف زبانوں سے آئے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے جلد اول۔ یہ فرہنگ 5 جلدوں پر مشتمل ہے اور یہ مکمل سیٹ مسجد نبوی ﷺ کی لائبریری میں رکھا ہوا ہے اور اسی سے ہم نے استفادہ کیا ہے۔

(ب) فرہنگ فارسی، حسن عمید ناشر موسس، انتشارات امیر کبیر۔ تہران۔

2..... لغت نامہ، علی اکبر میں لکھا ہے "بعضی این کلمہ را از اوستا مشتق دانستہ اند......" (بعض نے اس کلمہ (خدا) کو اوستا زبان سے کہا ہے) جلد 20 صفحہ 302 طبع شدہ تہران 1339 ہجری شمسی۔

3..... خدا، خداوند یزدو دیگر الفاظ اور ان کے معنی لکھنے کے بعد ہم مختصراً یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ پہلوی زبان کب بولی جاتی تھی اس کی اہمیت کیا تھی اور کون اور کس مذہبی عقیدے کے لوگ یہ زبان بولتے تھے۔

Marfat.com

خدا	پہلوی (زبان کا لفظ)
حسن عمید صفحہ 546	اِلٰہ، اللہ، خداوند، بارِخدا اور مزدا ایزد/ جمع یزدان، دادر، داور

اب یہ دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس پہلوی لفظ خدا میں جن دیگر ناموں کا ذکر ہے وہ کون ہیں۔

اورمزدا	(پہلوی زبان کا لفظ)
1.... معین صفحہ 195، جلد 5 صفحہ 400 جلد اول 2.... حسن عمید	اھورا مزدا (زرتشتی مذہب میں نیکی کا خدا) اورمن (مخفف اھورامزدا) اھورمزد۔ خدائے یگانہ نام ستارہ مشتری ونام فرشتہ ونام روزاول از ہرماہ خورشیدی
ایزد	(پہلوی) جمع یزدان
معین صفحہ 415، جلد 2	دردین زرتشتی بفرستگان اطلاق شود جہت رتبہ دوں ''امشاسپنہ'' ھستند، تعداد یزدان بسیاراست۔ (یزدان کی تعداد بہت ہے) درپہلوی و فارسی بجای مفرد وبمعنی خدا پکار میرود۔ (پہلوی اور فارسی میں بمعنی خدا)

Marfat.com

حسن عمید۔	(پہلوی)
صفحہ 223 اور 1220	خدا خدا یکتا بمعنی فرشتہ۔ملک جمع یزداں
دادر	(پہلوی)
معین۔ صفحہ 1479 جلد 2 حسن عمید۔ صفحہ 580	دوست / برادر (پہلوی) داداور داور دادگر داور آسمان خدائے تعالیٰ

اھورامزدا کے 101 ناموں میں دادر (Dadar: Creator of Justice) بھی ایک نام ہے اور وہ ان کے اسماء کی فہرست میں 95 نمبر پر ہے۔ اور ''داور'' Davar (Dispenser of Justice) اس فہرست میں 98 نمبر پر ہے۔

Marfat.com

آپ نے غور کیا ہوگا کہ خدا اور خداوند کے معنی میں پہلے ''آفریدگارِ جہاں'' اور بعد میں ''اللہ'' لکھا گیا ہے ہمارے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا اور خداوند دونوں اھورا مزدا کے نام تھے اور یہ دونوں نام انہی کے لئے استعمال ہوتے تھے اس لئے کہ زرتشتی (مجوسی) مذہب کے اعتبار سے وہ ہی اس دنیا کے آفریدگار (خالق) تھے، اور چونکہ یہ لفظ پہلوی سے فارسی میں آیا ہے اور اسلام کے ایران میں آنے سے پہلے انہی کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اس لئے اس کے پہلے وہ معنی دیئے گئے جو صدیوں سے رائج تھے اور چونکہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے بعد میں مستعمل ہوئے اس لئے اس کے معنی میں بھی بعد میں شامل ہوا اور بعد میں تحریر ہوا (واللہ اعلم)۔

آپ نے یہ بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ خدا، خداوند، اھورا مزدا، ایزد، یزدان، دادر، داور اصلاً پہلوی زبان کے الفاظ تھے جو موجودہ فارسی میں آئے۔ یہ بات تحقیق طلب ہے کہ پہلوی زبان میں یہ الفاظ کس زبان سے آئے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ہم فارسی زبان کی مختصر تاریخ بیان کر دیں۔

موجودہ فارسی مختلف ادوار سے گزری اس کی مختصر تاریخ حسب ذیل ہے۔

1...... قدیم فارسی Old Persian

(600 قبل مسیح سے 400 قبل مسیح)

اوستا زبان جس میں زرتشتی مذہب کی بنیادی کتب ہیں، کو بھی بعض ماہرین قدیم فارسی میں ہی شمار کرتے ہیں۔ قدیم فارسی، Achaemeni خاندان جس نے ایران پر دو سو سال سے زائد حکومت کی ان کی سرکاری زبان تھی۔ آثار قدیمہ کی بعض کتابوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اھورا مزدا کو مانتے تھے۔

Marfat.com

2...... درمیان فارسی Middle Persian

(400 قبل مسیح تا 700 بعد از مسیح)

اس کو پہلوی Pahlavi زبان بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ساسانی خاندان کی حکومت میں ان کی سرکاری زبان تھی۔ ساسانیوں کا سرکاری مذہب زرتشتی مذہب تھا اور ان کا بیشتر مذہبی لٹریچر اسی زبان میں ہے۔ یہ زبان آرامی (Aramaic) اور پہلوی اسکرپٹ میں لکھی جاتی تھی اس زبان کو Parsik پارسیک بھی کہا جاتا تھا۔ اس وقت کی ساسانی حکومت کی حدود میں آج کا ایران، عراق، مصر، ترکی، آرمینیہ، ایشیائے کوچک، ازبکستان، آذربائیجان وغیرہ اور ادھر ہندوستان میں دریائے سندھ کے اس پار تک پھیلی ہوئی تھیں[1] اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس ہی خاندان کی حکومت کو مسلمانوں نے شکست دی۔ مسلمانوں نے جب ایران 642ء میں فتح کیا تو انہوں نے عربی کو سرکاری زبان کا درجہ دیا اور یوں تقریباً 300 سال تک فارسی عوام میں تو بولی جاتی رہی مگر سرکاری درجہ سے الگ رہی۔

3...... جدید فارسی Modern Persian

(1000 عیسوی سے تا حال)

ماہرین کا خیال ہے کہ جدید فارسی، درمیانی فارسی (Middle Persian) ہی سے نکلی ہے اور آج تک اپنی اصل حالت میں موجود ہے گو کہ اس میں عربی، فرانسیسی اور انگریزی کے بہت سے الفاظ مدغم / شامل ہو گئے ہیں اور اب یہ عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ مگر اس کی تختی میں چار نئے حروف آ ، پ ، چ ، گ کا اضافہ کیا گیا ہے اس

1...... اطلس التاریخ العربی الاسلامی. دکتور شوکی ابو خلیل، دار الفکر. دمشق. 2002، صفحہ 19

Marfat.com

لئے کہ عربی تختی فارسی زبان کے کئی لفظوں کو لکھ نہیں سکتی تھی۔

فارسی زبان کے اس اجمالی خاکے سے آپ نے اندازہ تو لگا لیا ہوگا کہ :

☆ مسلمانوں کے ایران فتح کرنے سے پہلے ایران میں فارسی زبان بولی جاتی تھی اور اس کا اپنا رسم الخط تھا، ساسانی حکمران خاندان اور ایرانی عوام کا مذہب زرتشتی تھا۔ اس لئے جو بھی پہلوی الفاظ جدید فارسی میں آئے وہ اپنے ساتھ زرتشتی مذہب کی چھاپ لئے آئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا / خداوند زرتشتی مذہب کے معبود / معبودوں کا نام تھا۔ معبودوں کا نام ہم اس لئے کہہ رہے ہیں کہ ان دونوں لفظوں کی جمع بھی لغت سے ملتی ہے اور ظاہر ہے کہ جمع کا صیغہ اسی صورت میں ترتیب پاتا جب کہ اس کا استعمال ہو اور جس کے لئے وہ بولا جاتا ہو وہ موجود ہوں۔

پچھلے ابواب میں ہم بتا چکے ہیں کہ Avesta، Gathas، Yasnas اور Yashts میں Ahuras، Mazdas اور Yazds کا ذکر ملتا ہے۔

اور اسی طرح God کی بھی جمع Gods ہے اور اس کی مؤنث Godess ہے اور یہ لفظ معبودوں کے علاوہ مختلف خصوصیات کے حامل انسانوں کے لئے بھی بولا جاتا ہے اور یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی جمع ہے اور نہ مؤنث اس لئے ان دونوں ناموں خدا اور God کو پڑھتے، بولتے اور سنتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا جو نسب سورۃ اخلاص میں قرآن کریم بتاتا ہے وہ اپنے ذہن میں رکھیں۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ①	آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔	نہ تو زرتشتوں کے دو خداؤں میں سے ایک ہے اور نہ ہی لاتعداد یزد، اھورا اور مزدا میں سے ایک ہے اور نہ ہی Trinity کا Father God ہے۔
اَللّٰہُ الصَّمَدُ ②	اللہ جو بے نیاز ہے۔	اس کو کسی Son God عیسیٰؑ کی ضرورت نہ تھی یہ کائنات بنانے اور چلانے کے لئے اور نہ ہی اس کو سات Ahura Spentas کی ضرورت تھی یہ دنیا اور انسان اور کائنات بنانے کے لئے۔
لَمۡ یَلِدۡ ۙ۬ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ③	نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ ہی وہ کسی کی اولاد۔	نہ ہی Father God ہے اور نہ ہی زرتشتی عقیدے کے درمیانی دور کی طرح وہ Zurvan کی اولاد ہے۔
وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ④	اس کا کوئی ہمسر نہیں۔	نہ خدا، نہ خداوند، نہ اھورا مزدا، نہ یزدان، نہ Father God، نہ Son God، اور نہ Holy Ghost۔

لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ ۚ وَ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ⑪ (سورۃ الشوریٰ 42۔آیت 11)

''اور اس جیسا کوئی نہیں ہے وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے۔''

اور اے مسلمانو!

فَلَا تَضۡرِبُوۡا لِلّٰہِ الۡاَمۡثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ⑭

(سورۃ النحل 16۔آیت 74)

''اللہ کے لئے مثالیں نہ بیان کیا کرو، بلاشبہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔'' (سورۃ النحل۔آیت 74)

Marfat.com

تتمہ دوم

محدثین عظام اور خدا

اسلام کے تمام ارکان کا بنیادی مآخذ قرآن وسنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔قرآن کی تفسیر/تشریح اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو ان احادیث کے ذریعہ پہنچیں جو خاص امت کی گرانقدر شخصیتوں نے بدقتِ تمام اور بہ دیانت خاص جمع کیں جن کو ہم محدثین کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ صاحبان کون تھے؟ کہاں کے رہنے والے تھے؟انہوں نے حدیثیں تو عربی میں جمع کیں اور لکھیں مگران کی مادری زبان کیا تھی؟ کیا وہ محدثین جو ایران کے رہنے والے نہیں تھے ان کا کبھی گزر ایران سے ہوا؟ کیا وہ لفظ خدا/ خداوند سے جو ایران میں زرتشت اپنے معبودوں کے لئے بولتے تھے، آشنا تھے؟ یہ جاننے کے لئے ہم نے چند اہم محدثین کے کوائف جمع کئے ہیں۔[1] یہ ترتیب ہم نے سن پیدائش کے مطابق رکھی ہے نہ کہ ان محدثین کی اپنی جماعت میں مقام کے حساب سے۔ان تمام حضرات کا یا تو مقام پیدائش ایران تھا یا پھر طلب وحصول علم کے لئے ایران (اصفہان/ نیشاپور وغیرہ) کا سفر کیا یا پھر ایران سے گزرے جہاں کتب تاریخ کے مطابق عربی سرکاری زبان ہونے کے باوجود عوام فارسی زبان بولتے تھے۔

---

1 ...... دیگر سینکڑوں محدثین حضرات کی تفصیل کے لئے دیکھئے انوار الباری شرح صحیح بخاری مقدمہ جلد اول و دوئم، مؤلف مولانا سید احمد رضاؒ بجنوری، ناشر تالیفات اشرفیہ، ملتان۔ان محدثین کی فہرست کے مطالعہ سے اس بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ ان کی اکثریت غیر عرب اور ایرانی تھی۔

Marfat.com

نام محدث	سنہ پیدائش / مقام پیدائش	سن وفات / مقام وفات	سفر برائے تلاش حدیث [1]
احمدؒ بن حنبل	بغداد 164ھ	بغداد 241ھ	کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن، شام، مصر (اسکندریہ)، طرابلس اور فارس، خراسان (مرو، رے) وغیرہ
دارمی	سمرقند 181ھ	سمرقند 255ھ	فارس، (مرو، نیشاپور، رے) بغداد، بصرہ، مدینہ، مکہ، الفسطاط، مصر، القدس، دمشق وغیرہ۔
بخاریؒ	بخارا 194ھ	سمرقند (خرتنک) 256ھ	خراسان (نیشاپور، رے) بغداد، بصرہ، دمشق، القدس، الفسطاط (مصر)، مدینہ، مکہ وغیرہ۔
ابوداؤد	بحستان / سیستان 202ھ	بصرہ 275ھ	بغداد، دمشق، القدس، الفسطاط (مصر) مدینہ، مکہ، بصرہ وغیرہ۔
مسلمؒ	نیشاپور خراسان 206ھ	نیشاپور خراسان 261ھ	رے، بغداد، مکہ، مدینہ، مصر، بصرہ، بلخ وغیرہ۔
ترمذی	ترمذ ازبکستان 209ھ	ترمذ 279ھ	بخارا، نیشاپور، رے، بغداد، بصرہ، مدینہ، مکہ وغیرہ۔

1..... یہ کوائف درج ذیل کتب سے جمع کئے گئے ہیں۔ (۱) بستان المحدثین، شاہ عبد العزیز (۲) انوار الباری شرح صحیح البخاری، مولانا سید احمد رضا بجنوری (۳) مظاھر حق، مولانا عبد اللہ جاوید غازی پوری، شرح مشکوٰۃ شریف (۴) الاکمال فی اسماء الرجال تالیف: علامہ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللّٰہ الخطیبؒ، ناشر: مکتبہ خیر کثیر، (۵) اطلس سیرۃ النبویۃ، داکتور شوقی ابو خلیل.

Marfat.com

ابن ماجہ	قزوین (ایران/خراسان) 209ھ	رے، 273ھ	بصرہ، بغداد، دمشق، القدس، الفسطاط (مصر)، مدینہ، مکہ وغیرہ۔
نسائی	نسا۔خراسان 214/215ھ	القدس،303ھ بعض کا خیال ہے کہ مکہ میں مدفون ہوئے (مظاہر حق جلد اول صفحہ 61)	رے، بغداد، بصرہ، مدینہ، مکہ، الفسطاط، القدس وغیرہ۔
البزّار	بصرہ	رملہ۔شام 292ھ	بغداد، اصفہان، شام
ابویعلیٰ موصلی	موصل 220ھ	موصل 307ھ	
ابن خزیمہ نیشاپوری	233ھ	311ھ	آپ نے صحیح ابن خزیمہ و دیگر کتب کے علاوہ اسماء اللہ عزوجل اور ان کی صفات پر بھی ایک کتاب لکھی تھی۔
ابن حبان	بست، سیستان	354ھ	خراسان، مصر، عراق وغیرہ
طبرانی	عکہ، شام 260ھ	360ھ	حرمین شریفین، یمن، مصر، بغداد، کوفہ، اصفہان، جزیرہ وغیرہ

Marfat.com

ابن مندہ	اصفہان 311/310ھ	اصفہان 395ھ	عراق، شام، مصر، مکۃ المکرمہ، مدینہ، بیت المقدس، سرخس، مرو، طرابلس وغیرہ۔ آپ نے کتاب التوحید و معرفۃ اسماء اللّٰہ عزوجل وصفاتہ لکھی تھی (تین جلدیں)
حاکم نیشاپوری	نیشاپور 321ھ	نیشاپور 405ھ	خراسان، ماوراء النہر اور دیگر بلاد اسلام
ابونعیم اصفہانی	اصفہان 336ھ	اصفہان 430ھ	حلیۃ الاولیاء و دیگر اہم کتب کے علاوہ آپ نے ایک نہایت اہم کتاب "جزفی طرفۃ حدیث ان اللّٰہ تسعۃ و تسعین اسمھا" لکھی تھی اس میں انہوں نے اس موضوع پر کل 92 احادیث جمع کی ہیں۔
بیہقی	بیہق نزد نیشاپور 384ھ	بیہق نزد نیشاپور 458ھ	بغداد، خراسان، کوفہ، حجاز اور دیگر اسلامی آبادیوں کا سفر کیا انہوں نے "کتاب الاسماء اللّٰہ عزوجل اور ان کی صفات کے متعلق دو جلدیں لکھی تھیں
حافظ شیرویہ دیلمی	ہمدان (ایران) 445ھ	509ھ	اصفہان، بغداد، قزوین اور دیگر بلاد اسلام

Marfat.com

اس گوشوارہ میں ہم نے ایک طرف تو ان جید محدثین کے کوائف جمع کیے ہیں جن کے مجموعہ احادیث کو ''صحاح ستہ'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے (بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)۔ دوسرے ان صاحبان کو شامل کیا ہے جن کے مجموعہ کو بھی صحیح میں شمار کیا جاتا ہے (احمد بن حنبل، دارمی، ابن خزیمہ اور ابن حبان)

ان کے ساتھ ہی ان چند محدثین کو بھی شامل کیا ہے جن کے مجموعات میں صحیح، حسن اور ضعیف احادیث پائی جاتی ہیں ان کے علاوہ ان مجموعات میں منکرات، موضوعات اور واہیات بھی شامل ہوگئی ہیں۔[1] (طبرانی، ابویعلیٰ موصلی، حاکم نیشاپوری، حافظ شیرویہ دیلمی اور البزار)

اس گوشوارے میں وہ حضرات بھی شامل ہیں جنہوں نے اسماء الحسنٰی پر جدا جدا کتابیں بھی لکھی ہیں (ابن خزیمہ، بیہقی، ابن مندہ اور ابونعیم اصفہانی) آخر الذکر نے اسماء اللہ عزوجل پر 92 احادیث کو جمع / یکجا کیا، جو کام غالباً پہلے کسی نے بھی نہیں کیا تھا، ''طبرانی کی کتاب الدعاء'' میں بھی اسماء پر تقریباً 17 احادیث ملتی ہیں۔

اس جدول کے مطالعہ سے درج ذیل حقائق عیاں ہوتے ہیں۔

1...... یہ تمام حضرات فتح ایران کے بہت بعد پیدا ہوئے اور وہاں فارسی کے بجائے عربی سرکاری زبان بنادی گئی تھی۔

2...... ان میں سوائے امام احمد بن حنبل اور طبرانی کے دیگر تمام حضرات ایران یا ترکستان / ایشیائے کوچک / ماوراء النہر میں پیدا ہوئے۔

3...... ان میں سے تقریباً ہر ایک نے علم اور حدیث کی تلاش میں بلاد اسلام عرب و عجم کا

1...... تفصیل کے لئے دیکھیے بستان المحدثین، شاہ عبدالعزیزؒ، محدث دہلوی۔ ناشر: ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، کراچی۔ صفحات 138، 162 اور 180

Marfat.com

طویل سفر کیا۔ جو حضرات عرب میں پیدا ہوئے انہوں نے بھی ایران کا سفر کیا اور بخارا اور ترمذ میں پیدا ہونے والے امام بخاری اور امام ترمذی بھی ایران / خراسان میں علم کی تلاش میں آئے اور وہاں سے گزرے۔ جب انسان علم کے لئے نکلتا ہے تو ہر بات کو غور سے سنتا اور دیکھتا ہے اور غور وفکر کرتا ہے ہر نئی بات کی تحقیق کرتا ہے تاکہ اس کی تہہ تک پہنچ سکے۔

4...... نیشاپور، رے علم کے مرکز بن چکے تھے اور دارالخلافہ بغداد کے ہم مقابل تھے، بلکہ عباسی خلافت کے دور میں یہ علاقے مزید ترقی کرتے گئے۔

اور سب سے اہم بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ

1...... نہ تو ان محتاط ترین محدثین نے جنہوں نے اپنی صحیح بہت تحقیق اور سخت اصولوں کے تحت مرتب کیں، اور نہ ہی ان محدثین نے جن کے مجموعات پر منکرات، موضوعات اور واہیات کا محققین الزام دیتے ہیں، کوئی ایسی موضوع حدیث لکھی جو یہ ثابت کر سکے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کا ان ناموں کے علاوہ جو قرآن کریم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں، کوئی اور نام بھی ہوسکتا ہے۔

2...... جن حضرات نے اسماء اللہ تعالیٰ وصفات پر علیحدہ علیحدہ کتابیں لکھیں وہ ہماری معلومات کے مطابق سب کے سب ایرانی تھے، ان کے آباء واجداد فارسی زرتشت تھے، انہوں نے بھی نہ تو ایسی کوئی حدیث لکھی نہ ہی خود لکھا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی ایسا نام یا صفت دی جاسکتی ہے جس کا ذکر قرآن میں نہیں اور نہ ہی احادیث سے ثابت ہو۔

3...... اسی لئے ایرانی نژاد ہونے اور بیشتر کے آباؤ اجداد مجوسی / زرتشتی ہونے کے باوجود انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہ لاشریک کے لئے اپنے مشرک آباؤ اجداد کے معبود اھورا مزدا کا نام خدا یا خداوند، نہ استعمال کیا اور نہ ہی اپنی کتب میں لکھا اور نہ ہی اس کے استعمال کا جواز مہیا کیا۔

Marfat.com

کیا یہ حقیقت اس بات کا ثبوت نہیں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے لئے خدا یا خداوند کا لفظ قطعاً غیر شرعی ہے۔ اس ضمن میں ایک اور اہم بات پر غور فرمایئے!

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا زوطی مذہباً پارسی تھے اور اسلام لانے کی وجہ سے جب خاندان والوں نے ہراساں و پریشان کیا تو زوطی نے اپنی بیوی کے ہمراہ ہجرت کی اور مکہ کا ارادہ کیا مگر راستہ میں کوفہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دارالخلافہ تھا میں رک گئے اور یہیں سکونت اختیار کی۔ امام اعظمؒ کے والد ثابت اور وہ خود کوفہ میں ہی پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لئے بصرہ، مکہ اور مدینہ کا سفر کیا۔ آپ کے اساتذہ اور شیوخ کی تعداد 4000 تک بتائی جاتی ہے۔ بعض طبقوں کی طرف سے امام اعظم پر یہ غلط اعتراض ہوتا ہے کہ وہ اہل الرائے تھے۔ اگر یہ اعتراض ایک لمحہ کے لئے درست بھی مان لیا جائے تو بھی ان کی یہ رائے کہیں نہیں ملتی کہ اللہ تعالیٰ کو ان ناموں اور صفات کے علاوہ جو قرآن کریم اور احادیث میں مذکور ہیں، کسی اور نام اور صفت سے پکارا جا سکتا ہے۔

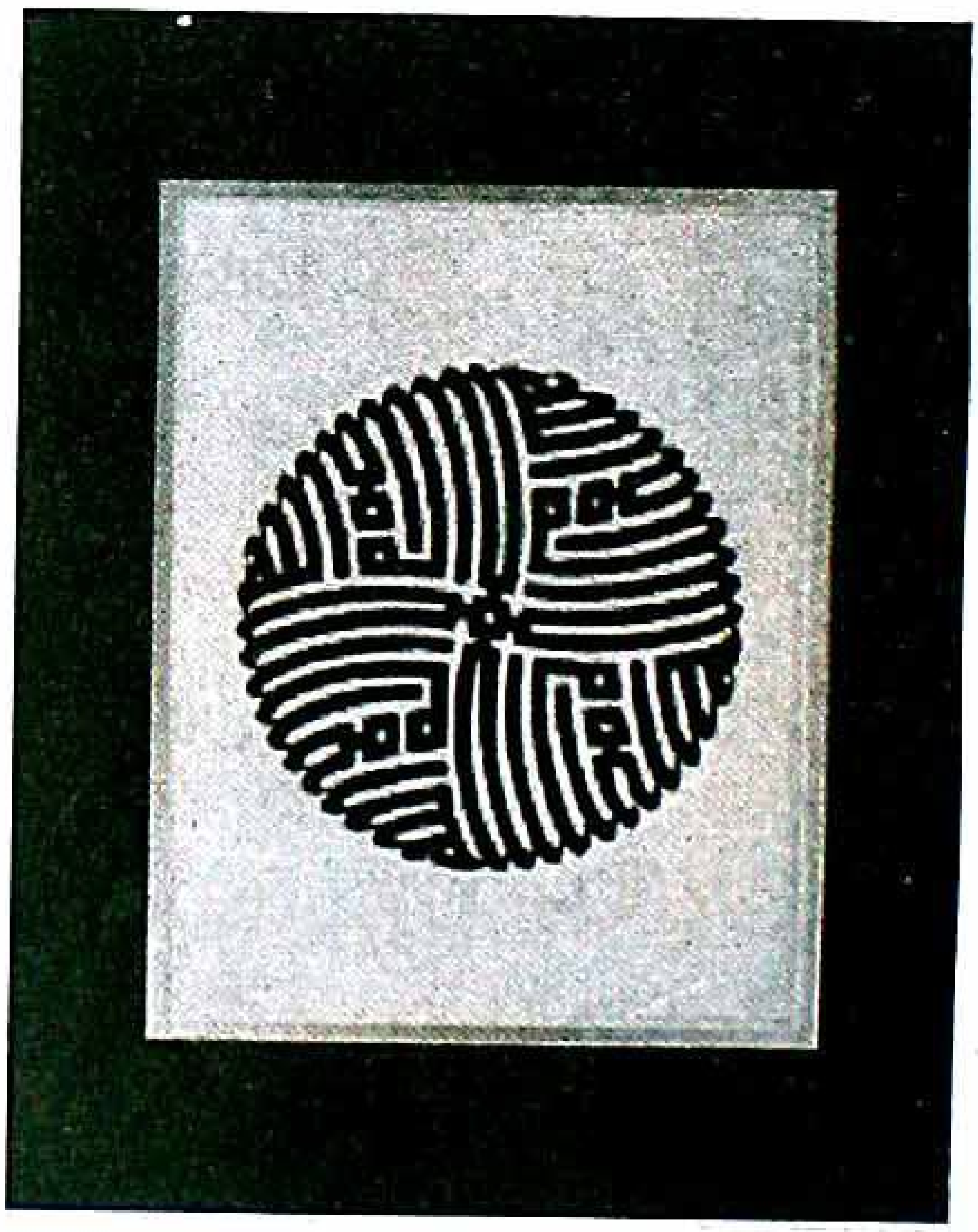

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

Marfat.com

کتابیات

1 قرآن کریم

2 معارف القرآن...... مفتی محمد شفیعؒ ! ادارۃ المعارف کراچی۔ 2002ء

3 تفسیر ابن کثیر، دارطیبہ، ریاض، 1999ء

4 تفسیر ابن کثیر...... مکتبہ قدوسیہ، لاہور۔ 2003ء

5 موضح القرآن...... شاہ عبدالقادرؒ دہلوی، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی۔

6 تفہیم القرآن...... مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور۔ 1989ء

7 درالمنثور...... امام سیوطیؒ، ضیاء القرآن، لاہور 2006ء

8 تفسیر مواہب الرحمٰن اردو ترجمہ علامہ سید امیر علی ملیح آبادیؒ، مکتبہ رشیدیہ، لاہور

9 فتح الجید...... مولانا فتح محمد جالندھریؒ، تاج کمپنی لمیٹڈ۔ کراچی

10 تفسیر حقانی...... مولانا عبدالحق حقانیؒ، میر محمد کتب خانہ۔ کراچی

11 روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، علامہ ابی الفضل شہاب الدین محمود الآلوسیؒ، دار أحیا التراث العربی بیروت، 1405ھ/ 1985۔

12 تفسیر عثمانی...... دارالاشاعت، کراچی 2000ء

13 بیان القرآن، مولانا اشرف علی تھانویؒ، تاج کمپنی، کراچی

14 انجیل مقدس...... پاکستان بائبل سوسائٹی۔ لاہور 2002ء

فتاویٰ

1 جامع الفتاویٰ...... مرتب مفتی مہربان علیؒ، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان 1429ھ

2 کتاب الفتاویٰ...... مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، ترتیب مفتی محمد عبداللہ سلیمان مظاہری، زمزم پبلشرز، کراچی 2007، حصہ اوّل۔

3 قاموس الفقہ...... مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، زمزم پبلشرز۔ کراچی 2007ء

Marfat.com

کتب احادیث

1 موسوعۃ الحدیث الکتب الستۃ، دارالسلام، ریاض، طبعۃ ثالث 2000ء

2 مسند احمد......دارالحدیث، قاھرہ، 1995ء

3 صحیح بخاری......اردو ترجمہ علامہ وحید الدین خاں، تاج کمپنی۔ کراچی۔

4 صحیح مسلم مع شرح نوویؒ، مکتبہ بزار، ریاض۔ 1996ء

5 مستدرک حاکم، دارالکتب العلمیہ۔ بیروت ۱۴۱۱ھ، ۱۹۹۰ء

6 بیہقی......السنن الکبریٰ، دارالفکر، بیروت ۱۹۹۴ء

7 بستان المحدثین......شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی

8 فتح الباری، بشرح صحیح البخاری، ابن حجر العسقلانی، دارالفکر، بیروت۔ 1996ء

9 انوار الباری شرح صحیح بخاری جلد اوّل، دوم۔ مولانا سید احمد رضا بجنوری، تالیفات اشرفیہ۔ ملتان

10 اسماء الرجال۔ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیبؒ۔ ترجمہ مولانا اشتیاق احمد/مولانا معراج الحق۔ مکتبہ خیر کثیر۔ کراچی

11 مظاہر حق۔ شرح مشکوٰۃ شریف۔ علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلویؒ۔ ترتیب جدید مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری، دارالاشاعت، کراچی 1994ء

فرہنگ/لغات

1 لغت نامہ دھخدا۔ تالیف علی اکبر دھخدا۔ زیر نظر ڈاکٹر محمد معین، دانشگاہ، تہران، 1343 ہجری شمسی University of Tehran, Faculty of Letters. Dictionary Encyclopediaque. پچاس (50) جلدیں۔

2 فرہنگ فارسی، حسن عمیر، انتشارات امیر کبیر، تہران۔

3 فرہنگ فارسی......ڈاکٹر محمد معین، موسسہ انتشارات امیر کبیر، تہران، ایران 1376 ہجری شمسی 11 واں ایڈیشن، 6 جلدیں۔

4 لغات کشوری، مولوی سید تصدق حسین رضوی، اردو، دارالاشاعت، کراچی۔

Marfat.com

﴿دیگر کتب﴾

1 اردو کی تشکیل میں فارسی کا حصہ......ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

2 اسلام کا نظام محاصل ترجمہ کتاب الخراج، قاضی امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیمؒ، مترجم محمد نجات اللہ صدیقی، ناشر مکتبہ چراغ راہ۔ کراچی، 1966ء

3 اقتضاء الصراطِ المستقیم۔ عربی۔ امام ابن تیمیہؒ، دار الکتب علمیہ، بیروت 1999ء

4 اہل کتاب صحابہؓ تابعین۔ مولانا مجیب اللہ ندوی، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، بھارت 2001ء

5 ادیان مذاہب کا تقابلی مقابلہ۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید۔ طاہر سنز، کراچی 1995ء

6 الاعتقاد الائمۃ الاربعہ، ابوحنیفہؒ، مالکؒ، الشافعی، احمدؒ...... تالیف ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن الخمیس۔ ترجمہ ابوہشام اعظمی 1423 ہجری

7 اسلام میں اختلاف کے اصول و آداب۔ ڈاکٹر طٰہٰ جابر فیاض العلوانی۔ الفرقان ٹرسٹ۔ خان گڑھ (س ن)

8 امام محمد بن حسن شیبانیؒ اور ان کی فقہی خدمات۔ ڈاکٹر محمد الدسوقی۔ ترجمہ حافظ شبیر احمد جامعی، ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی۔ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد 2005ء

9 امت محمدیہ ﷺ زوال پذیر کیوں؟، اکبر شاہ خان نجیب آبادی، دار البلاغ۔ لاہور 2006ء

10 آنحضرت ﷺ کی تعلیمی پالیسی۔ ڈاکٹر محمد گجر خان غزل کاشمیری۔ اقرأ تدریب الاطفال ٹرسٹ، لاہور 2006ء

11 آسمانی صحائف۔ پروفیسر سید نواب علی۔ سٹی بک پوائنٹ کراچی، 2006ء

12 اسلامی طرز فکر (جلد سوم)۔ ادارت عادل صدیقی۔ ترجمہ کلیم چغتائی۔ apkar.pk کراچی 2007ء

13 ایمان بالرسول اور اس کے تقاضے۔ غلام سرور چٹھہ۔ دعوہ اکیڈمی، اسلام آباد 2004ء

14 الفاروق۔ شبلی نعمانیؒ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

Marfat.com

15 الفہرست۔ ابن ندیم ترجمہ محمد اسحاق بھٹی، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1990ء

16 اطلس التاریخ العربی الاسلامی۔ دکتور شوقی ابوالخلیل۔ دارالفکر۔ دمشق 2004ء۔

17 العقیدۃ الصحیحہ۔ امام عبداللہ بن باز۔

18 اسلام اور غیر اسلامی تہذیب۔ اردو ترجمہ اقتضاء الصراط المستقیم۔ امام ابن تیمیہؒ۔ مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی 2006ء

19 امام ابوحنیفہؒ، محمد ابوزہرہ، ترجمہ رئیس احمد جعفری، شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور (س ن)

20 اسلام سے وابستگی کے تقاضے۔ ڈاکٹر فتحی یکن ترجمہ ڈاکٹر محمد علی غوری، دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی۔ اسلام آباد 2005ء

21 امام ابوحنیفہؒ، حیات، فکر اور خدمات۔ ترتیب محمد طاہر منصوری، عبدالحیٔ ابڑو۔ ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی۔ اسلام آباد، 2006ء

22 اھل فارس کی فکری و عملی میراث اور علامہ اقبال، ڈاکٹر ابومعاذ، مکتبہ خدام القرآن، لاہور 2008ء

23 اشرف الہدایہ شرح اردو ھدایہ، تالیف مولانا جمیل احمد سکروڈوی، دارالاشاعت۔ کراچی، 2006ء

24 انکشافات قرآن۔ اردو ترجمہ، ھارون یحیٰی۔ مترجم محمد یحیٰی۔ مکتبہ رحمانیہ۔ لاہور۔

25 برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی۔ کراچی یونیورسٹی 1999ء

26 تاریخ فرشتہ۔ محمد قاسم فرشتہ۔ ترجمہ عبدالحیٔ خواجہ، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور (س ن)

27 تذکرۃ المحدثین۔ ضیاء الدین اصلاحی، دارالمصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ۔ ہند 2006ء

28 تاریخ ہندوستان، مولوی محمد ذکاء اللہ دہلوی، سنگ میل پبلی کیشنز۔ لاہور 1998ء

29 تاریخ ادب اردو جلد دوم، حصہ اوّل۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، مجلس ترقی ادب۔ لاہور

30 تاریخ ابن خلکان۔ احمد بن محمد بن ابراہیم خلکان۔ اردو ترجمہ علامہ اختر فتح پوری۔ نفیس اکیڈمی۔ کراچی 2000ء

31 تاریخ المسعودی۔ ابوالحسن بن حسین بن علی المسعودی۔ نفیس اکیڈمی۔ کراچی 1985ء

32 تاریخ الیعقوبی۔ احمد بن ابی یعقوب۔ ترجمہ مولانا اختر فتحپوری۔ نفیس اکیڈمی کراچی (س ن)

Marfat.com

33 تاریخ کے بکھرے موتی۔ مولانا محمد اصغر کرنالوی۔ زمزم پبلشرز۔ کراچی 2008ء

34 تاریخ ابن کثیر۔ اردو ترجمہ البدایہ والنہایہ، مولانا اختر فتحپوری، نفیس اکیڈمی کراچی 1989ء۔

35 تدوین سیر ومغازی۔ مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ۔ بیت الحکمت۔ لاہور، 2005ء

36 تاریخ اسلام۔ اکبر شاہ خان نجیب آبادی۔ دارالاندلس۔ لاہور (س ن)

37 تاریخ طبری۔ نفیس اکیڈمی کراچی 2004ء

38 تقویم تاریخی۔ عبدالقدوس ہاشمیؒ۔ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد 1987ء

39 تاریخ طبری کے ماخذ، ڈاکٹر جواد علی۔ ترجمہ نثار احمد فاروقی۔ دوست ایسوی ایٹس لاہور 1998ء

40 تاریخ اسلام۔ شاہ معین الدین ندوی۔

41 تاریخ ملت۔ مفتی زین العابدین سجاد میرٹھی اور مفتی انتظام اکبر آبادی۔ دارالاشاعت۔ کراچی

42 جزء فی طرق حدیث "ان اللہ تسعة وتسعین اسماء"۔ ابونعیم اصفہانی۔ تحقیق مشہود بن حسن بن سلیمان، مکتبہ الغرباء الاثریہ۔ المدینة النبویہ 1413ھ

43 جواہر الحدیث۔ اردو ترجمہ کنز الحقائق۔ المناوی، مولانا امداد اللہ نور۔ دارالعارف ملتان۔ 2002ء

44 حضرت امام ابوحنیفہؒ کی سیاسی زندگی۔ علامہ سید مناظر احسن گیلانی، المیزان، لاہور 2006ء

45 حیات ابن مریم اردو ترجمہ۔ عقیدة الاسلام فی حیاة عیسیٰ۔ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ۔ ترجمانی مولانا ابوطلحہ محمد صغیر پرتاب گڑھی، زمزم پبلشرز، کراچی۔ 2005ء

46 حجیت سنت، عبدالغنی عبدالحق، ترجمہ محمد رضی الاسلام ندوی، ادارہ تحقیقات اسلامی۔ اسلام آباد 1997ء

46A حقوق رحمة للعالمینؐ، محمد اقبال کیلانی، حدیث پبلی کیشنز، لاہور۔

47 حصن حصین۔ امام ابن جوزیؒ۔ المکتبہ العربیہ۔ بیروت، طبعة الاولیٰ 2004ء۔ اردو ترجمہ مولانا محمد ادریسؒ تاج کمپنی۔ کراچی

48 خطبہ حجة الوداع۔ ڈاکٹر نثار احمد۔ انسٹیٹیوٹ آف سیرت اسٹڈیز، بیت الحکمت لاہور 2005ء

49 خدا۔ الحادفی الاسماء الحسنیٰ۔ محمد مسعود عبدہ، مشربہ علم وحکمت، لاہور 1997ء

Marfat.com

50 دولت غزنویہ۔مولانا محمود الرحمٰن ندوی، مکتبہ جمال لاہور 2004ء

51 دریائے کابل سے یرموک تک۔مولانا سید ابوالحسن ندویؒ مجلس نشریات اسلام۔کراچی

52 دفاع امام ابوحنیفہؒ۔مولانا عبدالقیوم حقانی۔القاسم اکیڈمی، خالق آباد نوشہرہ 2002ء

53 داڑھی کی شرعی حیثیت، قاری محمد طیبؒ، دارالاشاعت کراچی۔ 2007ء

54 رحمت دو عالم ﷺ کی 55 نصیحتیں۔شیخ حمزہ محمد صالح عجاج۔ترجمہ: مفتی عبدالعظیم ترمذی۔ دارالقلم، لاہور۔

55 سیرت النبی ﷺ۔ابن ہشام۔ادارہ اسلامیات لاہور 1994ء

56 سیرت ائمہ اربعہ۔قاضی اطہر مبارکپوریؒ۔ادارہ اسلامیات۔لاہور 1990ء

57 سیرۃ النعمان۔مولانا شبلی نعمانیؒ، دارالاشاعت، کراچی 1412ھ

58 سیاسی وثیقہ جات۔ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ۔مترجم مولانا ابویحیٰ امام خان نوشہروی، مجلس ترقی ادب، لاہور 1960ء

59 سیرت سعد بن ابی وقاصؓ۔علامہ طالب الہاشمیؒ۔طٰہٰ پبلیکیشنز، لاہور

60 شاہ نامہ فردوسی۔

61 (ا) مقدمہ و شرح: مرحوم محمد علی فروغی ذکاء الملک۔سازمان انتشارات جاویدان، تہران (1321ھ)

62 (۲) متن کامل بہ تصیح ژول مُل۔انتشارات بھزاد تہران۔ چھاپ دہم 1386ھش

63 شرح حدیث ہرقل سیرت نبوی کے آئینے میں۔ حافظ محمد گوندلویؒ۔ ام القریٰ پبلی کیشنز، لاہور 2009ء

64 معدن الحقائق شرح اردو کنز الدقائق، امام عبداللہ نسفی ۔ ترجمہ مولانا محمد حنیف گنگوہی، دارالاشاعت، کراچی۔ 2003ء۔

65 طبقات ابن سعدؒ۔دارالاشاعت۔کراچی

66 عہد نبوی کا تعلیمی نظام۔محمد یاسین شیخ، غضنفر اکیڈمی پاکستان۔کراچی 1989ء

67 عہد نبوی کا نظام تعلیم۔مولانا عبدالمعبود۔مکتبہ رحمانیہ، لاہور 2001ء

68 عمر فاروقؓ۔محمد حسنین ہیکل۔الفیصل ناشران۔لاہور

Marfat.com

69 عرب قبل از اسلام۔ مولانا ذکاء اللہ دہلوی۔ مقدمہ ابوالخیر کشفیؒ۔ طاہرہ کتاب گھر۔ کراچی 1964ء

70 عقائد اہل السنۃ والجماعۃ مدلل، شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد طاہر مسعود، مکتبہ سراجیہ، جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا، 2007ء۔

71 علمی سرگرمیاں عہد رسالت وعہد صحابہؓ میں۔ الکتانی محمد عبدالحیٔ الحسنی الادریسیؒ۔ مترجم حافظ محمد ابراہیم فیضی۔ کتب خانہ سیرت، کراچی 2007ء

72 عیسائیت، تجزیہ اور مطالعہ، پروفیسر ساجد میر، دارالسلام، لاہور۔

73 فتوح البلدان۔ احمد بن یحیٰی بلاذری۔ مترجم سید ابوالخیر مودودیؒ۔ نفیس اکیڈمی، کراچی 1986ء

74 فقہ میں اجماع کا مقام۔ مفتی محمد رفیع عثمانی۔ ادارۃ المعارف کراچی۔ (س ن)

75 فقہ الحدیث اردو ترجمہ "الدُّرر البھیّۃ" امام محمد بن علی شوکانیؒ۔ ترجمہ حافظ عمران ایوب۔ فقہ الحدیث پبلیکیشنز، لاہور 2004ء

76 فیض سبحانی شرح اردو حسامی، تالیف مولانا جمیل احمد سکروڈوی، قدیمی کتب خانہ، کراچی (س ن)

77 فن اصول فقہ کی تعریف۔ ڈاکٹر فاروق حسن، دارالاشاعت کراچی۔ 2006ء

78 کلمہ طیبہ، مولانا قاری محمد طیبؒ۔ ادارہ اسلامیات لاہور۔ 1976ء

79 قرآن کریم کے اردو تراجم۔ ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین۔ قدیمی کتب خانہ۔ کراچی

80 گوتم بدھ، دھرما نند کوسمبی۔ اردو ترجمہ پرکاش پنڈت۔ بک ہوم، لاہور 2006ء

81 لفظِ اللہ کی تحقیق، علامہ سید نصیر الدین نصیر گیلانیؒ سجادہ نشین آستانہ عالیہ غوثیہ مہریہ، گولڑہ شریف۔

82 مقدمہ ابن خلدون حصہ اوّل۔ نفیس اکیڈمی۔ کراچی 2001ء

83 مجموعہ الوثائق السیاسیہ۔ للعھد النبوی والخلافۃ الراشدہ (عربی) ڈاکٹر حمید اللہ۔ دارالنفائس۔ بیروت۔ 2001ء

84 منشور قرآن۔ مؤلف عبدالحکیم ملک۔ عامر پبلیکیشنز، اسلامی ریسرچ فاؤنڈیشن پاکستان۔ مظفر گڑھ۔ 2000ء

85 مدارج ابن عربیؒ، ادارہ صدیقیہ۔ کراچی۔

86 مسیحت۔ تاریخ، عقائد وفلسفہ، رابرٹ ڈین ڈی ویئر۔ ترجمہ ملک اشفاق۔ بک ہوم، لاہور۔ 2007ء

Marfat.com

87 مسلمانوں کی تعلیم۔ضیاء الدین اصلاحی۔دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ بھارت 2006ء
88 نظام حکومت نبویہ۔علامہ عبدالحئی الکتانی، مترجم حافظ محمد ابراہیم فیضی۔فرید بک سٹال لاہور 2005ء
89 ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں۔ ابوالحسنات ندوی، دارالمصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، بھارت 2008ء
90 رسالہ: سہ ماہی بحث ونظر، دہلی۔شمارہ 73-77، اپریل 2006 تا جون 2007ء
91 ماہنامہ بیداری، حیدرآباد۔جولائی 2009ء
92 ماہنامہ الخیر۔ملتان۔دسمبر 2008ء
93 ماہنامہ حکمت قرآن، لاہور مارچ 2009ء
94 ماہنامہ ترجمان القرآن جولائی 1983 اور اگست 2009ء
95 ماہنامہ معارف، اعظم گڑھ، بھارت جون 2009ء

1 A History of God, Karen Armstrong, Ballantine Books, New York, 1994
2 Al Coran of Mahomet, Alexander Ross,1699.AD
3 Aryan Language (Old Persian), School of Oriental and African Studies, London
4 Ahura-Mazda and Zorostrianism, by John Lendering, London.
5 Belief in Allah, in the light of Quran & Sunnah, Umar S al Ashqar, International Islamic Publishing House Riyadh, 2003.
6 Columbia Electronic Encyclopedia, Eolumbia University Press 6th Edition, USA.,2004
7 Cross and the Cresent by Richard Fletcher, Penguin Books, New York, USA.2005
8 Encyclopedia of Religion and Ethicks, Edited by James Hastings, New York.
9 History of Printing of Qur'an. Dr. Mofakkhar Hussain Khan. Islamic Foundation Bangladesh, 1st Edition, 1988.

Marfat.com

10 Jewish Encyclopedia, Ahriman by Erick, Stave Kaufman, Kohler.

11 Khordeh Avasta (in Roman Script), Union Press, Bombay.

12 Muslim Understanding of Other Religions. Ghulam Haider Aasi, I.I.I., T, & Islamic Research. Institute, Islamabad,1999.

13 Mussulman Culture. V.V., Bartold, Translated from Russian by Shahid Suharwardy, Oxford, Karachi.2009

14 Mahomedan Power in India by Mahomed Kasim Ferishta, Trans: by John Briggs. Sange Meel Publications, Lahore.2004.

15 Muhammad and Relegion of Islam. John Gilchrist, London.

16 Nation Encyclopedia. History of Persia.

17 Oxford Advanced Learners Dictionary, Sixth Edition,2001.

17A Oxford Dictionary of World Religions, 2000.

18 Origin of Trinity, By Willam B chalfant.

19 Preaching of Islam. T.W.Arnold. Aryan Books International, New Dehli, India.1998.

20 Secred Books of the East. Translation by James Damesteter, America Edition,1898.

21 The Koran Or Alcoran of Mohammad. With notes and readings from Savary's Version, Fredric, Warne &, Co, London.

22 The Koran. Translation J.M. Rodwell. Phoenix (Everyman Library) London,2003.

23 The Quran, A New Interpretation. Colin Turner, Curzon Press,1977.

24 The Mearing of Glorious Quran. Muhammad Marmaduke Pickthal, Taj Company, Karachi.

25 The Koran, al Koran of Mohammed. By George Sale, with Notes Selected by Frederic Mynon Cooper. A.L.Burt Publisher, New York.

26 The Holy Quran. Translation and Commentary by Abdullah Yousuf Ali, IPCL, Birmingham. UK.

27 The Holy Bible.

28 The Bible, The Quran and Science. Dr. Maurice .

Marfat.com

29 The Holy Bible (New Urdu Bible Version). International Bible Society, Colorado. USA.2005.

30 The Sacred Teachings of All Ages by Manly P.Hall, Published by himself.1928.

31 The Doctrine of Ijma in Islam. Ahmed Hasan, Islamic Research Institute, Islamabad, 2002

32 The Life & Work of the Prophet of Islam. Muhammad Hamidullah, Translation in English by Dr. Mahmood Ahmed Ghazi, Islamabad.

33 The New Encyclopedia. Britinica, 15th Edition.1982. Volume-3.

34 The Anchor Atlas of World History. Volume-1, Anchor Books, New York.1974.

35 The Great Arab Conquests, Hugh Kennedy, Weidenfeld & Nicolson, London, 2007.

36 The Two Babylons. Rev. Alexander Bishop.1916.

37 The Histories, Herodotus, Penguin Books-2003.

38 Triologue of the Abrahamic Faiths, Edited by Ismail Rafi Alfaruqi, International Islamic Publishing House Herndon. VA. USA, 1991.

39 Webster's 20th Century Dictionary, Unabridged, 1st Edition.

40 Zorostrianism, An Introduction to Ancient Faith, Peter Clark.

41 Zorostrianism, Heritage of Persia, Richard Frye, Zorostrianism; An Overview, London.

﴿کل تعداد کتب حوالہ جات 172﴾

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

﴿ربِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا﴾

"یا رب! مجھے اور زیادہ علم دیجیے" (سورہ طٰہٰ، آیت 114)

Marfat.com

ربنا لا تؤاخذنا إن نسينا أو أخطأنا
ربنا ولا تحمل علينا إصرا كما حملته على الذين من قبلنا
ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به
واعف عنا واغفر لنا وارحمنا
أنت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين

اے رب اگر ہم سے بھول یا چوک ہوگئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجئے۔

اے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالئے جیسا کہ آپ نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے رب جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھئے اور (اے رب) ہمارے گناہوں سے درگزر فرمائیے اور ہمیں بخش دیجئے اور ہم پر رحم فرمائیے، آپ ہی ہمارے مالک ہیں اور ہم کو کافروں پر غالب فرمائیے۔

(سورہ البقرۃ۔ آیت 682)

Marfat.com

اللہ

وحدہ لاشریک لہ

اور

خدا

حامیان لفظ خدا کے فتاویٰ اور
نظریات مع ہماری گزارشات

مؤلف رشید اللہ یعقوب

Marfat.com